

رنگِ نعت

نعت رنگ شماره ۱۹ تا ۱۹۱ سے نعتوں کا انتخاب

مؤلف

پروفیسر محمد فیروز شاہ



نعت رنگ کارنگِ نعت

رنگِ نعت

﴿نعت رنگ“ شماره ۱۹ تا ۱۹ سے نعتوں کا انتخاب﴾

مؤلف

پروفیسر محمد فیروز شاہ

المَدینۃ دارالاشاعت (پرائیویٹ) لمیٹڈ پاکستان
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38 اردو بازار لاہور 7320682-7312801-042-73

جملہ حقوق محفوظ ہیں

- نام کتاب : رنگِ نعت
 مؤلف : پروفیسر محمد فیروز شاہ
 اشاعت : ستمبر 2006ء
 اہتمام : نعت ریسرچ سینٹر (کراچی)
 ناشر : المدینہ دارالاشاعت (پرائیویٹ) لمیٹڈ پاکستان
 یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38 اردو بازار لاہور 7320682-7312801-042
 E-mail: almadina-92 @yahoo.com
 ہدیہ : [Redacted] روپے

تقسیم کار

کتاب سرائے اردو بازار لاہور
 فضلی بک سپر مارکیٹ اردو بازار کراچی
 ملت پبلی کیشنز فی س مسجد اسلام آباد
 مکتبہ جام نوٹرنی دہلی انڈیا



انتساب

عشق رسول ﷺ

میں ڈوب کر طلوع ہونے والوں

کے نام

آپ ﷺ کا ذکر کبھی کم نہیں ہوگا آقا ﷺ
آپ ﷺ کے ذکر کو اللہ نے رفعت دی ہے
(صبحِ رحمانی)

فہرست

۱۷	قمر عباس وفا کانپوری	فکر بشر حیران ہے کیسے وصف خدا تحریر کرے (حمد)
۱۸	شنا گورکھ پوری	حمد یہ رباعیات
۱۹	محمد فیروز شاہ	سید گل سے چند گلاب
۲۳	پروفیسر محمد اکرم رضا	رنگِ نعت کی بہار جاوداں

﴿ نعت رنگ - ۱ ﴾

۳۱	سرور بارہ بنکوی	اللہ اللہ میری قسمت، ایسا رتبہ اور میں
۳۲	اسعد شاہ جہاں پوری	عرب کا مہر عجم کا مہ تمام آیا
۳۳	حافظ محمد افضل فقیر	شوقِ حرمِ پاک میں اٹھتے ہیں قدم تیز
۳۴	راغب مراد آبادی	عشق ہے سرورِ کونین کا دولت میری
۳۵	حافظ لدھیانوی	جدیہ نو کی جھلک مدحتِ سرکار ﷺ میں ہو
۳۶	افسر ماہ پوری	جلالِ کبریا دل میں جمالِ مصطفیٰ ﷺ دل میں
۳۷	شاعر لکھنوی	نبی ﷺ کے در پر پہنچ کے خود کو مثال کرتی ہیں...
۳۸	مسرور کیفی	صاحبِ جود و سخا تک آگئے
۳۹	سلیم احمد	شوقِ بے حد، غمِ دل، دیدہ تر مل جائے
۴۰	اعجاز رحمانی	نور محمدی ﷺ جو ازل سے سفر میں ہے
۴۱	جلیل عظیم آبادی	پاک محمد ﷺ نام ہے ان کا اللہ کے ہیں میت
۴۲	شہزاد زیدی	رحمتِ عالم کی رحمت عام ہے
۴۳	صدر صدیقی رضی	اے محبوبِ خدا ﷺ

۴۴ کچھ دھوپ ہے کچھ جس کا صحرا مرے آقا ﷺ
 ۴۵ آپ ﷺ کی خو ہے عطا ہم گھرے حالات کے بیچ
 غیور احمد غیور

﴿ نعت رنگ - ۲ ﴾

۴۶ مرے آقا ﷺ کرم مجھ پر بھی اب کی بار ہو جائے
 ۴۷ رکھا ہے رطلِ دل پہ صحیفہ جو نور کا
 شبنم رومانی
 ۴۸ کوئے جاناں حاصل دنیا نظر آنے لگا
 شبنم رومانی
 ۴۹ مکان پہ دیکھا سرِ لامکاں لکھا دیکھا
 حنیف اسعدی
 ۵۰ مثالی آئینے ہیں آئینے خورشیدِ رحمت کے
 جاذب قریشی
 ۵۱ جس کی نظروں میں زر پائے پیمبر ﷺ چمکے
 راجا رشید محمود
 ۵۲ کلکِ ثناء کو نور کی موجوں میں رکھ دیا
 ریاض حسین چوہدری
 ۵۳ یہ عرض آپ ﷺ سے ہے اور بڑے ادب سے ہے
 احسان کا کوروی
 ۵۴ ان کی مدحت میں ادا ہو جو سخن اچھا ہے
 حسن اختر جلیل
 ۵۵ چار سو ارزاں ہوا ہے اہلِ ایمان کا لہو
 سعید بدر
 ۵۶ انجام جس کا خوب اس آغاز پر سلام
 سید ابوالحسنات حقی
 ۵۷ مطلعِ انوارِ حق، کہف الوریاء کی روشنی
 سید آل احمد رضوی
 ۵۸ وہی صدیوں سے تغیر کا سفر ہے کہ جو تھا
 لیاقت علی عاصم
 ۵۹ دور کر دیتی ہے مہجور کی دوری نعتیں
 کوثر علی
 ۶۰ آسماں رنگوں کی آمیزش بدلتا جا رہا ہے (نظم)
 وضاحت نسیم
 ۶۱ جمال آپ ﷺ کا لالہ زاروں میں چمکا
 نفیس القادری
 ۶۲ ذرہ خاک سے پھر وہ مہ و اختر بن جائے
 قمر عباس قمر
 ۶۳ نعتیہ ہائیکو
 صبحِ رحمانی
 ۶۴ نقش ہے وجدان پر میرے (نظم)
 ہشام علی حافظ

﴿ نعت رنگ - ۳ ﴾

۶۵ وحدتِ ذات کی تبلیغ سراپا تم ہو
 صبا اکبر آبادی
 ۶۶ نگہ ترستی ہے طیبہ کے بام و در کے لیے
 صبا اکبر آبادی

۶۷	سید محمد ابوالخیر کشفی	تو حرف دعا ہے مرے مولا، مرے آقا ﷺ
۶۸	سید محمد ابوالخیر کشفی	قصیدہ بردہ شریف کا ایک نقش (لظم)
۶۹	سید محمد ابوالخیر کشفی	ولادتِ مصطفوی ﷺ
۷۰	سید محمد ابوالخیر کشفی	دعوت
۷۰	سید محمد ابوالخیر کشفی	فی ذکر شرف القرآن
۷۱	سید محمد ابوالخیر کشفی	فی ذکر معراج النبی ﷺ
۷۱	سید محمد ابوالخیر کشفی	فی ذکر جہاد النبی ﷺ
۷۲	سید محمد ابوالخیر کشفی	دعائیہ
۷۳	سید محمد ابوالخیر کشفی	مناجات
۷۴	محمد رئیس علوی	نعتیہ واکا
۷۵	سید ابوالخیر کشفی	یک مصرعی لظم
۷۶	سرور بارہ بنکوی	سرورِ حرف دعا کیسا مستجاب ہوا
۷۷	تابش دہلوی	جذبات نگاہیں ہیں اور دل مری آنکھیں ہیں
۷۸	احمد ندیم قاسمی	عرش کے آخری پیام تجھ پہ درود اور سلام
۷۹	افسرماہ پوری	وجہ تسکین نہ زمیں ہے نہ زماں ہے ہم کو
۸۰	منظف وارثی	قدم قدم پہ خدا کی مدد پہنچتی ہے
۸۱	حنیف اسعدی	طالب و مطلوبِ رب میرے حضور ﷺ
۸۲	نعیم صدیقی	حبِ رسول ﷺ پائی ہے رب و دود سے
۸۳	وقار صدیقی	یہ اعتراف ہے لازم مگر ازاں کی طرح
۸۴	انور مسعود	حضور ﷺ
۸۵	والی آسی	مدت سے تمنا ہے دل میں یوں نعت شہہ ابرار لکھیں
۸۶	محسن بھوپالی	آپ ﷺ کے قدموں کو فرشِ کہکشاں بخشا گیا
۸۷	وسیم بریلوی	مدینہ حاضری دینے کا یہ معیار ہو جائے
۸۸	راجا رشید محمود	آب و بادِ شہرِ آقا ﷺ تک رسا رخسِ خیال
۸۹	نقوی احمد پوری	اے سید والا، کرم
۹۰	انجم نیازی	اٹھا کر ہاتھ لوگوں میں دعائیں بانٹ دیتا ہے

۹۱	احسن زیدی	یہ گنبد خضرا ہے، اسے جاں میں سمو لے
۹۲	حاصل مراد آبادی	چراغِ راہ ملا رہنما اصول ملے
۹۳	قمر وارثی	چراغِ ذکر و فکرِ مصطفیٰ سے کیا نہیں روشن
۹۴	عرش ہاشمی	پھر آج لب پہ جو مدحت حضور ﷺ آپ کی ہے
۹۵	سہیل غازی پوری	اسی ہو کر بھی

﴿نعت رنگ۔ ۴﴾

۹۶	مخشر بدایوانی	یہی زمیں ہے یہی آسماں مدینے میں
۹۷	حبیب جالب	بارگاہِ رسالت مآب میں
۹۸	حزین صدیقی	سوال، عبد کی معبود تک رسائی ہے
۹۹	قمر یزدانی	ثنائے خواجہ دوراں مدام کی میں نے
۱۰۰	ضبط سہارنپوری	وجہ سکون زندگی حمد خدا نعت نبی
۱۰۱	سرشار صدیقی	چشمِ باریاب (نظم)
۱۰۲	ریاض حسین چودھری	ہوائے شہرِ مدینہ گلاب لائی ہے
۱۰۵	انور شعور	وہ آدمی بھی نگاہِ فلک نے دیکھے ہیں
۱۰۶	غالب عرفان	زمین کے وصف میں ہے منکشف حیات میں ہے
۱۰۷	نثار ترابی	یہ کس نے چاند اچھالا، کہ تو ملا ہے ہمیں
۱۰۸	بیدل لکھنوی وارثی	بلائیں گے طیبہ اگر شاہِ بطحا
۱۰۹	صفر صدیقی رضی	وہ عقیدوں کا تقاضا وہی ایمانوں کا
۱۱۰	امتیاز ساغر	زندگی، بندگی، روشنی ان سے ہے کس کا ان کے...
۱۱۱	زین صدیقی	آمد سرکار ﷺ (نظم)
۱۱۲	شاہنواز مرزا نواز	مرے سر کو در وہ نصیب ہے جہاں رحمتوں کا نزول ہے
۱۱۳	رئیس وارثی	کوئی بھی کام مسلسل نہیں ہونے پاتا
۱۱۴	صبح رحمانی	زباں سے نکلا جو صلہ علیؑ موابہ پر

﴿نعت رنگ۔ ۵﴾

۱۱۵	مولانا حامد حسن قادری	رباعیات
۱۱۷	حفیظ تائب	ہر فصل میں پایا گل صحرا تر و تازہ

۱۱۸	شاعر لکھنوی	بیٹھا ہوں کچھ اس طرح سر کوئے محمد ﷺ
۱۱۹	راغب مراد آبادی	نعت محمد ﷺ عربی جب شروع ہو
۱۲۰	فضا ابن فیضی	یہ علو فکر، یہ معیار تہذیب ام
۱۲۱	حکیم محمود احمد برکاتی	یہ آلودہ دامن، یہ آنکھوں کا ساون...
۱۲۲	سید محمد ابوالخیر کشفی	ہنگام نمود (نظم)
۱۲۳	انجم رومانی	افق دل سے پرے، حد سفر سے آگے
۱۲۴	بیکل اتساہی	قدرت کا دف (گیت)
۱۲۶	قیصر الجعفری	مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کا دارالقیام
۱۲۸	ڈاکٹر انور سدید	اے شہنشاہ حرم، سید کی مدنی
۱۲۹	عالم تاب تشنہ	آئینہ آئینہ عکس نور خدا اور محمد ﷺ
۱۳۰	ع س مسلم	بھروں جھولی در خیر البشر ﷺ سے
۱۳۱	جمال پانی پتی	آپ ہی ابتدا آپ ہی انتہا، یا نبی ﷺ یا نبی ﷺ
۱۳۲	سحر انصاری	آسان ہو کچھ منزل عرفان محمد ﷺ
۱۳۳	تحسین فراقی	آنکھ کا روزن بند کریں اور دل کا دریچہ باز کریں
۱۳۴	انجم شادانی	کیسے رکھتا عرش پر محبوب سے رب فاصلہ
۱۳۵	گلزار بخاری	چند کھجوریں، جو کی روٹی، ایک پیالہ پانی کا
۱۳۶	اعجاز رحمانی	میں چپ کھڑا ہوا ہوں دربار مصطفیٰ ﷺ میں
۱۳۷	ریاض حسین چودھری	نعتیہ گیت
۱۳۸	افتخار امام صدیقی	تخلیق اول روح کائنات کے نام
۱۳۹	ساحر شیوی	شفیع عاصیاں تم ہو حبیب کبریا تم ہو
۱۴۰	افضال احمد انور	نعتیہ ماہی
۱۴۲	رئیس احمد	یہ روز و شب کی مسافتیں ہیں جو زندگی کی
۱۴۳	فیصل عظیم	نبی ﷺ کا ذکر ہے چاروں طرف فضاؤں میں

﴿نعت رنگ ۶﴾

۱۴۴ بجھی نرائن صاحب تخلص

دربیاں معراج صاحب درۃ التاج

۱۴۷	میر نظام الدین	اگر تھا دلبر یعقوب ماہ کنعانی
۱۴۹	زیبا، پنڈت برج موہن لال تگور	محبت سب کو دامن گیر ہے حضرت محمد ﷺ کی
۱۵۰	گلزار دہلوی	سلام بحضور سرکار رسالت مآب ﷺ
۱۵۲	ضیا جالندھری	نگہبان (نظم)
۱۵۳	جوہر سعیدی (مرحوم)	دبستانِ حرا کے فارغ التحصیل کی باتیں
۱۵۴	واصل عثمانی	جو گلوں کی کبھی ہے بہار کی خوشبو
۱۵۵	لالہ صحرائی	نعتیہ ہائیکو
۱۵۶	عنوان چشتی	مساوات کا داعی
۱۵۸	ڈاکٹر ظفر مراد آبادی	اس شخص کی قسمت میں نہ دنیا ہے نہ دیں ہے
۱۵۹	آفتاب کربھی	گزریں گے پل صراط سے لے کر نبی ﷺ کا نام
۱۶۰	قاسم حبیبی برکاتی	منزلیں ان کے لئے ہر رہگزار ان کے لئے ہے
۱۶۱	حباب ہاشمی	کوہِ فاراں سے جب چل پڑی روشنی
۱۶۲	فہیم ردولوی	اگر قبول رسالت مآب ہو جائے
۱۶۳	منصور ملتانی	جہاں میں چاندنی پھیلی جو نہی ماہ منور کی
۱۶۴	صابر وسیم	وہ لہجہ، وہ خلوص، وہ انداز، وہ خطاب
۱۶۵	شہاب صفدر	تمام پچھڑے ہوئے دل ملے انھی ﷺ کے سبب
۱۶۶	محمد کمال اظہر	الفتِ مصطفیٰ ﷺ جس کو حاصل ہوئی اس پہ سمجھو خدا...
۱۶۷	خالد معین	یہی ہے زیست کا حاصل نظر میں رہ جاؤں
۱۶۸	سید معراج جامی	لذتِ عشق میں دل مگن ہے صرف تو صیف...
۱۶۹	رئیس احمد	اس پر گواہ بن گیا، میرا شعور حرف حرف

﴿ نعت رنگ - ۸ ﴾

۱۷۰	جگن ناتھ آزاد	وہاں کل رات جنت کا نظارا تھا جہاں میں تھا
۱۷۱	تابش دہلوی	سر جاں جب نظر پہ کھلتا ہے
۱۷۲	حفیظ تائب	حرم کا دیدہ بیدار روضتہ الجنہ
۱۷۳	جمال پانی پتی	متاع دو جہاں پائی تری مدحت سرائی سے

۱۷۴	احمد جاوید	چشم تر جلوہ گہہ دوست میں کام آئی نہیں
۱۷۵	اسلم انصاری	اے شبستان حرا! (نظم)
۱۷۷	عنوان چشتی	عشق کی جوت اور دل کا نگینہ تیرے نام
۱۷۸	حافظ محمد ظہور الحق	اے خدا کے آخری پیغامبر تجھ پر سلام
۱۸۰	رشید وارثی	روضہ شاہ پہ سوغات کے قابل کیا ہے
۱۸۱	تمثیل جاوید	رحمت فراواں کے جاں فزا مہینے میں
۱۸۲	محمد سبکتگین صبا	عجب اک نشہ خود آگہی ذہنوں پہ چھاتا ہے
۱۸۳	ریاض احمد قادری	گلاب نعت سے سارا جہاں مہکتا ہے

﴿ نعت رنگ ۹ ﴾

۱۸۴	سلیم کوثر	وہ نظر ہو تو کیا سے کیا ہو جاؤں
۱۸۵	سلیم کوثر	سارے حرفوں میں اک حرف پیارا بہت اور یکتا بہت
۱۸۶	ریاض حسین چودھری	تمنائے حضوری
۱۹۶	حفیظ تائب	سر کو جھکائے ہے فلک ان ﷺ کے سلام کے لیے
۱۹۷	حنیف اسعدی	آقا ﷺ کا لقب خیر بشر، خیر ام ہے
۱۹۹	سرشار صدیقی	نبی ﷺ کے عشق کا تہذیب آشنا ہو جاؤں
۲۰۰	واصل عثمانی	نعت رسول ﷺ پاک سے ایسا عطا ہوا شرف
۲۰۱	سحر انصاری	نہ کھو جائیں کہیں ہم ساعت دیدار سے پہلے
۲۰۲	اقبال حیدر	نعتیہ ہائیکو

﴿ نعت رنگ ۱۰ ﴾

۲۰۳	عنایت علی خاں	وہ ﷺ جن کے نور سے رونق جہاں کو ملتی ہے
۲۰۴	پیرزادہ قاسم	شعور حق کی ہم کو روشنی دی
۲۰۵	وسیم بریلوی	فلک کو میزبانی کی اجازت جب ملی ہوگی
۲۰۶	اظہر عنایتی	ایسا نہ ہو کہ ہونٹوں پہ نام نبی نہ ہو
۲۰۷	عرش ہاشمی	جس پر نگاہ لطف شہ بحر و بر کریں

۲۰۸ منصور ملتانی ان کا ہے ذکر جن پہ ہوئی دلکشی تمام
 ۲۰۹ سید ذوالفقار حسین نقوی محمد مصطفیٰ کی ذات اقدس عکس قرآن ہے

﴿ نعت رنگ - ۱۱ ﴾

۲۱۰ عاصی کرنالی مداح ترا، غیر کا کیوں دست نگر ہو
 ۲۱۱ ریاض مجید ٹھہری ہوئی آنکھوں میں جدائی کی گھڑی ہے
 ۲۱۲ ناوک حمزہ پوری رحمت کی پھوار
 ۲۱۳ رئیس احمد نعمانی کاش دل کی یہ دعا باب اثر تک پہنچے
 ۲۱۴ مناظر عاشق ہرگانوی وہ جس کے نور نے بخشا ہے نور آنکھوں میں
 ۲۱۵ اطہر شاہد تمام اشک دعا تھے قبول ہوتے رہے
 ۲۱۶ ظہیر غازی پوری فکر اور احساس کے دیوار و در روشن ہوئے
 ۲۱۷ نسیم سحر اس قریہ بہار میں دیتے ہیں حاضری
 ۲۱۸ ظفر مراد آبادی زمیں پہ نور خدا، بے حجاب روشن ہے
 ۲۱۹ قمر زیدی محمد پیکر انساں میں شاید اس لیے آئے
 ۲۲۰ ظفر اقبال ظفر عجب لذت سفر میں ہے، مدینہ لکھ رہا ہوں میں

﴿ نعت رنگ - ۱۲ ﴾

۲۲۱ عبدالعزیز خالد تضمین براشعار غالب
 ۲۲۲ بشیر حسین ناظم تضمین بر نعت غالب
 ۲۲۶ اسلم انصاری مرزا غالب کی فارسی نعت کا منظوم ترجمہ اردو
 ۲۲۷ مولانا احمد رضا خاں پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ ﷺ کہ یوں
 ۲۲۸ ایاز صدیقی میں ادھر ہوں اور ادھر باب شہ ﷺ ابرار ہے
 ۲۲۹ اسرار احمد سہاوری میرے آقا ﷺ کے لیے وقت عنایاں گیر نہیں
 ۲۳۰ تنویر پھول کھل کے اب غنچوں کو ہے زیب گلستاں ہونا!
 ۲۳۱ شوذب کاظمی دل میں محمد ﷺ عربی کا خیال ہے
 ۲۳۲ شاکر ادیبی ہمارا علم کیا اور سوچنا کیا

﴿ نعت رنگ۔ ۱۳ ﴾

۲۳۳	سرشار صدیقی	یہ کس کے قدموں پہ سرشار سر جھکایا ہے
۲۳۴	علی محسن صدیقی	نشان عظمت و تقدیس بام و در شہرے
۲۳۵	ظہیر غازی پوری	زمانے بھر میں یکتا کوئی ہستی ہو نہیں سکتی
۲۳۶	صابر وسیم	مایوسی کی ظلمت سے جب دل گھبراتا ہے
۲۳۷	قیصر نجفی	اندھی سوچوں میں بینائی جاگ اٹھی

﴿ نعت رنگ۔ ۱۴ ﴾

۲۳۸	حفیظ تائب	دیر جتنی اشک خوں سے آنکھ تر ہونے میں ہے
۲۳۹	عاصی کرنالی	ہم نبی ﷺ کا آستان دیکھا کیے
۲۴۰	افتخار امام صدیقی	خدا نے قلب پر میرے محمد ﷺ نام لکھا ہے
۲۴۱	نسیم سحر	جتنے بھی شہر نبی ﷺ میں ذرہ ہائے خاک ہیں
۲۴۲	تقی عابدی	نعت لکھنے کی ہدایت ہو گئی
۲۴۳	سید افتخار حیدر	ہر قدم آپ ﷺ کی رحمت کے ملے ہم کو سراغ
۲۴۴	محمد علی اثر	خدا کے نور سے ہیں سید الوریٰ روشن
۲۴۵	نسیم سحر	جتنے بھی شہر نبی میں ذرہ ہائے خاک ہیں
۲۴۶	رشیدہ عیاض	کروں آقا، چراغاں یوں ترے روضے کی جالی پر
۲۴۷	عقیل عباس جعفری	رکتے ہیں صرف اتنا نشان ہم فقیر لوگ
۲۴۸	سید قمر حیدر قمر	ترے ﷺ جمال پہ خامہ نگاہ کرتا ہے
۲۴۹	اطہر عباسی	رفاقوں کو مدینے کی یوں شمار کیا
۲۵۰	منصور ملتانی	کبھی کچھ پہلے اس اعلیٰ نسب کی نذر کرنا ہے
۲۵۱	عمران نقوی	خوشا نصیب کہ اب ہوں ثنا کے رستے پر
۲۵۲	صبح رحمانی	اُن کا احساں ہے خدا کا شکر ہے

﴿ نعت رنگ۔ ۱۵ ﴾

۲۵۳	شان الحق حق	مجھے تو صرف اتنا ہی یقین ہے
۲۵۴	صہبا اختر	تصور حضور ﷺ

۲۵۰	محسن نقوی	سکوت حرف کو اذن بیان دیتا ہے!
۲۵۷	محسن احسان	آسماں پر ہے غبار کف پاتا بندہ
۲۵۸	سید محمد طلحہ رضوی برق	جمال صورت و سیرت کی کیسی خوش نمائی ہے
۲۵۹	محمد اکرم رضا	چار جانب ضو فلگن یوں رحمت سرکار ﷺ ہے
۲۶۰	محمد فیروز شاہ	آپ ﷺ کے در کی گدا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا
۲۶۱	سید نظیر حسن عابدی	سید الانبیاء، عصمت مطلقا، مرحبا مرحبا مصطفیٰ ﷺ مرحبا
۲۶۲	عرفان بارہ بنکوی	گر نہیں ہیں دل میں آقا ﷺ کی محبت کے نقوش
۲۶۳	حافظ عبدالغفار حافظ	کوئی کہیں سے چھیڑے افسانہ زندگی کا
۲۶۴	افضال احمد انور	عام بیداری مسلم کا نشان ہو جائے
۲۶۵	آفتاب کریمی	ہر وقت تصور میں سرکار کا روضہ ہواے کاش کہ ایسا ہو
۲۶۶	قیصر نجفی	سخن کا کون سا طے ہم سے مرحلہ نہ ہوا
۲۶۷	مقصود احمد تبسم	نعلین محمد ﷺ
۲۶۹	شاہد نعیم	کر دیے گل آ کے صدیوں کی عداوت کے چراغ
۲۷۰	سید صبح رحمانی	اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی ہے
۲۷۱	سید شمیم احمد گوہر	ہر اک نفس پہ احساں ہے سرکار ﷺ آپ کا
۲۷۲	سید ریاض حسین زیدی	جمال انبیاء رشکِ قمر ہے
۲۷۳	قمر جمالی	رحمتوں کا سلسلہ دیکھا تو اندازہ ہوا
۲۷۴	جمال نقوی	لیا جو نام تو خوشبوسی جسم و جان میں ہے

﴿ نعت رنگ ۱۶ ﴾

۲۷۵	خواجہ معین الدین چشتی اجمیری	در جاں چو کرد منزل جانانِ ما محمد ﷺ
۲۷۶	ظہیر غازی پوری	بساط بھر ترے لفظ و بیاں سمجھتا ہوں
۲۷۷	محمد فیروز شاہ	سامنے اہل محبت کے، مدینہ آیا
۲۷۸	مقصود احمد تبسم	ہم اہل ولا جب بھی گئے غارِ حرا میں
۲۷۹	اقبال حیدر	نعتیہ ہائیکو
۲۸۰	مختار علی	اک نئی طرز کا معیارِ سخن جاگتا ہے

۲۸۱	فیض رسول فیضان	زندگی کی جان کی بنیاد نورِ آنحضور ﷺ
۲۸۲	تابش دہلوی	غمِ زندگی سے فراغت ملی ہے
۲۸۳	منظر ایوبی	خواہشیں ہوں حرف کی صورت بیاں کیوں کر حضور ﷺ
۲۸۴	احمد صغیر صدیقی	کیا اُن کی طرف آئی یہ بہکی ہوئی دنیا
۲۸۵	ظہور الاسلام جاوید	مدینہ دیکھ کر مجھ کو بڑی خوشی ہوگی
۲۸۶	سعدیہ روشن	خوش بخت ہوں کہ مجھ کو حضوری کی عطا ہوئی
۲۸۷	یعقوب تصور	وحدانیت کی شان بھی، تائیدِ لالہ بھی
۲۸۹	محمد علی صدیقی شیدا بستوی	نبی کا نور ہوا یوں جہاں میں جلوہ گر

﴿ نعت رنگ - ۱۷ ﴾

۲۹۰	امام شرف الدین بوسیریؒ	ہمارے سید و مولا ﷺ
۲۹۱	احسان دانش	شاہی کی آرزو نہ امارت پسند ہے
۲۹۲	محشر بدایونی	آ کے طیبہ سے طلب اور ہے تشنہ تشنہ
۲۹۳	فدا خالد دہلوی	نعتیہ رباعیات
۲۹۴	وقار صدیقی اجمیری	نعتیہ رباعیات
۲۹۵	قمر عینی	نعتیہ رباعیات
۲۹۶	ظہیر غازی پوری	نعتیہ رباعیات
۲۹۷	احمد صغیر صدیقی	نظروں میں بسی ہے کسی مہتاب کی صورت
۲۹۸	عزیز احسن	تڑپ تو رکھتا ہوں زادِ سفر نہیں رکھتا
۲۹۹	حافظ عبدالغفار حافظ	تضمین برکلام حسن بریلوی علیہ الرحمہ
۳۰۲	تنویر پھول	حامد و محمود رب العالمین سرکار ﷺ ہیں (سانیت)

﴿ نعت رنگ - ۱۸ ﴾

۳۰۳	ڈاکٹر ہلال جعفری	تضمین برکلامِ رضا
۳۰۵	بشیر حسین ناظم	تضمین برکلامِ رضا
۳۰۷	منیر قصوری	اٹھو کہ سُوے شہر رسالت سفر کریں
۳۰۸	افضال احمد انور	جو بھی ہاتوں میں لیے نعتیہ دیوان گیا

تضمین برکلام رضا

۳۰۹

سید نصیر الدین نصیر گولڑوی

۳۱۲

محمد قاسم حسین ہاشمی مصطفائی

مرتے دم ایمان کی پیاری فضا کا ساتھ ہو

﴿ نعت رنگ - ۱۹ ﴾

۳۱۶	مرزا عزیز فیضانی	رسول دو عالم نے کیا کر دکھایا
۳۱۷	اقبال عظیم	ظہور کرتی ہے جس دم سحر مدینے میں
۳۱۸	احمد فراز	مرے رسول کہ نسبت تجھے اُجالوں سے
۳۱۹	سحر انصاری	مری آنکھوں کے آگے گنبدِ خضرا کا منظر ہے
۳۲۰	اختر لکھنوی	حضور نے شجر سایہ دار میں رکھا
۳۲۱	حامد امر وہوی	حق غلامی کا ادا کیوں نہ کریں
۳۲۲	مہر وجدانی	بے مثل و لا جواب ہو یکتا تہی تو ہو
۳۲۳	شوکت عابد	پروانہ جو بھی شمع رسالت سے دُور ہے
۳۲۴	افضل خاکسار	کیا بھلے دن تھے کہ ہم شغلِ نثار رکھتے تھے
۳۲۶	ماجد ظلیل	قلم کو توفیق دیں کہ لکھے اک ایسی تحریر میرے آقا
۳۲۷	قمر وارثی	روشنی کی فضا پانے والے گئے اور میں رہ گیا
۳۲۸	نور امر وہوی	دلوں میں عشقِ محمد اگر نہیں ہوتا
۳۲۹	عرش ہاشمی	ایسا بھی نہیں ہے کہ وہ منظر نہیں دیکھا
۳۳۰	عباس رضوی	یہ عالموں پہ جو اک سلسلہ کرم کا ہے
۳۳۱	عبدالغنی تائب	اکتابِ نورِ خورشیدِ حرہ کرتے ہوئے
۳۳۲	کوثر علی	شاملِ نعت ہر اک لفظ کے ابجد پہ نثار
۳۳۳	نور محمد جرال	ہجومِ عاشقاں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں
۳۳۴	ذکیہ غزل	کیا اذنِ حضوری ہو سرکار مدینے میں
۳۳۵	صاحبزادہ ابوالحسن واحد رضوی	تا ابد مثلِ حبیبِ کبریا ممکن نہیں
۳۳۶	مدثر سرور چاند	مل جائے مجھ کو نقشِ کفِ پا حضور کا



قمر عباس وفا کا نیپوری

فکر بشر حیران ہے کیسے وصف خدا تحریر کرے
ایسا کوئی پھول نہیں جو خوشبو کو زنجیر کرے

جادۂ حق پر چلنے والو، صدق طلب کی بات نہیں
منزل اس کے ہاتھ لگے گی جو خود کو تسخیر کرے

ذرہ ذرہ تابع فرماں تاب کیسے سرتابی کی
ہوگا وہی جو وہ چاہے گا لاکھ کوئی تدبیر کرے

سہو خطا انساں کی جبلت اور وہ مبرا علت سے
اس کی ذات سے ناممکن ہے بھولے یا تقصیر کرے

اس کی مدحت کا حق شاید تھوڑا بہت ہو جائے ادا
حسن شکوہ لہجہ قرآں کوئی اگر زنجیر کرے

شک وہ کرے اس کی قدرت پر جو یہ قدرت رکھتا ہو
ظلمت شب کو روشنی بخشے سورج بے تنویر کرے

دنیا کی چاہت میں ہم نے توڑ دیا پیمان ازل
خوف خدا ہو دل میں تو کیسے کوئی بشر تقصیر کرے



شنا گورکھ پوری

حمدیہ رباعیات

تنویر کو وہ رنگ بنا دیتے ہیں
رنگ کو آہنگ بنا دیتے ہیں
جن سات سروں میں گیت گاتی ہے یہ روح
دل لے کے مرا چنگ بنا دیتے ہیں



انوار معانی کو پیمبر کھولے
اسرار معانی کو سخن ور کھولے
تپتی دوپہر میں پھڑپھڑاتی چڑیا
اڑتی ہے سمندر پہ شنا پر کھولے



ہر لفظ کے سینے میں اتر جاتی ہے
پھر حدِ معانی سے گزر جاتی ہے
لیکن ترے آگے مری شعری نخوت
جاتی ہے تو پھر شرم سے مر جاتی ہے



جب ساز اٹھاتا ہوں صدا دیتے ہیں
گیتوں کی مرے دھن وہ بنا دیتے ہیں
کرتا ہوں میں جب ان کی ثنا تو وہ بھی
آواز میں آواز ملا دیتے ہیں



نعت رنگ کا رنگِ نعت

یہ کائنات دراصل حضور اکرم ﷺ کی نعت ہے۔ جسے احسن الخالقین نے تخلیق فرما کر اس میں وردِ عنالک ذکرک کا علم لہرا دیا ہے۔ اسی پرچم کی چھاؤں میں ابدالآباد لمحوں کے گاؤں سردی حیات سے سرشار ہوں گے۔ زندگی یہیں سے تابندگی کا سراغ پائے گی۔ اسی سے پائندگی کے چراغ روشن ہوں گے۔ اسی روشنی سے اذن لے کر سورج اور چاند اور ستارے جہت نما استعارے بنیں گے۔ انہی استعاروں میں سر بلند حیات کا اثبات کرتی جاوداں رتوں کی مہکار پر سرور ساعتوں کے نور میں ظہور کرے گی۔ اسی معطر اجالے کے ہالے میں انسانیت کو فجر کے سہانے اجر جیسی مسرور کن کیفیات کا عطیہ ملے گا کہ یہ ساری عطائیں صدقہ ہیں محسن انسانیت ﷺ کی تشریف آوری کا... موسم گل کی اولین آہٹ، غنچوں کی رنگین مسکراہٹ، آزاد پنچھیوں کی حسین گنگناہٹ اور شب خاموش میں ستاروں کی جھلملاہٹ ایک ہی پیغام دیتی ہیں وہی جو ترل رل بارشوں کی رم جھم میں، خوش بو بانٹتی ہواؤں میں، کرنوں کی بارات لاتی صبحوں میں، چاندنی راتوں کی حلاوتوں میں، قوسِ قزح کے دھنک رنگوں میں، سوکھی دھرتی پر برستے بادلوں میں، عشق شعار لوگوں کے رتجگوں میں، محبت کرنے والوں کے خوابوں میں، سچے خوابوں کی تعبیروں میں، راستوں میں دیے جلانے والوں کی نیتوں میں، راست فکر انسانوں کے عملوں میں، اشکوں میں جاگتی روشنیوں میں، گریہ شب کرتے لہجوں میں، رات کے پچھلے پہر گونجتی دعاؤں میں، صلِ علیٰ پر ہمتی صداؤں میں، عشق کا نور و سرور بانٹتی ہواؤں میں اور زمینوں کی جبینوں پر شاداب منظروں کے رنگ نکھارنے والے ایک مقدس و محبوب نام سے منسوب ہے۔ وہی محترم نام کہ جس سے وابستہ ہے آرام جاں ہمارا... جو ہماری عزتوں کا سرنامہ ہے۔ جس کی غلامی، زمانوں اور

جہانوں کی شاہی عطا کرتی ہے۔ جس سے والہانہ وابستگی کامرانی اور شادمانی کی ضمانت ہے
ضمانتیں سچی ہوں تو بشارتیں بن جایا کرتی ہیں۔ نعت بشارتوں کا خزانہ ہے۔ منزل نصیب
سفینہ ہے۔ اہل دل کا مدینہ ہے...!

نعت گوئی سنت الہیہ ہے۔ حضور مکرم ﷺ کو جواز تخلیق کائنات ٹھہرا کر اللہ کریم
نے کائنات کی ہر شے کو اپنے محبوب ﷺ سے منسوب فرمادیا۔ ہر ایک کا وجود نبی ﷺ
آخر الزماں کے صدقے میں نمود پاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ نعت کا اولین حوالہ ہے جو فہم و
شعور کو اجالا عطا کر رہا ہے...!

اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ و منزہ کلام محبوب ﷺ دو جہاں کے محبت بھرے نام لیتا ہے۔
یہ نام محبت رسول ﷺ کی سرشاریوں کے تقسیم کار ہیں۔ یہ وہ سرور و انبساط ہے جس کا کیف و
نشاط روح کو تابد مسرور کیے رکھتا ہے۔ اللہ کریم عزوجل اپنی کتاب عظیم میں اسی کیف اور
کیفیت کا بار بار اظہار فرماتا ہے:

کہیں ہے طہ، کہیں ہے یسین، کہیں منزل، کہیں مدثر

تمام قرآن میں مثل خورشید نام احمد چمک رہا ہے

سورۃ بلد میں اللہ جل شانہ، نے اس شہر کی قسم کھائی ہے جس میں حضور ﷺ
تشریف فرما ہیں سورۃ النسا میں خود اپنی قسم اپنے محبوب کے رب کی قسم کی صورت میں
فرمائی۔ سورۃ الحجرات میں نبی اکرم ﷺ کی آواز سے اونچی آواز بھی نہ کرنے کا حکم دیا۔
سورۃ مائدہ اور سورۃ النسا میں حضور اکرم ﷺ کی آمد کو نور کی آمد قرار دیا۔ سورۃ انفال میں حضور
ﷺ کی جنگ بدر میں دشمنوں کی طرف پھینکی ہوئی کنکریوں کی مٹھی کو اپنا فعل اور سورۃ انبیاء
میں اپنے محبوب ﷺ کو رحمتہ للعالمین فرمایا ہے۔ یہ خالق کائنات کے اسلوب توصیف محبوب
کا دوسرا منور حوالہ ہے... اپنے محبوب نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنی
سنت مبارکہ کو سنت موکدہ بنا دیا ہے۔ جس کا اتباع انسان کو کامران زیت کی ضمانت
دیتا ہے۔ یہ بھی تو ایک زریں صداقت ہے کہ شاعری کو بھی نعت نے ہی سرخ رُوئی اور
سربلندی کی نوید عطا کی۔ ورنہ شعرا کو تو جہنم کی وعید سنا دی گئی تھی... سورۃ الشعراء میں
فرمایا گیا:

ترجمہ: ”اور جو شعرا ہیں تو ان کی پیروی حق سے بہکے ہوئے لوگ ہی کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ شعرا ہر وادی میں سرگرداں پھرتے رہتے ہیں اور وہ کیا کرتے ہیں ایسی باتیں جن پر وہ خود عمل نہیں کرتے۔“ (ضیاء القرآن۔ ص ۲۲-۲۲۱) پھر فرمایا:

ترجمہ: ”بجز ان شعرا کے جو ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔“ (ضیاء القرآن۔ ص ۱۲۳)

اس کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہؒ الازہری لکھتے ہیں۔
جب پہلی آیتیں نازل ہوئیں تو حضرات حسانؓ بن ثابت، عبداللہؓ بن رواحہ، کعبؓ بن مالک اور کعب بن زہیرؓ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ! شاعروں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل کی ہیں۔ ہم تو شاعر ہیں ہم ہلاک ہو گئے۔ ہماری نجات کی کوئی صورت نہیں... اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (بجز ان شعرا کے...) نازل فرمائی۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جن شعراء کی مذمت کی گئی ہے۔ وہ شاعر ہیں جو کفر و شرک کی ترویج کے لیے اور فسق و فجور کی اشاعت کے لیے اپنے ملکہ شعر گوئی کو استعمال کرتے ہیں اور اپنی شعلہ نوائی سے کام لیتے ہوئے لوگوں کے جذبات کو اسلام کے خلاف بھڑکاتے ہیں اور بارگاہ رسالت میں ہجو کر کے اہل ایمان کی دل آزاری کرتے ہیں، لیکن وہ شعرا جن کی ساری قوتیں اسلام کی خدمت میں، عقائد حقہ کی تبلیغ میں صرف ہو رہی ہیں۔ وہ اس زمرہ میں داخل نہیں۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ میں بڑے بڑے جلیل المرتبت شعرا موجود تھے۔ حضرت حسانؓ کے لیے مسجد نبوی میں منبر رکھا جاتا اور وہ کافر شعرا کا جواب دیتے۔“ (ضیاء القرآن، ص ۲۲۳)

اور یہیں سے نعت گوئی کی صورت انسانیت کی سر بلندی کا وہ جادہ پُر انوار روشن ہوا کہ جس کے اسرار میں منزلوں کی روشنیاں جگمگاتی تھیں۔ اسی سمت اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی نے بھی توجہ دلائی تھی۔

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی

یعنی رہے آداب شریعت ملحوظ!

یہ کہکشاں آراستہ ہوئی تو اب سدا اس کی جگمگاہٹوں سے زمین وزماں، مکان و لامکاں اور ورانے آسماں چمکتے رہیں گے... لاریب خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے جذبہ و احساس فکر و خیال اور حرف و صوت کی نسبتیں ممدوح خدا و کائنات سے جوڑ لیں کہ یہ وہ قلبی تعلق ہے جو قلمی ربط سے مربوط ہو کر قلم کار کو مضبوط تر اور باوقار بنا دیا کرتا ہے!

”نعت رنگ“ ایک ایسا خوش مقدر جریدہ ہے کہ جس نے حیات فانی میں اس لافانی راز کے ادراک کا اعزاز حاصل کر لیا اور امر ہو گیا کہ سچی نسبتیں بڑی لُج پال ہوا کرتی ہیں۔ خود سے وابستہ لوگوں، لمحوں، جذبوں اور حرفوں کو مرنے نہیں دیتیں۔ زندہ و پابندہ کر دیتی ہیں۔ عمل میں خلوص ہو اور محبت میں صداقت ہو تو کامرانی کی بشارت جبینیں روشن کر دیا کرتی ہے۔

یہ سعادت ”نعت رنگ“ کے مدیر سید صبیح الدین صبیح رحمانی کے نصیب میں بھی جلوہ گر ہوئی۔ نعت کہنا، نعت پڑھنا اور نعتیہ ادب کو مختلف پہلوؤں سے محفوظ کرنے کی سعی مشکور ایک سہ جہتی خوش نصیبی ہے جو سید صبیح رحمانی کو عطا ہوئی۔ بالخصوص انہوں نے ”نعت رنگ“ کے صفحات کو نعتیہ ادب کے مختلف النوع مباحث کے لیے نہایت وسیع الظرفی کے ساتھ مختص کر کے فروغ نعت کی مساعیٰ جمیلہ کو زیادہ موثر اور معتبر انداز میں نہایت جامعیت کے ساتھ وقت کی امانت بنایا ہے اور وقت کبھی کسی سچے عمل کو بے وقعت نہیں ہونے دیا کرتا۔ سو آج یہ لمحہ خوش رنگ آیا ہے کہ ”نعت رنگ“ سے منتخبہ نثری و شعری تحریریں مستقل کتابی صورت میں بھی سامنے آرہی ہیں۔ اس کتاب میں ہدیہ ہائے نعت کی ترتیب شمارہ وار ہے۔ یہ انتخاب نعت بھی اسی آرزو کا عملی اظہار ہے کہ ”نعت رنگ“ کا ”رنگ نعت“ صحن گل سے ایسے گلابوں کا انتخاب لائے جو اس جریدہ کا پر سرخاب ہو جائے...! فروغ نعت کی عالمی تحریک میں ”سوت کی یہ آئی“ حسن عالم گیر کے چاہنے والوں میں ہم بے مایہ لوگوں کی شمولیت کا وسیلہ بن جائے۔

یہی قلب و عمل کی آرزو ہے! اور... اسی سے ہماری آبرو ہے!



پروفیسر محمد اکرم رضا

رنگِ نعت کی بہارِ جاوداں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدحت و توصیف کا تصور کرتے ہی ذہن و فکر خوشبوئے جاں نواز میں بسنے لگتے ہیں۔ ربِّ کائنات نے اپنے محبوب کو صورت و سیرت کے لیے احسن اور اکمل ترین نمونہ بنا کر زمانے بھر کو اس کا وصف اور مدح خواں بنا دیا۔ نعت کیا ہے یہ پہلے قلب و جاں پہ نازل ہوتی ہے پھر نوکِ قلم سے جواہرِ بے بہا کی صورت ٹپک کر صفحہ قرطاس کی زینت بنتی ہے۔ یہ مجبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حسنِ کائنات ہے، بے قرار جذبوں کی تسکین کے لیے رحمتِ الہی کی سوغات ہے۔ نعت کی رعنائی ایک مرتبہ افکار میں سما جائے تو مشامِ ہستی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے معتبر کر دیتی ہے۔ یہ جس خوش بخت کو اپنا ادارک بخش دے اس کا کشلولِ آرزو قبولیت کے گلابوں سے بھر دیتی ہے۔ نعت! حسن ہی حسن، کیف و سرشاری کا احساس، لفظوں کے معطر ہونے اور اشعار کے خلعتِ دوام پانے کی بشارت، ایمان اور عقیدے کے پل صراط پر سے حسان و کعب کی صورت گزر جانے کا نام۔ نعت! فکری اور نظریاتی صلاحیتوں کی انتہائے کمال، سب سے بڑا انعام ربِّ ذوالجلال۔ سوچیں تو قلم نور میں گم ہو جائیں، لکھیں تو مقدر کے ستارے جگمگا اٹھیں، لب کھولیں تو ملائک و رطہ حیرت میں گم ہو جائیں اور فقط یہی احساسِ عجز پیشِ نظر رہ جائے:

کیا فکر کی جولانی، کیا عرضِ ہنرمندی

توصیفِ پیمبر ہے توفیقِ خداوندی

نعت دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ”ورفعنا لک ذکرک“ کی

تمہید اول ہے۔ حکم خدا کی تعمیل میں جملہ اصحابِ ایمان تو صیف و ثنائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ نجات سمجھ کر اسے اعزازِ حیات بنائے رکھتے ہیں۔ ادیب ہوں یا خطیب، نثر نگار ہوں یا نظم گو، انشا پرداز ہوں یا شعرا سبھی اپنے اپنے اسلوب اور اپنے اپنے آہنگ اور لہجے میں ثنائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام فکری اور روحانی توانائیاں صرف کرنے میں محو ہیں۔ رسائل و جرائد کے رسول نمبر اور بالخصوص نعت نمبر بھی اسی ایمان افروز سلسلے کی کڑی ہیں۔ نعت نمبروں کی بات چلے تو گفتگو اور تحریر کا اہلب خود بخود مجلہ ”نعت رنگ“ کا رخ کر لیتا ہے جس کے اب تک انیس شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ہر شمارہ بذاتِ خود خاص نمبر کی حیثیت رکھتا ہے۔ معروف نعت گو شاعر اور ادیب پروفیسر محمد فیروز شاہ مجلہ ”نعت رنگ“ کے انھی انیس شماروں میں شائع ہونے والی نعتوں کا انتخاب ”رنگِ نعت“ کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔

”نعت رنگ“ ایک رسالہ بھی ہے اور فروغِ نعت کے حوالے سے ایک تحریک بھی۔ اس رسالے نے اشاعتی تسلسل کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیا۔ نعت بلاشبہ سعادتِ عظمیٰ ہے۔ اس کی آخری حدوں کو کون چھوسکا ہے۔ مگر اس سعادت کے حصول کے لیے آگے بڑھنا اور پھر مسلسل بڑھے جانا حبِ رسول کے تقاضوں کی بجا آوری ہے۔ ”نعت رنگ“ کو یہ سعادت، مقبولیت اور غیر معمولی پزیرائی یوں ہی عطا نہیں ہوگئی، بلکہ اس کے لیے ”نعت رنگ“ کے فاضل مدیر سید صبیح الدین رحمانی نے برسوں کا کام کیا ہے۔ انھوں نے ہمیشہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں آگے کی جانب سفر کیا ہے اور کبھی کسی اشاعت کو اپنا معیار نہیں بنایا بلکہ انھوں نے ”نعت رنگ“ کے علمی اور تحقیقی معیار کا مسئلہ مسلمہ محققین پر چھوڑا ہے اور خود نئی منزلوں کی تلاش میں نئی جہتوں کا سفر جاری رکھا ہے۔

”نعت رنگ“ نے فروغِ نعت کے لیے تنقید کو فروغ دیا اور اس غلط تاثر کو پارا پارا کر دیا کہ کسی نعت گو شاعر کی نعت یا مضمون پر تبصرہ و تنقید کا مقصد محاسنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تنقید کی گرفت میں لاتا ہے۔ اس ضمن میں جہاں انھوں نے بہترین محققینِ نعت کا تعاون حاصل کیا وہاں ”نعت رنگ“ میں شائع ہونے والی نعتوں کو ادب و عقیدت کے ساتھ ساتھ

تقیدی پہلوؤں سے بھی جانچا۔ نعت کا ایک اپنا لہجہ اور انداز ہے۔ فاضل مدیر نے اسی انداز کو اس کی تمام تردول آرائی اور شاداب فکر کے ساتھ برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اسی سبب سے ”نعت رنگ“ میں شائع ہونے والی منتخب نعتوں کا معیار حسن عقیدت کے پہلو بہ پہلو ادبی اور فنی لوازم کا بھی آئینہ دار نظر آتا ہے۔

”رنگِ نعت“ کے عنوان سے شائع ہونے والا یہ انتخاب کئی پہلوؤں سے منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کسی ایک رسالے کی اب تک کی تمام اشاعتوں سے کیا گیا ہے۔ دوسری بات ”نعت رنگ“ کا اپنا سخت اور کڑا معیار ہے اور فاضل مدیر کسی بھی نعت کو فکری اور نظریاتی حسن کے ساتھ فنی محاسن کی میزان پر جانچ کر شائع کرتے ہیں۔ اسی طور ”نعت رنگ“ میں شائع ہونے والی نعتوں کا اپنا ہی روحانی شکوہ اور ادبی معیار ہوتا ہے۔ اب انھی منتخب نعتوں کو پروفیسر محمد فیروز شاہ نے اپنی فنی اور ادبی میزان پر جانچا ہے اور جو نعتیں ان کے حسن انتخاب کا حاصل ٹھہریں وہی ”رنگِ نعت“ کا حصہ بن رہی ہیں۔ اس طرح ”رنگِ نعت“ میں اشاعت پزیر ہونے والی نعتیں دو مرتبہ انتخاب الانتخاب کے کڑے پیمانے سے گزری ہیں۔ اس طرح بجا طور پر اس مجموعہ نعت کی غیر معمولی قبولیت کے بارے میں پیش گوئی کی جاسکتی ہے۔

”نعت رنگ“ کے مدیر سید صبیح رحمانی نے اسے اپنی محبتوں اور آرزوؤں کا مرکز بنا کر اس کے معیار کو سر بلند کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کی ہے۔ یہ اسی مردِ ہمت آزما کی محنت کا ثمر ہے کہ اس رسالے میں شائع ہونے والی تخلیقات کے حوالے سے متعدد گوشوں پر سیر حاصل کام ہو چکا ہے۔ اس ضمن میں ممتاز محقق سید شفقت رضوی کی کتاب ”نعت رنگ کا تقیدی تجزیاتی مطالعہ“ اور پروفیسر غفور شاہ قاسم کی تصنیف ”نعت رنگ کے تقیدی مضامین کا انتخاب“ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ثانی الذکر تصنیف عنقریب شائع ہو رہی ہے۔ اس طرح اگر سید صبیح رحمانی نے ”نعت رنگ“ میں تقیدی اور تحقیقی شعور کو بیدار کیا ہے تو اصحاب نقد و نظر اس کے مضامین نظم و نثر کی جانب تجزیاتی جائزے کے لیے آمادہ عمل ہو چکے ہیں۔ حوالے کے طور پر یہ امر پیش نظر رہے کہ ”نعت رنگ“ کے متعدد اشاریے چھپ چکے ہیں۔

اب نثر سے ہٹ کر اس میں شائع شدہ نعتوں کا انتخاب پورے ادبی شکوہ اور علمی وقار کے ساتھ منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ اب ہم اس انتخابِ نعت کو اس لیے بھی تازہ ترین کہہ سکتے ہیں کہ اس میں انیسویں شمارے کی نعتیہ مہک بھی محسوس ہو رہی ہے۔

فاضل مرتب پروفیسر محمد فیروز شاہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ نثر اور نظم میں ان کا قلم یکساں روانی سے چلتا ہے۔ ان کا ذہن بڑی تیزی کے ساتھ نئے نئے عنوانات کو وجود بخشتا اور ان کے حوالے سے تحقیقی و تنقیدی دائرہ وسیع کرتا ہے۔ نثر اور نظم کے حوالے سے ان کی متعدد تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ تحقیقی اور تنقیدی تحریر کو خوب صورت انشا پردازی سے جاذب فکر بنا دیتے ہیں۔ ان کی تصانیف مختلف مضامین اور اسالیب کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہیں۔ نعت اور تنقیدِ نعت میں ان کا اپنا مقام ہے۔ غزلوں اور نظموں کے مجموعوں کے علاوہ ”باوضو آرزو“ کے عنوان سے ان کا نعتیہ مجموعہ بھی چھپ چکا ہے۔ ان کا تنقیدی تشخص گراہ ہے کہ انھوں نے یقیناً ایک بلند معیار کا تعین کر کے ”رنگِ نعت“ کے نام سے نعتوں کا انتخاب کیا ہے۔

”نعتِ رنگ“ کے نام کی دل آویزی اور موزونیت ویسے ہی قارئین کو اپنی جانب متوجہ کر لیتی ہے اور اسے باقاعدگی سے پڑھنے والے فوراً ہی ذہن و فکر نعت کے مختلف زاویوں سے آگاہی کے لیے آمادہ کر لیتے ہیں۔ اس نام کا حسن بلا تاخیر ہی اپنا تعارف آپ بن جاتا ہے۔ اب جب کہ ”نعتِ رنگ“ کا فروغِ نعت کا سفر کئی برسوں کی مسافت سے آگے گزر چکا ہے اور یہ نام عشاقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبی خلوت کدوں کی زینت بن چکا ہے تو ایسے عالم میں ”رنگِ نعت“ کا نام اور بھی چونکا دینے والا محسوس ہوتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ”نعتِ رنگ“ کا حسنِ نعت کس شانِ اظہار کے ساتھ نعت کے تمام رنگوں کو سمیٹ کر سامنے آ گیا۔ ”رنگِ نعت“ صحیح معنوں میں ”نعتِ رنگ“ کا عطر ہے۔ ”نعتِ رنگ“ کے والہانہ پن، کمالِ شوق اور حسنِ ابلاغ کی خوشبو ہے کہ جسے دماغ میں اتارتے ہی گلستانِ نعت کی ہمہ رنگی کا بھرپور احساس ہونے لگتا ہے۔ وہ گلزارِ نعت کہ جس کی عطر بیز ہوائیں مدحت نگاروں کو ذوقِ نعت عطا کرتی ہیں۔

قلم خوشبو کا ہو اور اس سے دل پر روشنی لکھوں
مجھے توفیق دے یارب کہ میں نعتِ نبی لکھوں

”رنگِ نعت“ کو ایک نظر دیکھتے ہی تازگی ایمان کا احساس ہونے لگتا ہے۔ اس میں اردو نعت کے تمام رنگِ جلوہ گر ہیں۔ چوں کہ ”نعتِ رنگ“ ایک مکمل ادبی جریدہ ہے جس میں نعت کے حوالے سے سے کتنے ہی رنگ پائے جاتے ہیں۔ تحقیق، تنقید، موضوعاتی مقالات، مختلف ادوارِ نعت کی ترجمانی، شخصیتی مضامین، حرمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیرانِ خوش نما کی داستانیں، انٹرویوز، سیمینارز، مذاکرے، نعت کی نسبت سے نئے نئے مضامین کی تلاش اور پھر نعت ہی نعت، ہر صنفِ ادب سے تعلق رکھنے والا ذوقِ ثنا گوئی۔ غرض کہ جس طرح ”نعتِ رنگ“ ایک گلدستہٴ مدحت ہے کہ جس میں مختلف رنگوں کے پھول ایک مقام پر جمع ہو کر اسے نگاہوں کا مرکز اور محسوسات کا محور بنا دیتے ہیں۔ اسی طرح ”رنگِ نعت“ کی نعتوں میں کتنے ہی ادبی اور شعری رنگ اُبھر کر سامنے آتے ہیں۔ فاضل مرتب کو داد دینا پڑتی ہے کہ انہوں نے حسنِ ترتیب سے یہ گلدستہٴ نعت اس شان سے گوندھا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسنِ جاں نواز اور شعرا کے عجزِ شعور کے نہ جانے کتنے ہی رنگ نکھر کر سامنے آ گئے ہیں۔ رنگِ جدا جدا ہوں تو بھی حسن رکھتے ہیں مگر جب رنگوں اور خوشبوؤں کو ”رنگِ نعت“ میں سمو دیا جائے تو پھر ان کی جمالِ آفرینی اور معنوی حسنِ افروزی چند لمحات ہی میں آنکھوں کو روشنی، دماغ کو فرحت، روح کو شادابی، جذباتِ عقیدت کو آگہی، عقل کو ذوقِ یقین اور عشق کو پر تو جمالِ بخشش لگتی ہے۔ اس نعتیہ انتخاب کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔

نعت کے قافلے نے صدیوں کی مسافت اس شان سے طے کی ہے کہ اسے ہر دور نے اپنا اعزاز اور ہر صدی نے اپنا وقار سمجھا ہے بلکہ میں تو کہا کرتا ہوں کہ ہر صدی ممدوحِ نعت صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک کو چھو کر اذنِ وجود مانگتی ہے۔ عہدِ حاضر کی تمام اصنافِ سخن میں نعت ہی کا حوالہ سب سے روشن، مبارک و مسعود اور اعزازِ سخن آرائی ہے۔ نعت کا اعجاز دیکھیے کہ اس سے جملہ اصنافِ شاعری سے بھرپور خراج لیا ہے۔ ”رنگِ نعت“ کے انتخاب

میں نعتِ جملہ اصناف کو اپنی ضیاپاشی کا پرتو بخشی نظر آتی ہے۔ ہر صنفِ سخن، ہر رنگ، ہر ڈھنگ، ہر آہنگ، ہر پیرایہ فکر، ہر زاویہ سخن گوئی سپہر نعت کی رفعتوں کے حضور خمیدہ سر ہے۔ رنگِ نعت میں نعت کے تمام رنگ دیکھیے۔ حسنِ تغزل، نظم گوئی، مثنوی، رباعی، مسدس، مخمس، قصیدہ، سانیٹ، ہائیکو، گیت، آزاد نعیتیں، پابند نعیتیں، نعتِ معریٰ۔ غرض کہ جس طرح نعت نے تمام اصناف سے اپنی عظمت اور دوامی بالاتری کا خراج لیا ہے اسی طرح ”رنگِ نعت“ میں بھی نعت کے تمام رنگ ابھر کر سامنے آگئے ہیں۔

مجلد ”نعتِ رنگ“ نے نعتوں کی اشاعت کے حوالے سے رنگ و نور کا جو شہر آباد کیا ہے اس میں سبھی رنگ سما گئے ہیں۔ تنوع بھی ہے اور یک رنگی بھی۔ تنوع ان معنوں میں کہ ہر صنفِ سخن سے انتخاب کیا گیا ہے اور یک رنگی ان معنوں میں کہ عقیدت و محبت کے یہ تمام راستے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آرام گاہ کی طرف جاتے ہیں۔ جس طرح ”نعتِ رنگ“ نے پوری اردو دنیا کی نمائندگی کی ہے اسی طرح ”رنگِ نعت“ نے علم و حکمت اور شعر و سخن سے آباد تمام جزیروں کی ترجمانی کا حق ادا کیا ہے۔ اس لیے ہم اسے نعت کا عالمی انتخاب بھی کہہ سکتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند، جاپان، امریکا، سعودی عرب، برطانیہ، کینیڈا سمیت بہت سے ممالک اور شہروں کے نعت گو شعرا کو نمائندگی دی گئی ہے۔ کتنے ہی عظیم نعت گو ہیں جو جسمانی طور پر ہم سے پچھڑ گئے مگر ان کا نعتیہ کلام ان کی بھرپور یاد دلا رہا ہے اور عصرِ حاضر کے کتنے ہی شعرا ہیں جو محبتِ رسول کی نئی بستیاں آباد کر رہے ہیں۔ ان میں بزرگ بھی ہیں اور جوانانِ جواں فکر بھی۔ نعت تو سب کے لیے ہے، سب کی نمائندہ ہے۔ یہ ماضی، حال اور مستقبل کے تصوراتِ زمان و مکاں سے بے نیاز ہے۔ اس لیے ”رنگِ نعت“ میں مرحوم اور زندہ نعت گوؤں میں سے ان کا کلام ”رنگِ نعت“ میں شامل کیا گیا ہے جو مرتب کے کڑے انتخاب کے بعد جگہ پانے کے حق دار ٹھہرے ہیں۔

یہ تو ”رنگِ نعت“ میں جگہ پانے کی بات ہو رہی ہے ورنہ جہاں تک بارگاہِ رسالت مآب میں مقبول ہونے کی بات ہے اس کا پیمانہ کون تخلیق کر سکا ہے؟ اس بارگاہ میں تو آنسو مقبول ہوتے اور جذبے جزا پاتے ہیں۔ بعض اوقات زبانیں گنگ ہوتی ہیں اور دلوں میں

مچلتا ہوا عشقِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم محبوب تر ٹھہرتا ہے۔ وہ تو بندہ نواز ہیں جسے چاہیں نواز دیں اور جتنا چاہیں نواز دیں۔ ”رنگِ نعت“ نے عہدِ حاضر کے اسالیب کی ترجمانی کی ہے۔ مقصود اس کا بھی یہی ہے کہ یہ ارمغانِ عقیدت محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ دُر بار میں پزیرائی کا حق دار قرار پائے۔ بات تو ان کی نگاہِ کرم کی ہے کہ جس پر پڑے اسے ذرے سے صحرا، قطرے سے سمندر اور جزو سے کُل کی وسعت عطا کر دے۔ مد پر ”نعتِ رنگ“ سید صبیح الدین صبیح رحمانی نے مدتوں سے جو سبید گل سجائی ہے اسی سے محمد فیروز شاہ نے مہکتے خوشبو بکھیرتے اور مشامِ فکر کو معطر کرتے ہوئے گلاب چنے ہیں اور انھیں ”رنگِ نعت“ کا سدا بہار رنگ دینے کی سعی کی ہے۔ اس انتخابِ نعت کی ہر نعت یہ پیغام دے رہی ہے:

نعتِ نبی جو کہنی ہے اے شاعر و تمہیں

سمجھو کہ ہے گزرتا تمہیں پلِ صراط سے

آنکھیں بھی با وضو ہوں دلوں میں بھی سنور ہو

اک حرف بھی کہو تو کہو احتیاط سے

”رنگِ نعت“ میں ان پھولوں کی مہکِ جلوہ گر جو ”نعتِ رنگ“ کے گلزارِ عقیدت

سے چنے گئے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے آغاز میں عرض کیا ہے کہ چراغ سے چراغ جلتے ہیں اور

بعض چراغوں کی لُو اتنی تیز تر، روشنی، اتنی ہمہ گیر اور تب و تاب ایسی جاودانہ ہوتی ہے کہ ایوانِ

ادب بے اختیار انھیں اپنی پہچان بنا لیتا ہے۔ سید صبیح رحمانی نے ”نعتِ رنگ“ کی صورت

لرزیدہ ہاتھوں سے ایسا ہی چراغ روشن کیا تھا۔ قدرتِ دلوں کی خلوتوں میں پوشیدہ خلوص کو

پزیرائی بخشتی ہے اور رحمتِ خداوندی سے بے نام سے محسوسات ہی حاصلِ ادب بن جاتے

ہیں۔ وہ بھی ساعتِ مقبول ہوگی جب سید صبیح رحمانی نے دوسرے رہ نور دگانِ منزلِ شوق کے

چراغوں سے ”نعتِ رنگ“ کا چراغ جلایا ہوگا اور پھر محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ضو باری،

نعت سے والہانہ عقیدت اور نعت کے رنگ میں رنگے جانے کا پُر شوق احساس یوں جلوہ گر ہوا

کہ دیکھتے ہی دیکھتے یہ چراغ اپنی ضو سے برصغیرِ پاک و ہند ہی نہیں بلکہ دوسرے ممالک میں

آباد و بستگانِ نعت کے لیے سرمایہٴ اعزاز بن گیا۔

اب اسی ”نعت رنگ“ کے مہک بار رنگوں سے پروفیسر محمد فیروز شاہ نے ”رنگِ نعت“ کی صورت میں جو خزینہ نعت ترتیب دیا ہے وہ یقیناً تائید ایزدی کے سہارے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہِ کرم کے تصدق سے اصحابِ شوق کی نگاہوں کو روحانی جلابخشے اور دلوں کو فکری ارتقا عطا کرنے کا باعث بنے گا۔ بے شمار دعائیں حضرت صبیحِ رحمانی کے لیے اور نیک تمنائیں محمد فیروز شاہ کی سخن شناسی کے لیے کہ جن کے جذباتِ خلوص کی بدولت یہ نعتیہ شہ پارہ عصرِ حاضر کی زینت بن رہا ہے۔ ورنہ جہاں تک نعت کی لافانی رفعتوں اور غیر فانی عظمتوں کا تقاضا ہے تو کمالِ عجز سے یہی کہنا پڑتا ہے کہ:

سخن کا کون سا طے ہم سے مرحلہ نہ ہوا

تری ثنا کا مگر پھر بھی حق ادا نہ ہوا



سرور بارہ بنکوی

اللہ اللہ میری قسمت، ایسا رتبہ اور میں
جاگتی آنکھوں سے دیکھوں خوابِ طیبہ اور میں

دم بخود ہیں آج دونوں میری دنیا اور میں
بارگاہِ صاحبِ یسین و طہ اور میں

آج ان آنکھوں کو بینائی کا حاصل مل گیا
روبرو ہے گنبدِ خضرا کا جلوہ اور میں

آپ ﷺ کی چشمِ کرم کا میں نے دیکھا معجزہ
آپ ﷺ کے روضے کی جالی میرے آقا ﷺ اور میں

آپ ﷺ ہی چاہیں تو رکھ لیں آبرو ورنہ حضور ﷺ
اپنے منہ سے آپ ﷺ کی نسبت کا دعویٰ اور میں

مجھ کو اذنِ باریابی اور اس انداز سے
آپ ﷺ پر قرباں مرے اجداد و آبا اور میں

میں جہاں پر ہوں وہاں محسوس ہوتا ہے سرور
جیسے پیچھے رہ گئے ہوں میری دنیا اور میں



اسعد شاہ جہاں پوری

عرب کا مہر عجم کا مہ تمام آیا
اٹھو کہ لمحہ تجدید صبح و شام آیا

تجمل شبِ اسرا کو یاد کرتا ہوں
بشر کی عزگرا می کا کیا مقام آیا

رسول آئے تھے اب خاتم الرسل آئے
کلام آئے تھے اب حاصل کلام آیا

وہ جس پہ کج کلہان زمانہ نازاں تھے
وہ سب غرور تری بندگی میں کام آیا

خدا کی ذات ہے، خلوت ہے اور یاد حبیب ﷺ
کبھی درود کے تحفے، کبھی سلام آیا

کہاں زمین کہاں شمعِ خلوتِ لاہوت
خدا کے گھر کا اجالا ہمارے کام آیا

تصورِ ربخ عالم پناہ کے صدقے
فلک سے آج مہہ و مہر کا سلام آیا

مرے جنوں کی حدیں ختم ہو گئی ہیں اسعد
مدینہ آیا مرا مرجع المرام آیا



حافظ محمد افضل فقیر

شوقِ حرمِ پاک میں اٹھتے ہیں قدم تیز
دشواریٰ منزل ہے یہاں عزم کو مہمیز

اس شہر کو نسبت ہے رسولِ عربی سے
اس شہر کا ہر ذرہ ہے جاں بخش و دلاویز

اس لمحہ کے جرأتِ اظہارِ تمنا
جب گنبدِ سرکار ہو آنکھوں میں ضیاء ریز

آدابِ حضوری سے لرزتے ہیں دل و جاں
ہر جذبہٴ بیتاب ہے سینے میں سبک خیز

دل کش عجب اندازِ فضائے نبویٰ ہے
شامِ نظر افروز میں نورِ سحر آمیز

وہ ابرِ کرم مزرعِ ہستی پہ جو برسے
پیدا تپشِ جاں سے ہو موجِ طرب انگیز

دریابِ فقیر از کرشِ مایہ اعزاز
بر خیز و بہ مژگانِ ادب خاکِ درش بیز



راغب مراد آبادی

عشق ہے سرورِ کونین کا دولت میری
 للہ الحمد کہ بیدار ہے قسمت میری

ہو گیا ہوں میں اسیرِ غمِ گیسوئے رسول ﷺ
 اب نہیں دولت کونین بھی دولت میری

ذرتے ذرتے سے مدینے کے محبت ہے مجھے
 آشکار اہلِ وفا پر ہے عقیدت میری

میں تو جنت کا سزاوار نہیں ہوں سرکار ﷺ
 حشر میں آپ ﷺ ہی فرمائیں شفاعت میری

مجھ پہ بھی ایک نظر سیدِ مکی مدنی
 شکوہ گزردش دوراں نہیں عادت میری

آستانِ شہہ لولاک ہو فردوسِ نظر
 ہے یہی میری تمنا، یہی نیت میری

نعت گوئی کی حدیں مجھ کو ہیں راغب معلوم
 کہ نگاہوں میں ہیں احکامِ شریعت میری



حافظ لدھیانوی

جذیبہ نو کی جھلکِ مدحتِ سرکار ﷺ میں ہو
عکسِ تازہ کوئی نعتِ شہہ ابرار ﷺ میں ہو

جس سے خوشبوئے غلامانِ محمد ﷺ آئے
ایسی صورت کوئی آئینہ کردار میں ہو

وہ تو خاموش نگاہوں کی بھی سنتے ہیں صدا
گر ندامت کا اثر قلبِ گنہگار میں ہو

اسے کیا غم جسے سایہِ رحمت مل جائے
اسے کیا فکر کہ جو دامنِ سرکار ﷺ میں ہو

کوئی حیلہ کے ملے اذنِ حضوری آقا ﷺ
کوئی صورت کہ یہ حافظ ترے دربار میں ہو



افسر ماہ پوری

جلالِ کبریا دل میں جمالِ مصطفیٰ ﷺ دل میں
سینے دین کے محفوظ ہیں آغوشِ ساحل میں

ضیائے سردی روزِ ازل سے گام فرسا تھی
چلی وہ نورِ کامل سے تو پہنچی ماہِ کامل میں

بتائے کون، کیا ہے عابد و معبود کا رشتہ
نہاں ہے کوئی محفل میں عیاں ہے کوئی محفل میں

یہ احساں آپ ﷺ کا کیا کم ہے دوشِ آدمیت پر
کہ آیا آدمی کو فرق کرنا حق و باطل میں

غرض ان کے کرم کا سلسلہ تا حشر قائم ہے
وہی رحمتِ اواخر میں وہی رحمتِ اوائل میں

نکالوں کون سا عنوانِ افسرانِ ﷺ کی مدحت کا
زباں بھی سخت مشکل میں، قلم بھی سخت مشکل میں



شاعر لکھنوی

نبی ﷺ کے در پر پہنچ کے خود کو مثال کرتی ہیں میری آنکھیں
کمالِ رحمت کو دیکھتی ہیں، کمال کرتی ہیں میری آنکھیں
سلام کہتی ہیں خامشی میں درود پڑھتی ہیں آنسوؤں میں
بڑے سلیقے سے کوششِ عرضِ حال کرتی ہیں میری آنکھیں
وہ روضہ پاک سامنے ہے تو اشک جاری ہیں یوں مسلسل
کہ جیسے اب تک نہ دیکھنے کا ملال کرتی ہیں میری آنکھیں
سحر کو جس وقت گونجتی ہے حرم میں اک کیفیت ازاں کی
تو لے میں اشکوں کی جشنِ یادِ بلاں کرتی ہیں میری آنکھیں
نبی ﷺ کے دیدار کو تو صدیوں میں جا کے ملتا ہے ایک لمحہ
اس ایک لمحے میں عمر بھر کے سوال کرتی ہیں میری آنکھیں
یہ چاہتی ہیں کہ سب سے پہلے نظر میں رکھ لیں حرم کے جلوے
پھر اپنی کوتاہ دامنہ کا خیال کرتی ہیں میری آنکھیں
نہ جاگتے میں جو دیکھ پائیں تو خواب میں دیکھتی ہیں ان ﷺ کو
خوشا مقدر کہ ہجر کو بھی وصال کرتی ہیں میری آنکھیں
ہے روضہ مصطفیٰ ﷺ مقابل تو اشک ہیں درمیاں میں حائل
بقدر دیدار دیکھنا بھی محال کرتی ہیں میری آنکھیں
جہاں کے ذرے بھی ہیں ستارے اس آستانے پہ کب چلو گے
زبانِ گریہ میں مجھ سے شاعر سوال کرتی ہیں میری آنکھیں



مسرور کیفی

صاحبِ جود و سخا تک آگئے
غم آشنا تک آگئے

تیرگی سے ہم ضیاء تک آگئے
بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ تک آگئے

آپ ﷺ نے وہ راہ دکھلائی ہمیں
آپ ﷺ تک پہنچے خدا تک آگئے

مل گئی دولت ہمیں انوار کی
آپ ﷺ کے ہم نقشِ پا تک آگئے

کیا مقدر ہیں ہمارے آج ہم
رحمتوں کی انتہا تک آگئے

سارے عاصی اشکبار آنکھیں لئے
شافعِ روزِ جزا تک آگئے

کب چلے مسرور گھر سے کیا خبر
ہاں درِ خیر الوریٰ تک آگئے



سلیم احمد

شوقِ بے حد، غمِ دل، دیدہ تر مل جائے
مجھ کو طیبہ کے لئے رختِ سفر مل جائے

نامِ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اثر دیکھ جب آئے لب پر
چشمِ بے مایہ کو آنسو کا گہر مل جائے

چشمِ خیرہ نگراں ہے رخِ آقا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف
جیسے خورشید سے ذرے کی نظر مل جائے

یادِ طیبہ کی گھنی چھاؤں ہے سر پر میرے
جیسے تپتی ہوئی راہوں میں شجر مل جائے

نخلِ صحرا کی طرح خشک ہوں، وہ ابرِ کرم
مجھ پہ برسے تو مجھے برگ و ثمر مل جائے



اعجازِ رحمانی

نورِ محمدی ﷺ جو ازل سے سفر میں ہے
یہ ساری کائنات اسی کے اثر میں ہے

اک روشنی سمائی ہوئی بام و در میں ہے
جس دن سے ذکرِ صلِ علیٰ میرے گھر میں ہے

یہ بھی ہے ایک پیرویِ مصطفیٰ ﷺ کا رخ
مصروفِ آدمی جو خلا کے سفر میں ہے

وہ جس پہ ثبتِ نقشِ قدم ہیں رسول ﷺ کے
انسان کامیاب اسی رہ گزر میں ہے

سائے میں جس کے خون کے پیاسے بھی سو گئے
رحمت کا وہ شجر بھی ہماری نظر میں ہے

چلتا ہے جو بھی نقشِ قدم پر رسول ﷺ کے
اس آدمی کے ساتھ اجالا سفر میں ہے

اعجازِ ایک یہ بھی کرم ہے حضور ﷺ کا
سایہ جو زندگی کے گھنے ہر شجر میں ہے



جمیلِ عظیمِ آبادی

پاک محمد ﷺ نام ہے ان کا اللہ کے ہیں میت
ان کے رستے جو چل نکلا اس کی ہوگی جیت

ان کے جیسا کوئی نہیں ہے کوئی نہیں ودوان
سب نبیوں میں اتم وہ ہیں اتم ہے استحان

شہرِ مدینہ جنت میری قبلہ میرا کعبہ
جگمگ جس سے تین کٹورے جھلمل جس سے ماتھا

میرے نبی ﷺ کے گن مت پوچھو، ان ﷺ کی انوکھی بات
ان ﷺ کے کک سے پتھر بولے، بولے ڈالی پات

میرے نبی ﷺ کے جگمگ درپن، جگمگ ان ﷺ کی ساکھ
ان ﷺ کے آگے مدھم سورج ابھرے سورج لاکھ

دونوں جگ کا کون ہے داتا ہم سب تھے انجان
میرے نبی ﷺ نے کروائی ہے اللہ کی پہچان

طیبہ کے دن رات برابر چاروں اور اجیارا
جس کے سندراتا پر لوٹے سورج چاند ستارا



شہزاد زیدی

رحمتِ عالم کی رحمت عام ہے
فیض پانا خود ہمارا کام ہے

میرے مالک کا بڑا اکرام ہے
نعت گوئی میں مرا بھی نام ہے

اتباع احمد ﷺ کی مشکل کام ہے
دین و دنیا میں مگر آرام ہے

اپنی آنکھوں میں مدینہ ہے بسا
لوگ کہتے ہیں ہزاروں کام ہے

آ رہے ہیں مصطفیٰ ﷺ معراج پر
عرش پہ یوں آج جشنِ عام ہے

ان کو اپنا سا بشر کہتے ہیں لوگ
جن سا بننے میں ہر اک ناکام ہے

دین کو شہزاد نے سمجھا یہی
آپ ﷺ کے قول و عمل کا نام ہے



صفا صدیقی رضی

اے محبوبِ خدا ﷺ

اے شہنشاہِ زمن، ختمِ رسل، موجبِ کلِ ﷺ
 کچھ لوگ یہ کہتے ہیں اے محبوبِ خدا ﷺ
 تجھ سے طلب کرنا بڑا شرک ہے
 اور تیری مدد مانگنا بدعت ہے
 کہ یہ حاضر و ناظر کی صفت صرف خداوند میں ہے
 بندہ خاکی میں نہیں

اس کے باوصف میں تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں
 تجھ سے طلب کرتا ہوں

یہ شریعت کے مسائل میں الجھتے ہوئے لوگ
 اپنے ایماں کے اوائل میں الجھتے ہوئے لوگ
 میں جو کچھ جانتا ہوں اس سے یہ ناواقف ہیں
 کہ میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں
 تجھ سے طلب کرتا ہوں

تپشِ دل سے غمِ پنہاں سے
 سوزشِ گریہ سے قلب و جاں سے
 میری آواز گزرتی ہے حدِ امکاں سے
 میرا معبود بھی حد کرتا ہے

میں جہاں بھی ہوں وہیں آ کے مدد کرتا ہے
 وہ خرابوں میں نہیں تجھ کو اترنے دیتا
 اپنے محبوب کو زحمت نہیں کرنے دیتا



سلیم کوثر

کچھ دھوپ ہے کچھ جس کا صحرا مرے آقا ﷺ
ایسے میں ہوا کا کوئی جھونکا مرے آقا ﷺ

جز تیرے نہیں ہے عکسِ ایجاد کوئی بھی
تو سارے مسیحوں کا میجا مرے آقا ﷺ

یہ دل تو دھڑکتا ہے تری یاد کے صدقے
آنکھوں نے تو کچھ بھی نہیں دیکھا مرے آقا ﷺ

میں تیری محبت سے سرفراز ہوں مجھ کو
بے مہرئی دنیا کا گلہ کیا مرے آقا ﷺ

میں بندۂ روپوشِ ندامت تہہ گردوں
تو حرفِ جلی میری دعا کا مرے آقا ﷺ

اب اس دلِ آوارہ کی شوریدہ سری سے
بس ایک صدا آتی ہے آقا ﷺ مرے آقا ﷺ

تو اوّلین تحریرِ سرِ صفحہ عالم
تو آخری پیغامِ خدا کا مرے آقا ﷺ



غیور احمد غیور

آپ ﷺ کی خو ہے عطا ہم گھرے حالات کے بیچ
آپ ﷺ کے در پہ نظر جاتی ہے خطرات کے بیچ

رحمتِ کل کا اشارہ ہو تو ساحل سے لگے
ٹوٹی کشتی ہے بھنور پڑتے ہیں ظلمات کے بیچ

حسنِ ایجاب پہ کامل سا یقین ہوتا ہے
آپ ﷺ کا واسطہ آئے جو مناجات کے بیچ

آپ ﷺ کا ذکر ہو اور آنکھ سے ساغر چھلکیں
یہی رندوں کی دعا ہوتی ہے ہر رات کے بیچ

میں نے کعبے پہ بھی دیکھا ہے برستا بادل
گنبدِ خضرا بھی دیکھوں بھری برسات کے بیچ

ہم غیور آج یہ سمجھے ہیں بقول بہراد
”ہم نے تو عمر گزاری ہے خرافات کے بیچ“



محمد اسلم فرخی

مرے آقا ﷺ کرم مجھ پر بھی اب کی بار ہو جائے
کھلی ہو چشم ظاہر میں مگر دیدار ہو جائے

کرم سے تیرے ہو جائے مرا کاشانہ بھی روشن
جمالِ جاں فزا سے زندگی سرشار ہو جائے

تری چشم توجہ اس طرح اٹھے مری جانب
مرا دل میری جاں میری نظر بیدار ہو جائے

تو ہی والنجم، تیری شان سبحان الذی اسرا
زباں پر نام آئے جائے تو بیڑا پار ہو جائے

تری وہ تاب و طاقت ہے کہ حسنِ یار کے آگے
نظر بہکے نہ ٹھہرے مست اور ہشیار ہو جائے

یونہی اظہارِ نیرنگِ محبت ہو کہ ہر رستہ
کبھی آسان ہو جائے کبھی دشوار ہو جائے

تری تائید سے جو کچھ بھی لکھنا ہے وہ لکھوں میں
مرا ہر لفظ آقا ﷺ مطلعِ انوار ہو جائے

محبت کا تقاضہ ہے مرا سارا وجود اسلم
زبانِ شوق بن جائے لبِ اظہار ہو جائے



شبِ نَمِ رومانی

رکھا ہے رُحلِ دل پہ صیغہ جو نور کا
اللہ کا کلام ہے، لہجہ حضور ﷺ کا

سوچو تو محفلیں ہیں درود و سلام کی
طیبہ کے راستوں میں چہکنا طیور کا

اک حیات ہے میرے نبی ﷺ کا نام
صحرا میں ایک باغ ہو جیسے کھجور کا

اٹھے جو فرش سے تو گئے عرش تک حضور ﷺ
موسیٰ کو تجربہ تھا فقط کوہِ طور کا

محشر ہے انتظارِ حبیبِ ﷺ خدا کا نام
لا لچ کوئی نہیں مجھے حور و قصور کا

میرا خدا مسبب الاسباب ہے تو پھر
میرا نبی ﷺ سبب ہے خدا کے ظہور کا

کھینچے پھرو مجھے بھی اسی گرم ریت پر
میں بھی ہوں ایک چاہنے والا حضور ﷺ کا



شبِ نیمِ رومانی

کوئے جاناں حاصل دنیا نظر آنے لگا
لحہ لہہ اب مجھے طیبہ نظر آنے لگا

رحمتوں کے شہر کی جب خاک آنکھوں میں پڑی
اور اچھا اور بھی اچھا نظر آنے لگا

کھل گئیں آنکھیں؛ جو دیکھی سبز گنبد کی بہار
کیا نہیں آیا نظر بہ کیا کیا نظر آنے لگا!

شوق کے عالم میں وہ کوئے محمد ﷺ کا طواف
جس طرف بھی رخ کیا، کعبہ نظر آنے لگا

دل سے آنکھوں تک تھی گویا روشنی ہی روشنی
ہم نے تو اس در پہ جو سوچا نظر آنے لگا



حنیفِ اسعدی

مکان پہ دیکھا، سرِ لامکاں لکھا دیکھا
وہ اسمِ پاک کبھی نزدِ جاں لکھا دیکھا

میں کیا بتاؤں کہ کیا منزل و مقام تھا وہ
خدا کے ساتھ محمد ﷺ جہاں نکھا دیکھا

وہ ایک نام جو کون و مکاں کا محور ہے
میانِ دائرہ جسم و جاں لکھا دیکھا

کتابِ زیست کے ہر باب میں ہے ذکر ان کا
انھیں ﷺ کا نام سرِ داستاں لکھا دیکھا

کچھ اپنے خانہٴ دل کا سا کارخانہ تھا
بخطِ نور جہاں آستاں لکھا دیکھا

نظر کو فکر تھی ان ﷺ کو کہاں تلاش کر
تو ہر مقام پہ دونوں جہاں لکھا دیکھا

ابھی کہ نیتِ مدح و ثنا ہی کی تھی حنیفِ
قلم نے لوحِ پہ عجزِ بیاں لکھا دیکھا



جاذبِ قریشی

مثالی آئینے ہیں آئینے خورشیدِ رحمت کے
 کہ سارے عکس اجالوں کے سبھی چہرے محبت کے
 غبارِ جاں کو اجلے موسموں کے رنگ پہنائے
 محمد ﷺ نے ستارے ہی بدل ڈالے عداوت کے
 سرِ غارِ حرا وہ ایک چہرہ اس طرح چمکا
 کہ اپنے پاؤں پر خود گر پڑے آذرِ جہالت کے
 وہ جس نے عرش پہ لوح و قلم کی پرورش کی ہے
 محمد ﷺ اک علامت ہیں اسی زندہ حکایت کے
 خدا اور آدمی دونوں انھیں آواز دیتے تھے
 زمیں سے آسمان تک تھے سفران کی سماعت کے
 حدِ امکان یزداں تک وہی اول وہی آخر
 کہ خال و خد کہیں دیکھے نہیں ان کی شباهت کے
 خیال و خواب کے طاقوں میں رہتا ہے، چراغاں سا
 عجب موسم ہیں کعبے سے مدینے کی مسافت کے
 سفر کی شام ہے تنہائی کا صحرا ہے اور میں ہوں
 مرئی آنکھوں میں لیکن خواب ہیں خورشیدِ رحمت کے
 مجھے اس شہر کے رستوں میں کھو جانے کی خواہش ہے
 کہ ہیں گم نامیوں کے درمیاں امکانِ شہرت کے
 دعائیں دینے والے ہاتھ زخمی بھی ہوئے لیکن
 کسی کو خود کبھی بھیجے نہیں لمحے شکایت کے
 سفر کی دھوپ میں جب پیاس کا صحرا دکھتا ہے
 تو پھر بادل برس جاتے ہیں مجھ پر ان کی رحمت کے



راجا رشید محمود

جس کی نظروں میں زر پائے پیمبر ﷺ چمکے
سامنے اس کے نہ گنجینہ گوہر چمکے

بخت ذرے کے جو یاور ہوں، عرب تک پہنچے
خاکِ طیبہ سے لگے، مہر سے بڑھ کر چمکے

روبرو گنبدِ خضرا کے پہنچ جاؤں اگر
مجھ زیاں کار کا بھی نقشِ مقدر چمکے

ذہن میں دشتِ مدینہ کا تصور آیا
پھول الفت کے مری شاخِ نظر پر چمکے

جب بھی آیا ہے کوئی زائرِ طیبہ واپس
کتنے تارے مری پلکوں کے افق پر چمکے

ذکر اُن ﷺ کا ہے تو ہر لب کا مقدر بن جائے
یاد اُن ﷺ کی ہے تو سینوں میں اتر کر چمکے

اس کو اللہ ولی کہہ کے مراتب بخشے
اُن ﷺ کی سیرت جو کسی شخص کے اندر چمکے



ریاضِ حسین چو ہداری

کلکِ ثناء کو نور کی موجوں میں رکھ دیا یعنی گدازِ عشق کو ہونٹوں میں رکھ دیا
 میرے خدا نے منصبِ نعتِ نبی کے ساتھ صلّٰ علی کا نور نگاہوں میں رکھ دیا
 دے کر غبارِ شہرِ تمنا کی آرزو کس نے چراغِ ہجر کا آنکھوں میں رکھ دیا
 بادِ صبا نے وردِ درود و ثناء کے بعد اسمِ رسول ﷺ ادھ کھلی کلیوں میں رکھ دیا
 کتنا کرم کیا ہے خدائے رحیم نے ان ﷺ کی ثناء کو ڈوبتی سانسوں میں رکھ دیا
 آقا حضور ﷺ اہلِ ہوس نے قدمِ قدم میرا ہر ایک خواب خیالوں میں رکھ دیا
 سرکارِ ﷺ ناصحانِ قدامت پسند نے حرفِ وفا پرانی کتابوں میں رکھ دیا
 آقا ﷺ فقیہِ شہر نے آئینہٴ حیات اڑتی ہے جن پہ دھول انہی رستوں میں رکھ دیا
 عشاقِ مصطفیٰ ﷺ نے بڑے ذوق و شوق سے ذکرِ حضور ﷺ جھومتے لمحوں میں رکھ دیا
 کتنے عجیب لوگ ہیں ہم رہبرِ عظیم منزل کا ہر نشان سراہوں میں رکھ دیا
 روزِ است آنکھ جو کھولی شعور نے قدرت نے ایک نور سا ہاتھوں میں رکھ دیا

میں نے بڑے خلوص سے چوما اسے ریاض
 اور پھر قلمِ حضور ﷺ کے قدموں میں رکھ دیا



احسان کا کوروی

یہ عرض آپ ﷺ سے ہے اور بڑے ادب سے ہے
حضورؐ مجھ کو بھی آنے کا شوق کب سے ہے

حضورؐ آپ ﷺ تو واقف ہیں اس حقیقت سے
یہ اضطراب میرے دل میں کس سبب سے ہے

لگا سکے گا مری کون عظمتوں کا سراغ
کہ دھڑکنوں کا تعلق شہِ عرب ﷺ سے ہے

دل و نظر کو نہ میزانِ عقل میں تولو
دل و نظر کا تعلق حبیبِ رب سے ہے

وہ ایک پیاس جو معراجِ تہنکی ٹھہری
کسی کی آنکھ سے ظاہر کسی کے لب سے ہے

حضورؐ اذنِ حضوری ضرور بخشیں گے
حضورؐ اس کا مگر انتظار کب سے ہے

نفسِ نفس میں ہے صدیوں کا اشتیاقِ احسان
نگاہ سوئے مدینہ نہ جانے کب سے ہے



حسن اختر جلیل

ان کی مدحت میں ادا ہو جو سخن اچھا ہے
شاعری نعت میں ڈھل جائے تو فن اچھا ہے

طائرِ روح ! وہیں چل کے ٹھکانا کرنا
باغِ جنت سے مدینے کا چمن اچھا ہے

دل بے تاب ! وہاں کس کو مجالِ گفتار
اس ادب کہ میں خموش کا چلن اچھا ہے

مرہمِ خاکِ مدینہ نے عجب کام کیا
دوستو! آج مرا زخم کہن اچھا ہے

خاک اس دشت کی لو ہاتھ پہ اور خود جانچو
یہ زمیں اچھی ہے یا خلدِ عدن اچھا ہے

دل تو رہتا ہے اسی شہر میں برسوں سے جلیل
کھینچ لے مجھ کو بھی گر دل کی لگن اچھا ہے



سعیدِ بدر

چار سو ارزاں ہوا ہے اہلِ ایماں کا لہو
حشر سا ہے جا بجا قریہ بہ قریہ کوبہ کو

آج کل ہے پوری امت درد و غم میں مبتلا
خونِ مسلم سے ہوا رنگیں جہانِ رنگ و بو

نام لیوا آپ ﷺ کے ہیں ہر جگہ زپرِ عتاب
قاہر و غالب ہوئے ہیں اہلِ ایماں پر عدو

دست بستہ آپ ﷺ کی خدمت میں ہے یہ عرضِ غم
لٹ نہ جائے آپ ﷺ سے وابستگان کی آبرو

بدر سے عاصی سہی کچھ بھی سہی ربِ کریم
نام لیوا ہیں ترے، حاضر ہیں تیرے رو برو

ہے گلستانِ نبی ﷺ پر چھا گئی افسردگی
ہے دعائے بدر یا رب ! فرما ! نمو



سید ابوالحسناتِ حقی

انجام جس کا خوب اس آغاز پر سلام
گوئی جوششِ جہت میں اس آواز پر سلام

وہ جس کا اسم پاک دلوں کی کشود ہے
اس نام پر درود اس اعجاز پر سلام

لوح و قلم ازل سے ہیں جس کے نشانے پر
اس سرو ناز اس قدر انداز پر سلام

میرا وجود میرا حوالہ ہے ان کی ذات
میں کجگاہ جس سے ہوں اس ناز پر سلام

اس کے غلامِ قیصر و کسریٰ پہ خندا زن
آئینِ خسروی کے اس انداز پر سلام

درِ یتیم کے لب و رخسار پر درود
یہ دل گداز جس سے ہے اس راز پر سلام

آمد سے جن کی کھل اٹھے چہرے گلاب سے
انسانیت کے چارہ و دمساز پر سلام



سید آل احمد رضوی

مطلعِ انوارِ حق، کہفِ الوریاء کی روشنی
 حجلۂ جاں کی جلا ماہِ حرّاً کی روشنی
 اے خوشا صلِ علی بدر الدجی کی روشنی
 دونوں عالم کی ضیا شمس الضحیٰ کی روشنی
 چہرۂ انور سے تاباں شش جہاتِ کائنات
 بدر و انجم ہیں نبی ﷺ کے خاکِ پا کی روشنی
 قلبِ پر برسے مرے عرفان کا جھالا مدام
 فرق پر ہو سایہ ارتضاء کی روشنی
 قصرِ ایماں ہو درخشاں، ضوئے ذکرِ نور سے
 قصرِ استغناء کرے تاباں، رضا کی روشنی
 اجتباء و ارتضاء و اصطفاء کے عرش پر
 مجتبیٰ و مرتضیٰ و مصطفیٰ کی روشنی
 کوفہ والے تو دغا کی ظلمتوں میں کھو گئے
 کربلا والوں نے پھیلائی وفا کی روشنی
 ہے شبستانِ ابا تاریک سے تاریک تر
 راحت و آرام جاں حرفِ بلیٰ کی روشنی
 آلِ احمد ہے ثنائے مصطفیٰ میں پیش پیش
 لے کے آئی ہے ادھر اس کو ولا کی روشنی



لیاقت علی عاصم

وہی صدیوں سے تغیر کا سفر ہے کہ جو تھا
وہی آپ ﷺ اور وہی آپ ﷺ کا در ہے کہ جو تھا

پھر کوئی آیا ہے مل کر شبہ ہمدرداں سے
پھر وہی سلسلہ خیر و خیر ہے کہ جو تھا

پھر وہی خلقت انصاف طلب ہے کہ جو تھی
پھر وہی آستاں انصاف کا گھر ہے کہ جو تھا

پھر وہیں لوٹ کے آیا ہوں جہاں تھا پہلے
پھر مجھے بھیڑ میں کھو جانے کا ڈر ہے کہ جو تھا

جز خدا اور کسی پر نہیں اٹھتیں نظریں
آپ ﷺ کا حکم مرے پیش نظر ہے کہ جو تھا

ہو اشارہ تو یہ مجبور بھی شامل ہو جائے
قافلہ اب بھی سرِ راہ گزر ہے کہ جو تھا

پھر وہی ذکر وہی خلوت جاں ہے عاصم
پھر وہی یاد وہی دیدہ تر ہے کہ جو تھا



کوثر علی

دور کر دیتی ہے مہجور کی دوری نعتیں
 جب بھی رویا ہوں تو لکھی ہیں حضوری نعتیں
 مجھ سے تاریک نہ تھے اور کسی کے احوال
 اس لیے مجھ کو میسر ہوئیں نوری نعتیں
 میرے لب پر ہے ثناِ قدِ مکرر کی طرح
 ان پہ قرآن میں نازل ہوئیں پوری نعتیں
 مجھ پہ اک کیفِ مسلسل کا سماں ہوتا ہے
 اور ہوتے ہیں جو لکھتے ہیں شعوری نعتیں
 اپنی بخشش کے لیے جب بھی پریشان ہوا
 آئیں جذبوں میں بھری لب پہ دفوری نعتیں
 دل کے ارمان نکالوں گا بروزِ محشر
 میں سمجھتا ہوں یہ نعتیں ہیں عبوری نعتیں
 میں نہیں ایک، دو عالم کی فضا وجد میں ہے
 مجھ پہ اتری ہیں بہ الحانِ زبوری نعتیں
 مجھ کو معلوم ہے سب، فردِ عمل میں کیا ہے
 میں گنہگار ہوں مجھ کو ہیں ضروری نعتیں
 دل کے جذبات سمیٹے نہیں سمٹے کوثر
 لوحِ قرطاس پہ اتری ہیں ادھوری نعتیں



وضاحت نسیم

اذنِ سفر

آسماں رنگوں کی آمیزش بدلتا جا رہا ہے
 پہاڑوں کے بہت سے سلسلوں کے بیچ لمبے راستے پر
 ہوانے ہلکی بارش سے وہ چھڑکاؤ کیا ہے
 کہ ذہن و دل ابھی سے
 خوشبوئے خاکِ مدینہ سے معطر ہو گئے ہیں
 ابھی تو وہ مقام آیا نہیں ہے
 جہاں میرے نبی ﷺ کا جسمِ اطہر
 سراپا نور و نکہت بن کے صدیوں سے ابھی تک
 دو عالم پر کرم فرما رہا ہے
 ابھی وہ وقت بھی آیا نہیں جب
 درخیر الوریٰ ﷺ پر میں جیسے سائی کو جاؤں، حاضری دوں
 خوشا اس راستے پر ہو گیا میرا سفر ممکن
 جہاں ہجرت بصد اعجاز اپنا واقعہ ہر آنے والے کو سناتی ہے
 میں اس اعزاز پر نازاں ہوں اور مجھ کو یقین ہے
 سفر کا یہ مبارک دن مری خوش قسمتی آغاز کرنے کو
 مجھے اس راستے پر لے چلا ہے
 جہاں سے زندگی اپنی بشارت آپ پاتی ہے
 جہاں سے روشنی اپنے لیے امکان لاتی ہے



نفسِ القادری

جمال آپ ﷺ کا لالہ زاروں میں چمکا
بہاروں کا جلوہ، بہاروں میں چمکا

مدینے میں روحِ تجلی جو چمکی
تو حسنِ ازل خاکساروں میں چمکا

برستی ہے لفظوں میں شرحِ جمالی
عجب نورِ قرآں کے پاروں میں چمکا

تمام انبیا چمکے نوریہ خدا سے
رخِ شاہ جب شاہکاروں میں چمکا

مری کشتی دل بھنور میں جو آئی
کوئی موجِ طوفاں کے دھاروں میں چمکا

منور ہوئیں چاند تاروں کی آنکھیں
کوئی جگنو ایسا غباروں میں چمکا

سرِ حشر کس شاہِ والا کی شہ سے
گنہگار پرہیزگاروں میں چمکا

نفسِ ایسا آئینہ حق نے بنایا
رخِ پنچتن چار یاروں میں چمکا



قمر عباس قمر

ذره خاک سے پھر وہ مہ و اختر بن جائے
تیرے الفاظ سے جو تیرا گداگر بن جائے

ہنرِ نعت کا اعجاز کہ مجھ سا بے کس
کاسہ حرف اٹھائے تو سخنور بن جائے

آپ ﷺ کی چشمِ مکرم بار کی حدت کے طفیل
سینہ پتھر کا ہو تو موم کا پیکر بن جائے

طالبِ مدحت سرکار ﷺ کا اعزاز ہو یہ
قطرہ حرف سے لفظوں کا سمندر بن جائے

طائرِ اذنِ سفر میرے گھر آ جائے قمر
مجھ خطا کار کا بھی بگڑا مقدر بن جائے



صبحِ رحمانی

نعتیہ ہائیکو

معراج سرکار ﷺ
وقت نے رک کر دیکھی ہے
انساں کی رفتار

روشن راتیں کر
ان ﷺ کی یاد کے دیپ جلا
ان ﷺ کی باتیں کر

کچھ تشکیک نہیں
کس کے دامن میں ان ﷺ کے
در کی بھیک نہیں

ان ﷺ کی عطا کے ہیں
میرے دامن میں جتنے
حرف ثنا کے ہیں



ہشام علی حافظ

نقش ہے وجدان پر میرے

تمہارا نام نامی نقش ہے وجدان پر میرے
 مرا قلبِ حزیں آنسو بہاتا ہے
 مری آنکھوں کے آنسو یاد کی وادی میں رقصاں ہیں
 مری فکر و نظر کے زخم (قتدیلِ محبت ہیں)
 مجھے معلوم ہے ان سب کی قسمت ہے فنا ہونا
 (مگر)

تو واحد ہے (خدا کی بارگاہِ جلوہ ساماں میں)
 تو غائب بھی ہے حاضر بھی
 تو غائب ہے ضمیرِ عبد عاجز میں
 تو غائب ہے مرے قلبِ حزیں کی گہری ولوی میں
 مری بیداریوں میں تو ہی حاضر ہے
 مری آنکھوں کی بیداری تجھی سے ہے
 مری عقل و شعور آگاہی بیدار ہیں تجھ سے
 تو میری ذات میں حاضر
 میرے وجدان میں حاضر
 تو غائب بھی ہے حاضر بھی



عربی نعتیہ نظم کے ابتدائیہ کا ترجمہ مترجم سید محمد ابوالخیر کشفی

صبا اکبر آبادی

وحدتِ ذات کی تبلیغ سراپا تم ہو
 جس کو اللہ نے بھیجا وہ اجالا تم ہو
 تھا تمہارے ہی لیے سب یہ وجودِ کونین
 آرزو آدم و عیسیٰ نے تمہاری کی ہے
 تمہیں دیکھیں گے تو کچھ قلب کو تسکین ہوگی
 ایک اک بات زمانے پہ اثر کرتی ہے
 تم نے انسان کو انسان کی عظمت بخشی
 کوئی ثانی ہے تمہارا نہ خدا کا ہے شریک
 لوحِ محفوظ پہ ہے نام تمہارا مرقوم
 دونوں عالم میں تمہارا ہی سہارا ہے ہمیں
 میں کسی اور سے کیا عرضِ تمنا کرتا
 حشر تک گلشنِ اسلام رہے گا سر سبز
 جس سے روشن ہوئی دنیا وہ تمہارا ہی ہے نور
 ہر پیمبر نے دعا کی کہ تم مل جاؤ
 نعت گوئی میں فرشتوں نے سنا تھا میرا نام
 جس کی ہر لہر ہے توحید وہ دریا تم ہو
 فرش پر روشنی عرشِ معلیٰ تم ہو
 بزمِ تخلیق میں خود انجمن آرا تم ہو
 کتنے معصوم رسولوں کی تمنا تم ہو
 درد مندانِ محبت کا مداوا تم ہو
 حق کی آواز ہو اللہ کا لہجہ تم ہو
 بندگی کے لیے انعامِ خدا کا تم ہو
 جیسے یکتا ہے خدا ویسے ہی یکتا تم ہو
 آیۂ نور سرِ عرشِ معلیٰ تم ہو
 شافعِ حشر ہو تم رہبرِ دنیا تم ہو
 میرے مالک میرے مولا مرے آقا تم ہو
 یہ چمن وہ ہے کہ اس کے چمن آرا تم ہو
 جس نے چمکا دیا عالم وہ اجالا تم ہو
 آرزوئے دلِ موسیٰ وہ مسیحا تم ہو
 حشر میں دیکھ کے مجھ کو کہا اچھا تم ہو

جو کہا تم نے زباں سے وہی تسلیم کیا
 اصل میں مذہب و ایمان صبا کا تم ہو



صبا کبر آبادی

نگہ ترستی ہے طیبہ کے بام و در کے لیے وہ جلوہ اک بڑا انعام ہے نظر کے لیے
 عقیدتوں کے خزانے ہیں دل میں پوشیدہ یہ زادِ راہ بہت ہے مرے سفر کے لیے
 جہانِ شر نے بہت دن میں ان کو پہچانا حضور آئے تھے بہبودی بشر کے لیے
 رسولِ پاک ہیں قرآن ہے شریعت ہے اب اور کس کی ضرورت ہے راہبر کے لیے
 بشر کی شکل میں آیا وہ پیکرِ نوری یہ بات کم تو نہیں عظمتِ بشر کے لیے
 دو پارہ کر کے بھی زخمِ دوئی مٹا ڈالا یہ ایک تمغہ اعزاز ہے قمر کے لیے
 وہ راہِ زیست کی ہو یا منازلِ عقبی ہے رہنما مرا ہر ایک راہ گزر کے لیے
 محمدِ عربی مدعائے کون و مکاں ہے ان کے نام سے تسکینِ دل و جگر کے لیے
 رسولِ برحق و پیغمبرانِ حق کا امام ہے اس کی خاکِ قدم روشنی نظر کے لیے
 ازل سے تابہ ابد نور ہے محمد ﷺ کا یہ اک چراغ ہے بس کائنات بھر کے لیے
 امین بن کے محمد ﷺ جہان میں آئے ہے پہلی شرطِ امانت پیامبر کے لیے
 ہے میرے ہاتھ میں اپنے رسول کا دامن بڑھاؤں دستِ طلب کیا میں سیم و زر کے لیے

صبا دیا ہے محمد ﷺ کا واسطہ جب سے
 کوئی دعا نہیں ترسی مری اثر کے لیے



سید محمد ابوالخیر کشفی

تو حرفِ دعا ہے مرے مولا، مرے آقا ﷺ
رحمت کی نوا ہے مرے مولا، مرے آقا ﷺ

گردابِ بلا میں ہے ترا نامِ سفینہ
تو موجِ کشا ہے مرے مولا، مرے آقا ﷺ

اس حدِ مکانی سے گزر کر ترا نغمہ
میں نے بھی سنا ہے مرے مولا، مرے آقا ﷺ

بکھرے ہوئے لمحوں میں سلامت ہیں دل و جاں
یہ تیری عطا ہے مرے مولا، مرے آقا ﷺ

جو لمحہ تری یاد سے آباد ہوا ہے
اک کنجِ حرا ہے مرے مولا، مرے آقا ﷺ

تسکینِ دل و جاں کی ہر اک صورتِ مطلوب
طیبہ کی ہوا ہے مرے مولا، مرے آقا ﷺ

یہ گنبدِ خضریٰ کے قرینِ طائرِ تنہا
کشفی کی نوا ہے مرے مولا، مرے آقا ﷺ



سید محمد ابوالخیر کشفی

قصیدہ بردہ شریف کا ایک نقش

نبی محتشم! تیرا گدائے بے نوا کشفی
 بہ چشم ترے دامن کا سایہ ڈھونڈھنے آیا
 ہراک جذبہ ہے میرا شعلہ بے باک کے مانند
 جسے اشکند امت سے ترے دربار میں دھولوں
 مری آنکھیں مرے عجز و ندامت کی گواہی ہیں
 تری عصمت مرے ہر جرم کو سنگیں بناتی ہے
 عبادت کی شب بیدار میں قدموں پہ سوجن تھی
 ادھر میں ہوں کہ اکثر جسم کے جھوٹے تقاضوں پر
 حدود شرع کو توڑا
 محمد ﷺ سید الکونین! تو ہے امر و ناہی
 تراہر قول سچا ہے
 شفاعت کی توقع تیرے دامن تک مجھے لائی
 ترا دامن کسی مضبوطی کی طرح اب ہاتھ میں آیا
 یہ رسی جادہ راہِ صفا معلوم ہوتی ہے
 حبیب کبریا! رتبہ کسے معلوم ہے تیرا
 تری شفقت نے حیرانی کے ہر گرداب کو ساحل بنا ڈالا
 تری قربت میں دوری کس قدر بے چین رکھتی ہے
 تری دوری میں قربت کی ادا، تسکینِ جان دیدہ و دل ہے

تر اخلق مجسم، پر توئے اسمائے حسنیٰ ہے
 شرف میں بدر کامل کی طرح یکتا
 شگوفے کی طرح آغوشِ خوشبو سے
 ترا جو دو کرم دریا کی موجوں کی طرح وافر
 تری ہمت مثال ”دہر“ ہے گویا
 ترے الفاظ روحِ نطقِ انسانی
 تبسم جیسے آویزہ ہے گوشِ حسن و آدم کا
 وہ خاکِ جسمِ طاہر، خالقِ خوشبوئے بے پایاں
 مشامِ جاں معطر ہو گیا جس سے

ولادتِ مصطفوی ﷺ

ترے آتے ہی کنگورے گرے ایوانِ کسریٰ کے
 ہراک آتش کدہ افسوس سے بھرنے لگا آپ ہیں
 یہ کیسا انقلاب آیا کہ آتش بن گیا پانی
 ترے انوار اک زندہ شہادت کی طرح روشن
 نگاہِ کفر و ظلمت ہو گئی اندھی
 نگاہِ کفر نے انوار کی بارش نہیں دیکھی
 سماعت چھین لی کفار کی رعد و ولادت نے
 شہا و سرخ کی مانند شعلوں کی ہوئی بارش
 کہ جن کے خوف سے بت گر پڑے بے اختیاری میں
 شیاطین اس طرح بھاگے کہ جیسے ابرہہ کی فوج بھاگی تھی

دعوت

تری دعوت سے پھر بن گئے انساں
 ترے ساتھی تھے ابررحم کے ٹکڑے
 جو تیرے ساتھ چلتے تھے
 تو ان کا سایہ تھا وہ سائے تھے تیرے
 تیرے قلبِ منور سے جو نسبت تھی
 اسی سے چاند روشن ہے
 زمانے نے تم جب بھی کیا مجھ پر
 ترے دامانِ رحمت میں جگہ ڈھونڈھی
 ترے دست مبارک نے غنی تر کر دیا مجھ کو
 زمانہ کیا مجھے دے گا
 میں تیرے در کا سائل ہوں
 ترا قلبِ مبارک خواب کی وادی میں کب سویا
 نبوت کی صداقت کی نشانی خواب تھا تیرا
 ہراک لمحہ تری دعوت کا جیسے آیتِ کبریٰ
 وہ آیت، جو سپیدی کو سیاہی سے جدا کر دے

فی ذکر شرف القرآن

کتابِ معتبر سب سے بڑا ہے معجزہ تیرا
 ہراک آیت ہے جس کی عدل کے میزان کی مانند
 زمانے کی ہراک گردش نے اس کو اور چمکایا
 کتابِ معتبر کی آیتیں امواجِ دریا ہیں
 جو ٹکراتی ہیں آکر ساحلِ مقصودِ انساں سے

اسی ”نورِ میں“ سے آنکھ کو ٹھنڈک ہوئی حاصل
یہ وہ پانی ہے جو دوزخ کی آتش کو بجھاتا ہے
یہ آیاتِ کریمہ حوضِ کوثر ہیں
گنہگاروں کے منہ دھل کر ہوئے روشن
اسی سے کوئلہ آخر بنا ہیرا
مساوات و اخوت کے سبق اس میں نظامِ عدل کی بنیاد بنتے ہیں

فی ذکر معراج النبی ﷺ

وہی ذاتِ مبارک آیتِ معراجِ انساں ہے
حرم سے بیتِ اقدس تک
محمد مصطفیٰ معراجِ آدم کے امیں بن کر
بلندی کے نشاں بن کر
افق پر جلمگاتے ہیں
یہ تارے، کہکشاں، نجمِ سحر، خورشیدِ خاور آج تک ہدم
فضائے بے کراں میں ذرہٴ خاکی
اسی معراج کے نقشِ کہن کو ڈھونڈنے نکلا
گروہِ مسلمیں گے! بڑھو تاروں کو اب چھولو
زمیں کی پستیوں کو آسماں کر دو

فی ذکر جہاد النبی ﷺ

حنین و بدر کے میدان شاہد ہیں
کہ جنتِ مومنوں کو خون کے قطروں سے ملتی ہے
حنین و بدر سے اسلام کی قوت بڑھتی اتنی

ہر اک ظلمت کدہ امن و اماں سے ہو گیا روشن
محمد مصطفیٰ کی فوج کو وہ قوتِ دیں تھی
جو کافر تھے انھیں کے واسطے اموات کی فصلیں
اگا کرتی تھیں میدان میں ۔

وہ نیزوں کے قلم سے خط لکھے کس نے؟
فساد و ظلم کی کھیتی کے دہقاں کفر کے حامی
نظام عدل کے بانی رسول اللہ کے ساتھی
کسی سیسہ پٹی دیوار کی مانند لڑتے تھے
بقائے مرکزِ ملت کی خاطر جنگ کرتے تھے
انھیں غزوات کا حاصل ہے امنِ عالمِ انساں
ہوئے نصرتِ غیبی فتحِ مندی لیے آئی ،
حضورِ سرورِ عالم ﷺ نے ملت کی حفاظت کی
کہ جیسے شیر بچوں کو نیستاں میں چھپاتا ہے

دعائیہ

کبھی اہلِ دن کے سامنے دامن کو پھیلا یا
کبھی اپنی ہوس کو پیکرِ شعر و سخن دے کر
متاعِ عمر ضائع کی
تری تو صیف ہے عمرِ پشیمان کی نئی منزل
تری یادیں مرے داغِ ندامت کو مٹائیں گی
مجھے داغِ معاصی ناگ بن کر ڈستے رہتے ہیں
کہ میں نے وین کی قیمت پہ دنیا کا کیا سودا
مگر رشتہ مرا تجھ سے کبھی ٹوٹا نہ ٹوٹے گا

یہ پیمانِ محبت قولِ دل سے
 ترا دستِ کرم گلہائے بخشش سے مرے دامن کو بھر دے گا
 مری تو قیر کا ذریعہ ترے دربار سے نسبت
 میں خاکِ خشک ہوں گرمی کا مارا ہوں
 ترے لطف و کرم کی بارشِ پیہم
 مجھے سرسبز یوں سے آشنا کر دے

مناجات

خداوندِ محمد ﷺ مصطفیٰ کے ابرِ رحمت کو
 مری ہستی پہ بر سادے
 حدِ خوانی سے رستے سہل ہو جائیں
 نسیمِ صبح جب شاخوں کو جھولا دے
 مرے نغمے شفاعت کا وسیلہ ہوں
 مجھے صدیق ابو بکرؓ و علیؓ دے دے
 عمر فاروقؓ کا جذبہ عنایت ہو
 حیائے حضرت عثمانؓ نگاہوں کو بدل ڈالے
 بصیرتیؓ کی ردائے پاک کا سایا ملے مجھ کو
 میں اپنے دور کی تاریکیوں کو دُور کر جاؤں
 قلم کے ساتھ اپنے علم و دانش سے
 محمد مصطفیٰ کے نور کو نغموں سے پھیلاؤں
 ترے دینِ مبیں کو وسعتِ عالم میں پھیلاؤں
 عمل میرا نشانِ راہِ منزل ہو
 مرا بچہ رسولِ پاک ﷺ کا نقش بن کر
 ہماری ناتمامی کو مٹا ڈالے




محمد رئیس علوی

نعتیہ وا کا

(۱)

ترا اسم گرامی جب میرے ہونٹوں پہ آتا ہے
 ندامت مجھ کو ہوتی ہے
 لب و رخسار کے نغمے
 ابھی تک رقص کرتے ہیں
 مرے ہونٹوں کی سرحد پر

(۲)

کبھی بادل کے رنگوں میں
 کبھی پھولوں کی نکبت میں
 کبھی دل کی فضاؤں میں
 کبھی فکر و تامل میں
 نقوشِ سرور کو نین  کا جلوہ نظر آیا



سید ابوالخیر کشفی

یک مصرعی نظم
(سخن مختصر)

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

”تخلیق کائنات کا منشا وہی ﷺ تو ہے“

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

”رفاقت کو نیا مفہوم اس کی ذات نے بخشا“

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

”گلِ گلِ زارِ محمد ﷺ پہ سلام اور درود“

حضرت ابوبکر صدیقؓ

”تاریخِ وفا حضرت صدیقؓ پہ نازاں“

حضرت عمر فاروقؓ

”اس کا وجود کلمہِ حق ہے، اذان ہے“

حضرت عثمان غنیؓ

”خونِ زکِ عثمانؓ سے سرخی ہے شفق کی“

حضرت علی مرتضیٰؓ

”علیؓ کے عدل سے روشن ہے چراغِ خانہ کعبہ“

حضرت خالد بن ولیدؓ

”اس کی تلوار نے باطل کا جگر کاٹ دیا“

کعبۃ اللہ

”خالِ رُخِ ایامِ یہی بیتِ خدا ہے“

مدینۃ النبیؐ

”دیباچہ نشاطِ ابد اس کی ہر گلی“



سرورِ بارہ بنکوی

سرورِ حرفِ دعا کیا مستجاب ہوا
زباں کو حوصلہ مدحِ آنجناب ﷺ ہوا

نہ ہو سکا ہے نہ ہوگا ازل سے تابہ ابد
جواب اس کا جو آپ اپنا خود جواب ہوا

اسی کے فیض سے ارض و سما عبارت ہیں
اسی کے نور سے ظلمت کا سدباب ہوا

ز فرش تا بہ فلک کون ایسا ذرہ ہے
جو آفتابِ کرم سے نہ فیض یاب ہوا

وہی ہے نکتہٴ آغازِ علم و حکمت کا
وہ اسمِ پاک جہاں داخلِ نصاب ہوا

اب ایسی ذاتِ گرامی کی مدح کیا ہوگی
کہ جس کے نام سے قرآن کا انتساب ہوا



تابشِ دہلوی

جذبات نگاہیں ہیں اور دل مری آنکھیں ہیں
کیا واقعی طیبہ کے قابل مری آنکھیں ہیں

طیبہ ہے نظر میں بھی اور حسن نظر میں بھی
ایک ایک تجلی میں شامل مری آنکھیں ہیں

نظریں بھی دھڑکتی ہیں طیبہ میں بہ شکلِ دل
آنکھیں مری آنکھیں ہیں یا دل میری آنکھیں ہیں

آغوش میں رحمت کے یوں ٹھہرے ہیں پلکوں پر
اشکوں کے سفینوں کو ساحل میری آنکھیں ہیں

خیراتِ تجلی کی اے پیکرِ محبوبی ﷺ
سکشول نگاہیں ہیں سائل میری آنکھیں ہیں

اک نور سفر میں ہے نظروں ہی نظروں تک
راہیں مری آنکھیں ہیں منزل مری آنکھیں ہیں

کیوں حل نہیں ہو پاتیں انوارِ مدینہ میں
میرے لیے کس درجہ مشکل مری آنکھیں ہیں

اک نقشِ تحیر ہے ایک ایک نظرِ تابش
ہر منظرِ طیبہ کا حاصل مری آنکھیں ہیں



احمد ندیم قاسمی

عرش کے آخری پیام تجھ پہ درود اور سلام
راہنمائے خاص و عام تجھ پہ درود اور سلام

دل میں قیام ہے ترا، روح مقام ہے ترا
لب پہ مدام تیرا نام تجھ پہ درود اور سلام

عرش کے ان گنت چراغ، فرش کے کوہ و باغ و راغ
بھیج رہے ہیں صبح و شام، تجھ پہ درود اور سلام

اپنی فقط ہے تجھ سے بات تو کہ ہے محسنِ حیات
ہم کو ہے صرف تجھ سے کام تجھ پہ درود اور سلام

رات سے ہم کو کیا خطر تو ہے جب اپنا راہبر
مہرِ جبیں، ستارہ فام تجھ پہ درود اور سلام

سلطنتیں بگڑ گئیں، ملکیتیں اجڑ گئیں
زندہ ہے اک ترا نظام تجھ پہ درود اور سلام

شعرِ ندیم کو ملے نورِ حضور ﷺ کی جھلک
ایسا بھی ہو کچھ اہتمام تجھ پہ درود اور سلام



افسر ماہ پوری

وجہ تسکین نہ زمیں ہے نہ زماں ہے ہم کو
نغمہ نعتِ نبی راحتِ جاں ہے ہم کو

جلوہ گر آپ ہوئے رحمتِ عالم بن کر
اک کنبے کی طرح سارا جہاں ہے ہم کو

جس کی رحمت ہے یہاں اس کی شفاعت ہے وہاں
فکر اپنی ہے یہاں اور نہ وہاں ہے ہم کو

ہم تو اس حسنِ تصور کے ہزاروں صدقے
ریگِ طیبہ میں ستاروں کا سماں ہے ہم کو

شعر کیا، کیا ادب، شاعری کیسی افسر
تذکرہ آپ کا معراجِ بیاں ہے ہم کو



منظر و ارثی

قدم قدم پہ خدا کی مدد پہنچتی ہے
 یہ آسماں بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا
 کرے زبانِ ازل جب بھی تذکرہ ان کا
 سر اپنا پائے رسالتِ مآب پر رکھ دوں
 جلوسِ عشقِ نبی کا ہو جس طرف سے گزر
 کبھی یہاں چلے آتے ہیں بے سفر آقا
 درود کا دیا جاتا ہے جب ثواب مجھے
 درود سے مرے دل کو رسد پہنچتی ہے
 جہاں تک آپ کے قدموں کی حد پہنچتی ہے
 سلام پڑھتی ہوئے ابد پہنچتی ہے
 تو آسماں پہ بلندیٰ قد پہنچتی ہے
 مرے جنوں کو بھی لے کر خرد پہنچتی ہے
 کبھی وہاں مری جاں بے جسد پہنچتی ہے
 بہشت تک مری دو گز لحد پہنچتی ہے

سلام و نعتِ مظفر یہاں میں پڑھتا ہوں
 قبولیت کی حرم سے سند پہنچتی ہے



حنیفِ اسعدی

طالب و مطلوبِ رب میرے حضور ﷺ	داد رس، رحمت لقب میرے حضور ﷺ
سرور و سالار و سرخیل و امیر	سید والا نسب میرے حضور ﷺ
نورِ حق، نورِ ضمیرِ کائنات	روشنی روز و شب میرے حضور ﷺ
اوجِ تخلیق و بنائے جزوکل	ہر مسبب کا سبب میرے حضور ﷺ
سر بسر مستغنی و مولا صفات	بے نیاز و بے طلب میرے حضور ﷺ
آپ کی مدحت سرائی کے لیے	کیا زباں کیا نطق و لب میرے حضور ﷺ
آپ کی نسبت سے بالا ہو گیا	اپنا بھی نام و نسب میرے حضور ﷺ
وجہِ دوری موجبِ آزر دگی	آپ پر روشن ہے سب میرے حضور ﷺ

عمر آخر چاہتی ہے حاضری
اب نہیں تو اور کب میرے حضور ﷺ



نعیم صدیقی

حبِ رسول ﷺ پائی ہے رب وود سے شاداب میری روح سلام و درود سے
 ذوقِ نظر عطا ہوا ذراتِ ریگ کو موجِ عمل اٹھائی سرابِ جمود سے
 اسراء کی رات دہر نے دیکھا یہ معجزہ ، رقبہ زمیں کا بڑھ گیا چرخِ کبود سے
 کیا کیا قیامتیں نہ اٹھائیں قریش نے کیا کیا نہ سازشیں ہوئیں صادر یہود سے
 انسانیت کو تو نے مقامِ یقین دیا پیچیدہ عقدہ ہائے خرد کی کشود سے
 کیا کیا ہیں موشگافیاں، فتویٰ تراشیاں سب کو ملی نجات رسوم و قیود سے
 تو نے مثال دی ہے خلیل و مسیح کی عبرت دلائی قصہٴ عاد و ثمود سے
 اپنے تو خیر ہو گئے سیراب و شاد کام غیروں نے خم بھرے تیرے دریائے جود سے
 تیرے فدائیوں کی نگاہیں تھیں نور نور اک موجِ دود سی اٹھی چشمِ حسود سے

کیا تیرے ذکر کے لیے لفظوں کے جوڑ توڑ
 جاتی ہے بات آگے بیاں کی حدود سے



وقار صدیقی

یہ اعتراف ہے لازم مگر ازاں کی طرح
نبی ﷺ سے ربط ہمارا ہے جسم و جاں کی طرح

فضائے گنبدِ خضرا کلام کرتی ہے
سکوتِ موحن ہے یہاں زباں کی طرح

یہ جانتے ہیں محمد ﷺ کو دیکھنے والے
جمالِ ذاتِ مکاں میں ہے لامکاں کی طرح

نبی ﷺ کا حرفِ صداقت ہے اب بھی گرمِ سفر
محیطِ وقت میں اک موجِ بیکراں کی طرح

جو ان کے قرب کی خوشبو کا دے گیا احساس
وہ لمحہ پھیل گیا عمرِ جاوداں کی طرح

حدیں وہ حفظِ مراتب نے کھینچ رکھی ہیں
دلوں میں عشقِ محمد ﷺ ہے امتحاں کی طرح

جمالِ فن کو ملا نعتِ مصطفیٰ ﷺ سے وقار
کبھی بیاں تو کبھی مقصدِ بیاں کی طرح



انور مسعود

حضور ﷺ

خدمتِ اقدس میں اذنِ باریابی چاہیے

میرے دو ہمد بھی میرے ساتھ ہیں

چشمِ گریاں اور قلبِ ناصبور

اے فروغِ بزمِ اعصار و ظہور

الاماں یہ فتنہ ہائے افتراق

یہ ہوائے زہر آگینِ نفاق

کتنے فرقوں میں بیٹی ہے آپ کی امت حضور ﷺ

کوئی اسم ایسا نہیں دنیا میں آقا جس قدر

اتحاد آموز ہے اسمِ گرامی آپ کا

ہونٹ بھی آپس میں مل جاتے ہیں جس کے ورد سے

کیوں نہیں آپس میں ملتے نام لیوا آپ ﷺ کے



والی آسی

مدت سے تمنا ہے دل میں یوں نعت شہہ ابرار لکھیں
سو بار درود پڑھیں ان پر جب نام ان کا اک بار لکھیں

بستی بستی صحرا صحرا تسکین کی خاطر کیوں بھٹکیں
واللیل پڑھیں والشمس پڑھیں اور زلف و لب و رخسار لکھیں

دُکھ دینے والوں کے گھر میں جاروب کشی کرنے والے
کیا لفظ تری تو صیف کریں کیا اہل قلم کردار لکھیں

پتھر برسانے والوں کو جو پھول دعاؤں کے بخشیں
ان پاکیزہ ہونٹوں کی ثنا بیگانے لکھیں اغیار لکھیں

جب عرصہ محشر میں میرے اعمال کی پرش ہوتی ہو
اے کاش کہ خط غلامی پہ تصدیق مرے سرکار لکھیں

سچائی عدالت حلم و حیا اور علم و شجاعت کے قصے
صدیق لکھیں فاروق لکھیں عثمان لکھیں کرار لکھیں

کیا جانے ہمیں کیوں اے والی معراج کی شب یاد آتی ہے
جب چاند یہ جانے والوں کے افسانے یہ اخبار لکھیں



محسن بھوپالی

آپ ﷺ کے قدموں کو فرشِ کہکشاں بخشا گیا
خاکِ طیبہ کو فرازِ آسماں بخشا گیا

ہم انھی ﷺ کے سایہِ رحمت کے ہیں امیدوار
جن کو سائے کے لیے ابرِ رواں بخشا گیا

ان ﷺ کے در پر ہر تہی داماں سمجھتا ہے، اسے
جو بھی ہے ارض و سما کے درمیاں بخشا گیا

فکر کی کب ہے رسائی، لفظ کی کیا قدرت
نعت کہنے کے لیے حسنِ بیاں بخشا گیا

کیا یہ کم اعجاز ہے محسنِ درودِ پاک کا
ورد جو کرتا رہا وہ بے گماں بخشا گیا



وسیم بریلوی

مدینہ حاضری دینے کا یہ معیار ہو جائے
وہی جائے کہ جس کو لوٹنا دشوار ہو جائے

بھٹکتا پھر رہا ہے دل کناروں کی تمنا میں
تمہارے عشق میں ڈوبے تو بیڑا پار ہو جائے

تمہارے چاہے جانے کی حدیں تجویز کرتی ہیں
کہیں ایسا نہ ہو دنیا سے دل بیزار ہو جائے

عمل میں لا کے دکھلاؤ پیامِ سرورِ عالم ﷺ
کہ یہ سوئی ہوئی انسانیت بیدار ہو جائے

اسے معلوم ہو جائے سبب دنیا میں آنے کا
زیارت آپ ﷺ کے در کی جسے اک بار ہو جائے

مدینہ جانے والوں کو میں دیکھوں اور بس ترسوں
وسیم ایسا نہ ہو جینا مرا بیکار ہو جائے



راجا رشید محمود

آب و بادِ شہرِ آقا ﷺ تک رسا رخِ خیال لطفِ آقا ﷺ، فضل و اکرامِ خدا رخِ خیال
 ایک لمحے میں مجھے پہنچا دیا طیبہ تک رم ہوا اس درجہ سرعت سے مرا رخِ خیال
 آرہا ہے اک سرور و کیف میرے قلب کو دے رہا ہے شہرِ سرور ﷺ کا پتا رخِ خیال
 طوافِ کعبہ میں رہا مصروف پہلے، پھر ہوا کوچہ ہائے شہرِ آقا ﷺ پر فدا رخِ خیال
 روز اس کے بل پہ کرتا ہوں سعادت کا سفر میرا طیبہ تک بنا ہے واسطہ رخِ خیال
 گھومتا پھرتا ہے طیبہ کے گل کوچوں میں خوب ڈھونڈتا رہتا ہے کوئی نقشِ پا رخِ خیال
 لے گیا عرشِ خدا تک راہِ طیبہ سے مجھے پا گیا فضلِ خدا سے حوصلہ رخِ خیال
 یہ پیامتِ محبت، یہ کرم کے سلسلے ہے میری آہِ رسا، پیکِ صبا، رخِ خیال
 دیکھتا ہی رہ گیا ہوں بروضہ اقدس کو میں مجھ سے پہلے ہو گیا ہے جبہ سا رخِ خیال
 یہ ہزاروں مرتبہ طیبہ گیا میں پانچ بار یہ ہزاروں مرتبہ طیبہ گیا میں پانچ بار

کچھ یہ پھر سوجھا ہے اے محمود خود رفتہ تھا یہ
 طیبہ ہی کے آنے جانے میں رہا رخِ خیال



نقوی احمد پوری

اے سیدِ والا، کرم
 غم کی سلگتی دھوپ میں
 اے سیدِ والا، کرم
 میں ہوں، کہ سرتاپا خطا
 ابر کرم ! برسا کرم
 تو ہے کہ سرتاپا کرم
 تو رحمۃ اللعالمین
 بے انتہا تیرا کرم
 وہ ذرہ رشکِ مہر تھا
 جس پر ہوا تیرا کرم
 سینے منور کر دیئے
 سینے منور کر دیئے
 ہو اس سے بڑھ کر کیا کرم
 تو نے کیا حق آشنا
 جب بھی ترا چمکا کرم
 ظلمتِ سحر میں ڈھل گئی
 شاہا کرم شاہا کرم
 طاغوت ہے خنجرِ بکف
 امت پہ ہو مولا کرم
 جلتے ہیں گھر، کلتے ہیں سر
 فریاد رس ! فریاد رس
 فریاد رس ! فریاد رس

نقوی کو بھی خیرات دے
 منگتے پہ ہو داتا کرم



انجم نیازی

اٹھا کر ہاتھ لوگوں میں دعائیں بانٹ دیتا ہے
وہ سورج کی طرح اپنی شعاعیں بانٹ دیتا ہے

اتر جاتی ہے جب لفظوں کے سر سے نور کی چادر
وہ خوشبو سے دہلی ان میں رواں بنی بانٹ دیتا ہے

کسی بستی کے اندر جب اندھیرے سر اٹھاتے ہیں
وہ اس بستی میں کتنی بھی ضیائیں بانٹ دیتا ہے

بچا کر شام تک کچھ بھی نہیں رکھتا خزانوں میں
وہ دونوں ہاتھ سے اپنی عطائیں بانٹ دیتا ہے

زیادہ منتظر رکھتا نہیں صحرا نشینوں کو
وہ ٹھنڈی اور جاں پرور ہوائیں بانٹ دیتا ہے

زمین کے باسیوں میں عرش سے اتری ہوئی انجم
کھلے دل سے وہ جنت کی فضائیں بانٹ دیتا ہے



احسن زیدی

یہ گنبدِ خضرا ہے، اسے جاں میں سمو لے
دل کھول کے اے دیدہ پر غم یہاں رولے

سب کچھ ہے اسی کا یہ ہوائیں، یہ فضائیں
مدحِ شہہ والا میں کوئی ہونٹ تو کھولے

طیبہ کی گھٹا ٹوٹ کے برسے مرے مولا
جب تک یہ زمیں روح کی سیراب نہ ہو لے

واری شوق کی اک اپنی ادا ہے
کانٹے رہِ محبوب کے پلکوں میں پرو لے

شاید تیری قسمت میں حضوری کی گھڑی ہو
اے دیدہ بے دار ذرا دیر کو سولے

یہ اشکِ ندامت بھی بڑی چیز ہیں احسن
دربارِ رسالت میں زباں بولے نہ بولے



حاصل مراد آبادی

چراغِ راہ ملا رہنما اصولِ ملے
خدا کو پالیا بندوں نے جب رسولِ ملے

دمِ ظہورِ فلک سے وہ رحمتیں برسیں
خزاں رسیدہ چمن کو شگفتہ پھولِ ملے

کلامِ پاک اٹل ہے امر ہے صادق ہے
کسی کتاب میں ہم کو نہ یہ اصولِ ملے

غمِ رسول کی رفعت کسی کو کیا معلوم
میں چاہتا ہوں مری چاہتوں کو طولِ ملے

نشاطِ روح بھی ہے اور سکوں بھی ان کا خیال
مرے نبی کا پرستار کیوں ملولِ ملے

میں رنگِ غازہ سمجھ کر ملوں اسے رخ پر
کہیں جو آپ کے قدموں کی مجھ کو دھولِ ملے

شعورِ حق تھا نہ عرفانِ ذات اے حاصل
یہ مرتبے تو ہمیں باعثِ رسولِ ملے



قمر وارثی

چراغِ ذکر و فکرِ مصطفیٰ سے کیا نہیں روشن
زباں روشن بیاں روشن مکاں روشن مکیں روشن

عجب دیکھی فضا وابستہ یادِ نبی ﷺ ہو کر
گماں بھی دل میں ہوتا ہے بہ اندازِ یقین روشن

وہ رستے ماورائے چشمِ حیرت ہیں جو ہوتے ہیں
بفیضِ اتباعِ رحمت للعالمین روشن

پہنچا تھا خیالِ جنبشِ لب ہائے آقا تک
سماعت میں ہوئیں آیاتِ قرآن میں روشن

سفر کرتی ہے کیا کیا روحِ بینائی کی آنکھوں تک
کہ جب پیشِ نظر ہوتی ہے طیبہ کی زمیں روشن

مدینے سے عجب ہوتا ہے عالم آنے والوں کا
زباں خاموش آنکھیں نم بدن خوشبو جبیں روشن

اجالے رقص کرتے ہیں قمرِ فانوسِ رحمت کے
دیے نعتِ نبی کے جب بھی ہوتے ہیں کہیں روشن



عرش ہاشمی

پھر آج لب پہ جو مدحت حضور ﷺ آپ کی ہے
کرم خدا کا، عنایت حضور ﷺ آپ کی ہے

یہ میری زیت کا حاصل ہے میرے دین کی روح
جو میرے قلب میں الفت حضور ﷺ آپ کی ہے

حضور ﷺ آپ پہ ہے آشکار حال اس کا
کرم، کرم کہ یہ امت حضور ﷺ آپ کی ہے

اطاعت آپ کی ہر لحظہ فرض ہے گویا
یہ زندگی بھی امانت حضور ﷺ آپ کی ہے

گنہہ زیادہ ہیں دامن میں نیکیاں کم ہیں
مگر یہ کم ہے؟ کہ نسبت حضور ﷺ آپ کی ہے

ملائک آتے ہیں صبح و مسامی کو
وہ شان و عظمت و رفعت حضور ﷺ آپ کی ہے

جو ایک بندے کو محبوب اپنے رب کا بنائے
خدا گواہ وہ طاعت حضور ﷺ آپ کی ہے

حضور ﷺ عرش کو بھی حاضری کا اذن ملے
کہ اس کے دل میں بھی چاہت حضور ﷺ آپ کی ہے



سہیل غازی پوری

امی ہو کر بھی
مبہع ہیں، علم و فن کے
شانِ قدرت ہے

محبوبِ داور
اک لمحے میں پہنچے ہیں
عرشِ اعظم پر

لیسین و طہ
ذات احمد ﷺ ہے لوگو
رب کا آئینہ

یہ بھی ہے عظمت
سارے عالم پر پھیلا
دامِ رحمت



محشر بدایوانی

یہی زمیں ہے یہی آسماں مدینے میں
 مگر ہے اور ہی کچھ کیفِ جاں مدینے میں
 فضائے نور میں یہ بے خودی دل شب و روز
 نہ گھر ہی یاد نہ کارِ جہاں مدینے میں
 حرم میں روکا جنھیں سجدہ ریز آنکھوں نے
 ہوئے ہیں کھل کے وہ آنسو رواں مدینے میں
 کبھی ادھر سے بھی شاید حضور ﷺ گزرے ہوں
 رہا یہ دھیان میں گزرا جہاں مدینے میں
 کہیں رکوع و سجود اور کہیں سلام و درود
 کوئی بھی سانس نہیں رائیگاں مدینے میں
 وہی نیازی کے لہجے وہی گداز کے حرف
 ہے عشق ہی کی زباں ہر زباں مدینے میں
 رہ دعا بھی کشادہ در قبول بھی وا
 طلب کی کتنی ہیں آسانیاں مدینے میں
 جو پھر مدینے میں پہنچوں تو میری زیست ہوزیست
 میں دل مدینے میں چھوڑ آیا جاں مدینے میں
 وہی سوال کہ پھر ہو نفس نفس میرا
 حرم میں حمد سرا نعت خواں مدینے میں



حبیبِ جالب

بارگاہِ رسالت مآب میں

نظر نظر تھی محبت ادا ادا تھی شفیق
 چراغِ جادۂ ہستی ترا پیام بنا
 کہاں تھی تیرے یہاں اونچ نیچ کی تفریق
 ہوا نہ ہوگا کوئی تجھ سا خلق یار و خلیق
 تری نظر میں ہے جو ہو رہا ہے آج یہاں
 ستم گروں سے بچا ہم کو بے کسوں کے رفیق
 کہاں تھی تیرے یہاں اونچ نیچ کی تفریق
 شہ و شیوخ ہیں صہیونیت کے دست نگر
 مفادِ ذات ہے ان بے حسوں کے پیش نظر
 انھیں عزیز نہ منشا ترا نہ تیرا طریق
 ہیں گردِ راہ ستارے ملا سبق تجھ سے
 ہوا جہان پہ روشن ثبوت حق تجھ سے
 کہاں تھی تیرے یہاں اونچ نیچ کی تفریق
 خدا نے کی تری سچائیوں کی خود تصدیق
 اٹھائیں فیض صدا تیری رہنمائی سے
 مٹے نجات ہمیں کاسہ گدائی سے

کریں بلند ترا نام ہم کو دے توفیق
 کہاں تھی تیرے یہاں اونچ نیچ کی تفریق



حزین صدیقی

- سوال، عبد کی معبود تک رسائی ہے
 جواب، اور یہ معراج کس نے پائی ہے
 سوال، خاک نشینوں کا عرش پر کیا کام
 جواب، شانِ رسالت کی حد بتائی ہے
 سوال، عالمِ بالا کی سیر اک پل میں
 جواب، صلنِ علی شانِ مصطفائی ہے
 سوال، نورِ مجسم کہ پیکرِ خاکی
 جواب، آئینہٴ حسنِ کبریائی ہے
 سوال، جسمِ مطہر کا سایہ تھا کہ نہیں
 جواب، آپ کے سائے میں کل خدائی ہے
 سوال، بندہ امی کو دو جہاں کی خبر
 جواب، علمِ خداداد انتہائی ہے
 سوال، ایک ہی صورت ہے جانِ صورتِ گر
 جواب، اپنے خط و خال پر بنائی ہے
 سوال، آپ کے دامانِ لطف کی وسعت
 جواب، عرصہ کونین کی سمائی ہے
 سوال، ارضِ مدینہ فلکِ مقام ہے کیوں
 جواب، مسکنِ محبوبِ کبریائی ہے



قمریزدانی

ثنائے خواجہ دوراں مدام کی میں نے
 فرشتے عرش سے آئے سلام شوق لیے
 طلب نہیں ہے زمانے میں سروری کی مجھے
 بجز ثنائے محمد ﷺ سکونِ دل نہ ملا
 مری نظر پہ کھلے باب علم و عرفاں کے
 نگہ بلند ملی ہے اسی لیے مجھ کو
 مقامِ شوق کی راہیں بھی جگمگا اٹھیں
 دل و دماغ کی دنیا مری تھی تیرہ و تار
 نسیم گلشنِ طیبہ کی نزہتوں کے طفیل
 زہے یہ عز و وقارِ گدائے شاہِ رسل ﷺ
 عرب کے چاند کی عالمِ فروز کرنوں سے
 نبی ﷺ کے دامنِ رحمت سے ہو کے وابستہ
 تمام عمر اسی میں گزار دی میں نے
 کبھی جو صحتِ شہ ﷺ دوسرا کہی میں نے
 حبیبِ ﷺ قدس کی کر لی ہے چاکری میں نے
 اسی میں پایا ہے اک کیفِ سرمدی میں نے
 شعورِ نعت میں پائی ہے آگہی میں نے
 کہ طے کیے ہیں مقاماتِ بے خودی میں نے
 نبی ﷺ کے عشق سے پائی ہے روشنی میں نے
 بفیضِ نعتِ مثالی ہے تیرگی میں نے
 گل مراد میں دیکھی ہے تازگی میں نے
 خمیدہ سر یہاں دیکھی ہے خسروی میں نے
 دل و نظر میں سمولی ہے چاندنی میں نے
 بہارِ خلد کی نزہت بھی لوٹ لی میں نے

قمر! یہ فیض ہے مدحِ شہِ دو عالم کا
 کہ روح و قلب میں پائی ہے سرخوشی میں نے



ضبط سہارنپوری

وجہ سکون زندگی حمد خدا نعت نبی
 ہر دم زبان پر ہے مری حمد خدا نعت نبی
 قلب و نظر کی روشنی حمد خدا نعت نبی
 دونوں جہاں کی سرخوشی حمد خدا نعت نبی
 دل میں عقیدہ بھی یہی لب پر وظیفہ بھی یہی
 ہے حاصل صد آگہی حمد خدا نعت نبی
 وہ خالق کون مکاں یہ، ہادیٰ ہر دو جہاں
 گویا ہے روح بندگی حمد خدا نعت نبی
 سارے زمانوں کے لیے سارے ترانوں سے جدا
 ہیں نغمہائے سروری حمد خدا نعت نبی
 حرص و ہوس کی کہکشاں گمراہ کر سکتی نہیں
 افسوں باطل کی نفی حمد خدا نعت نبی
 سرچشمہ فکر و نظر سرمایہ نوع بشر
 ہے مظہر سرخودی حمد خدا نعت نبی
 ہے اس وظیفے میں نہاں ہر عقدہ و مشکل کا حل
 دل سے پڑھے گر فلسفی حمد خدا نعت نبی
 وہ ذات رب العالمین یہ رحمت للعالمین
 ہے ضبط کا مذہب یہی حمد خدا نعت نبی



سرشار صدیقی

چشمِ باریاب

آنکھیں کھلی ہونا تو کوئی شرط نہیں
اکثر ان خود ہیں آنکھوں سے
وہ منظر بھی نظر نہیں آتے
جو نزدیک بھی ہوں واضح بھی
یوں بھی، ان بینا آنکھوں کی
حد نظر مجبوری ہے
فاصلوں کے معیار جدا ہیں
قرب بھی اکثر دوری ہے
روشن آنکھیں دیکھ سکیں
جس منظر جس پس منظر کو
ان کا بھی روشن ہونا
از روئے دید ضروری ہے
یہ آنکھیں جو میری پیشانی
میرے رخساروں کے مابین

مرے چہرے پر سچی ہیں
ان آنکھوں سے
میرے دل کی نا دیدہ آنکھیں اچھی ہیں
جب بھی مجھے دیدار کی حسرت تڑپاتی ہے
اپنی ظاہری آنکھیں موند کے
پلکیں اوڑھ کے
گیان اور دھیان کی
جانی پہچانی راہوں سے
جذب دروں کی انگلی تھامے
وادی شوق پہنچ جاتا ہوں
اور اپنے سرکار کا روضہ دیکھ آتا ہوں



ریاضِ حسین چودھری

ہوائے شہرِ مدینہ گلاب لائی ہے

بہت اداس تھا منظرِ مرے درتچے کا
 نہ موتیے کی کلی تھی نہ چاندنی کا شباب
 نہ زندگی کی رفق آتی جاتی سانسوں میں
 بجھی بجھی سی تھیں آنکھیں غبارِ آلودہ
 جھکی جھکی سی تھیں آنگن میں شب کی رعنائی
 کفن بدوش ہواؤں کے ماتمی لشکر
 چراغ، راہنڈر کے بجھانے آئے تھے
 اور لوحِ جان پہ بہت سانچے رقم کرنے
 دعا کے ہاتھ میں ٹوٹی ہوئی طنائیں تھیں
 یقیں کے سارے اثاثوں پہ راکھ خیموں کی
 مری شکست کے عنوان نئے نئے لکھ کر
 عجیب نقش بناتی رہی ہے پہروں تک
 کتابِ دل کے ورق پر گمان ہوتا تھا
 ازل سے جیسے حکومت ہے مرگِ پیہم کی

بدن کے بند گلابوں کی ادھ کھلی آنکھیں
 فشارِ ذات کے جنگل کی داستاں کہہ کر
 حصارِ موسم دار و رسن میں بند ہوئیں
 وجودِ غم کی جلی آنکھ میں نہی کب سے
 حروفِ درد کی تخلیق کے عمل میں تھی
 سیہ لباس میں لپٹی ہوئی عروسِ غزل
 ابھی جنازے اٹھائے ہوئے تھی کندھوں پر
 غبارِ خوف میں بچوں کی مسکراہٹ تھی
 لہو سے سرخ تھے مقتل کے بام و در سارے
 نگہ کے سامنے پھر کربلا کا منظر تھا
 یہ کیا کہ قفل پکھلنے لگے ہیں مقتل کے
 نفاذِ عدل کا چرچا گلی گلی میں ہے
 وجودِ بانٹا پھرتا ہے لشکرِ خورشید
 صداقتوں کے علم اب کھلے کھلے کہ کھلے
 یہ کیا کہ سارے افقِ روشنی میں ڈوب گئے
 یہ کیا کہ تشنہ لبوں پر رواں ہوئے چشمے
 گرفتِ شب سے رہائی کا شور اٹھا ہے
 نئے دنوں کی بشارت طلوع ہوتی ہے
 دعا کے ہاتھ میں شاخِ اثر کا پرچم ہے

چمن سے موسم دارو رسن ہوا رخصت
 قدم قدم پہ چراغوں کا ایک میلہ ہے
 روائے شب کا تسلسل بکھرنے والا ہے
 یہ آبِ خوف کا دریا اترنے والا ہے
 رضا و صبر کا موسم گذرنے والا ہے
 گمان و وہم کے سرکش پجاریوں کے ہجوم
 ہوا کی زرد چیزیا میں منہ چھپاتے ہیں
 عجیب کیفِ مسلسل کا ایک عالم ہے
 یہ کون زخم سے جا رہا ہے جسموں کے
 اتر رہا ہے منڈیروں پہ رتجکوں کا خمار
 لپٹ رہی ہیں مرے بام و در سے خوشبوئیں
 ہوائے شہرِ مدینہ گلاب لائی ہے
 خزاں رسیدہ چمن میں بہار آئی ہے



انور شعور

وہ آدمی بھی نگاہِ فلک نے دیکھے ہیں
جو دشمنوں کو دعاؤں میں یاد کرتے ہیں
جو انتظام کے بدلے معاف کرتے تھے
جو رنگ و نسل و زباں سے بلند و بالا تھے
زمانے بھر کے لیے صبح کا اجالا تھے
وہ آدمی بھی نگاہِ فلک نے دیکھے ہیں
جو اس زمین کو چند ایک کی زمین نہیں
ہوا و روشنی و نکبت و نمی کی طرح
تمام آدمیوں کی زمین کہتے تھے
کسی محل میں نہیں، جھونپڑی میں رہتے تھے
پسینہ جن کی نظر میں تھا عطر سے افضل
دکھائی دیتے تھے جن کے لباس میں پیوند
جنہیں قبولِ بشر کی بڑائی کا معیار
منال و مال نہیں، علم و صدق و تقویٰ تھا
وہ جن کا قول بھی سچا عمل بھی سچا تھا
سروں کی بھیڑ میں انسان ڈھونڈنے والو
جمالیات کے ایوان ڈھونڈنے والو
نگاہ کھول کے دیکھو، جمال سامنے ہے
محمد ﷺ عربی کی مثال سامنے ہے



غالب عرفان

زمین کے وصف میں ہے منکشف حیات میں ہے
نبی ﷺ کی روشنی جو وقت کی صفات میں ہے

تلاش کر لیا تحقیق کرنے والوں نے
صدی صدی کی صدا ان کی بات بات میں ہے

ازل کی صبح سے شام ابد کے رخ پہ رواں
محبوبوں کا سفر آپؐ ہی کی ذات میں ہے

میں دیکھتا ہوں اسی نکتہ نظر کے طفیل
یہ پھیلتا ہوا منظر جو کائنات میں ہے

مرا وجود مری زندگی کے شام و سحر
بس ایک سلسلہ چشم التفات میں ہے

ابھر رہی ہے جو عرفان کی نوا بن کر
یہ گونج آپ کے قدموں کی شش جہات میں ہے



نثارِ تراپی

یہ کس نے چاند اچھالا، کہ تو ملا ہے ہمیں
 ہوا نصیب اجالا، کہ تو ملا ہے ہمیں
 کھلا ہے بابِ مدینہ یقین کی صورت میں
 درگماں پہ ہے تالا، کہ تو ملا ہے ہمیں
 بچھی ہے رحمتِ عالم ترے ہی صدقے میں
 بنا ہے نور کا ہالہ، کہ تو ملا ہے ہمیں
 بنے ہیں چاند ستارے تری تمنا میں
 سچی ہے محفلِ لالہ، کہ تو ملا ہے ہمیں
 یہ عرش و فرش ازل تا ابد پروئیں گے
 ترے ہی نام کی مالا، کہ تو ملا ہے ہمیں
 ہماری سوچ ہے سدرہ مقام سے آگے
 ہمارا بخت بھی بالا، کہ تو ملا ہے ہمیں
 بروزِ حشر شفاعت کو کون آئے گا
 یہ خوفِ دل سے نکالا، کہ تو ملا ہے ہمیں
 دلوں میں تیری طلب کی صدا سلامت ہو
 ثناء لبوں پہ ہو شالا، کہ تو ملا ہے ہمیں
 یہی نثارِ تراپی ہے زندگی، اپنی
 یہی ہے اپنا حوالہ، کہ تو ملا ہے ہمیں



بیدل لکھنوی وارثی

بلائیں گے طیبہ اگر شاہِ بطحا
 تو قربان ہوگا جگر شاہِ بطحا
 محبت میں بارِ جدائی گراں ہے
 نہ جذبہ ہو یہ در بدر شاہِ بطحا
 در مصطفیٰ پہ بصد ناز پہنچیں
 تمنا اگر آئے برشاہِ بطحا
 تو سمجھیں گے ہم بھی نوازے گئے ہیں
 مہم کاش اپنی، ہو سر شاہِ بطحا
 ہمیں روزِ محشر کی کیا فکر ہوگی
 وسیلہ ہے جب معتبر شاہِ بطحا
 مدینے بلا کے غلامی میں لے لیں
 ہو تھوڑی سی سب پہ نظر شاہِ بطحا
 ہوا جب سے ہر لب پہ ذکرِ محمد ﷺ
 دعا میں ہے کتنا اثر شاہِ بطحا
 سبھی حاضری کو چلے جا رہے ہیں
 کھلے اپنی قسمت کا در شاہِ بطحا
 جو بیدل ہیں ان کو بھی جنت ملے گی
 ہیں مشہور خیر البشر شاہِ بطحا



صفر صدیقی رضی

وہ عقیدوں کا تقاضا وہی ایمانوں کا
جس نے رخ پھیر دیا کعبے کو بتخانوں کا

سرکشیدہ ہوں فرشتوں میں اسی کے دم سے
ایک ہی شخص جو پندار ہے انسانوں کا

اس کی سچائی کے انوار ازل تا بہ ابد
اس کے کردار پہ سایا نہیں افسانوں کا

وہ جنہیں نقشِ کفِ پا کی سعادت بخشے
خاک بردار ہوں میں ایسے بیابانوں کا

سید عالم ادراکِ سفیرِ افلاک
ادھر اک گام کہ یہ قریہ ہے نادانوں کا

اس کی توصیف کی میں تاب نہیں لا سکتا
میں ثناء خواں ہوں رضی اس کے ثناء خوانوں کا



امتیازِ ساغر

زندگی، بندگی، روشنی ان سے ہے کس کا ان کے کرم پہ گزارا نہیں
دامنِ مصطفیٰ میں اماں ڈھونڈ لے جس کا دنیا میں کوئی سہارا نہیں

آپ ﷺ ہیں آپ ﷺ اے سرورِ دو جہاں، مونسِ بیسیاں ہادیِ گمراہاں
جس سے وابستہ تقدیر امت کی ہے آسماں کا وہ کوئی ستارہ نہیں

ہے کسی کا گلہ در بدر کس لیے ہیں محمد ﷺ دو عالم میں جن کے لیے
ان کو آواز دے ان سے عفریاد کر ان سے بہتر تو کوئی سہارا نہیں

ڈوب کر جن سے سورج ہو پیدا ہوا، جن سے منسوب ہے شانِ شق القمر
کون مانے گا اے سرورِ دو جہاں، وہ اشارہ خدا کا اشارہ نہیں

آپ کی یاد ایمان کی زندگی، آپ کا درد عرفاں کی تابندگی
زندگی کا مزا اس کو حاصل ہو کیا آپ کے عشق نے جس کو مارا نہیں

آپ ہی کی توجہ کا احسان ہے ورنہ ساغر کہاں اور سکینت کہاں
شورشوں نے اسے خوب گھیرا مگر یہ غمِ زندگانی سے ہارا نہیں



زین صدیقی

آمد سرکار ﷺ

شبِ غم میں نور سحر بن کے آئے
 دعاؤں میں حسنِ اثر بن کے آئے
 اندھیروں میں تاباں قمر بن کے آئے
 وہی روشنی کا سفر بن کے آئے
 محمد ﷺ نسیم سحر بن کے آئے

ملا عاصیوں کو شفاعت کا مژدہ
 سبھی غم کے ماروں کو راحت کا مژدہ
 اندھیروں کو مہر رسالت کا مژدہ
 نبی ﷺ خیر خواہِ بشر بن کے آئے
 محمد ﷺ نسیم سحر بن کے آئے

اندھیرا جہاں بھر میں خوار و زبوں ہے
 ضلالت کا بت ہر جگہ سرنگوں ہے
 زمانے کا دل بھی بہت پڑ سکوں ہے
 اجالوں کے پیغامِ بر بن کے آئے
 محمد ﷺ نسیم سحر بن کے آئے

جو روشن ہوا مہرِ ختمِ نبوت
 بشر کو ملی راحتوں کی بشارت
 اک عالم میں پھیلی شمیمِ رسالت
 کہ وہ بوئے گل کائے ترن کے آئے
 محمد ﷺ نسیم سحر بن کے آئے



شاہنواز مرزا نواز

مرے سر کو در وہ نصیب ہے جہاں رحمتوں کا نزول ہے
مری چشمِ نم پر کرم ہوا یہ عطائے حبِ رسول ہے

مری زندگی، مری بندگی اسی کیفیت سے ہے بہرہ ور
مرے لب پہ ذکرِ رسول ہے مرے دل میں یادِ رسول ہے

مرے ہمدمو، مرے ساتھیو مجھے ساتھ لے کے وہاں چلو
جہاں ٹھوکروں میں ہیں منزلیں جہاں سنگ بھی ہے تو پھول ہے

میں فقط انھیں سے طلب کروں وہ طلب سے بڑھ کے عطا کریں
وہ مرے مزاج کی بات ہے یہ سخی کے در کا اصول ہے

میں مانگنا تو خدا سے ہے مگر اس کرم پہ رہے نظر
جو شروع نامِ نبی سے ہو وہ دعا خدا کو قبول ہے

مہ و مہر میں ہے جو روشنی یہ ان ہی کے فیض کا ہے اثر
بر چرخ ہے جو یہ کہکشاں یہ انھی کے قدموں کی دھول ہے

یہ کرم ہے ان کا غلام پر یہ نوازشیں ہیں نواز پر
مری عاجزی کی زبان کا انھیں حرفِ حرف قبول ہے



رئیسِ وارثی

کوئی بھی کام مسلسل نہیں ہونے پاتا
ذکرِ سرکار ﷺ معطل نہیں ہونے پاتا

محفلِ کون و مکان میں ہے، ازل سے جاری
تذکرہ ان کا مکمل نہیں ہونے پاتا

نام نامی کی حلاوت کہ اسیرِ فرقت
عرصہ ہجر میں بیکل نہیں ہونے پاتا

جب درودوں کے جلو میں ہو دعا گرمِ سفر
بابِ ایجاب مقفل نہیں ہونے پاتا

ظلمتِ شب تو بڑی بات ہے طیبہ میں کبھی
سرمئی، رات کا آنچل نہیں ہونے پاتا

عشقِ سرکار ﷺ دو عالم کی حرارت کے بغیر
آئینہ قلب کا صیقل نہیں ہونے پاتا

بزمِ کونین میں سرکار ﷺ نہ آتے تو رئیس
عقدہ دشوار کوئی حل نہیں ہونے پاتا



صبحِ رحمانی

زباں سے نکلا جو صلِ علیٰ مواجہ پر
چراغ بن گئے حرف و نوا مواجہ پر

دروہ پڑھتی ہوئی ساعتوں کے جھرمٹ میں
سلام پڑھتا ہوا میں بھی تھا مواجہ پر

حضورِ حرفِ شفاعت کی بھیک دے دیجیے
ہر ایک اشک میں تھی یہ صدا مواجہ پر

خدا کرے مجھے عمرِ دوام مل جائے
خدا کرے ہو مرا خاتمہ مواجہ پر

صبحِ مجھ کو حضوری کی مل گئی معراج
طلب کروں تو کروں اور کیا مواجہ پر



مولانا حامد حسن قادری

رباعیات

ہے نعت کا شوق گو سخن داں تو نہیں
ہاں شکر ہے اور کوئی ارماں تو نہیں
جنت صلہ نعت میں دیتے ہیں مجھے
یہ جنس عزیز اتنی ارزاں تو نہیں

کیا بحر کرم حضور ﷺ کا سینہ ہے
دل رافت و مرحمت کا گنجینہ ہے
انوار خدا لو اس کے اندر
قامت نہیں قد آدم آئینہ ہے

دنیا میں رسول اور بھی لاکھ سہی
زیبا ہے مگر حضور کو تاج شہی
ہے خاتمہ حسن عناصر ان ﷺ پر
ہیں مصرع آخر اس رباعی کی وہ

روشن مجھے اب تیرہ شمی کرنے دے
 رنجور ہوں درماں طلبی کرنے دے
 ہٹ چشم تصور سے الگ اے دنیا
 دیدارِ رسولِ عربی ﷺ کرنے دے

ہاتھ آئے نجات کی یہ تدبیر مجھے
 پہنچائے درِ نبی ﷺ پہ تقدیر مجھے
 اکسیر کی قدر ہو، نظر میں کیا جب
 خاکِ درِ مصطفیٰ ہے اکسیر مجھے

کامل ہے جہاں میں دین بے شک تیرا
 کیوں بول نہ بالا ہو ابد تک تیرا
 سر پر ہے ترے تاج "الم نشرح" کا
 طرہ ہے "رفعنا لک ذکرک" تیرا



حفیظ تائب

ہر فصل میں پایا گلِ صحرا تروتازہ
 جب دیکھا لگا گنبدِ خضرا تروتازہ
 رہتا ہے شب و روز ہر اک منظرِ طیبہ
 آراستہ، پیراستہ، اجلا، تروتازہ
 اندازِ حیات ان کا ہے قرآن سراپا
 ہر آن ہے وہ جلوۂ زیبا تروتازہ
 انوارِ بداماں ہے بہر لحظہ وہ اسوہ
 وہ قامتِ رعنا ہے ہمیشہ تروتازہ
 مفہوم کی خوشبو سے وہ مہکا ہوا ہر لفظ
 ہے آج بھی ان کا لب و لہجہ تروتازہ
 ہو جس کی اساس ان کی ولا ان کا تعلق
 ہر دور میں رہتا ہے وہ جذبہ تروتازہ
 میں لاکھ گرفتہ دل و آشفٹہ نظر ہوں
 رہتی ہے مگر ان کی تمنا تروتازہ
 ہونٹوں پہ حدی نعت کی ہے منزلِ شب میں
 یوں رکھتا ہوں سامانِ سحر کا تروتازہ
 موسم کی تمازت سے ہراساں نہیں تائب
 سایے میں ہوں رحمت کے شگفتہ تروتازہ



شاعر لکھنوی

بیٹھا ہوں کچھ اس طرح سرِ کوئے محمد ﷺ
دل عرش پہ ہے اور نظر سوئے محمد ﷺ

یہ دل کی فضا کیا ہے مہکتے ہیں دو عالم
کھل جاتے ہیں جب دوش پہ گیسوئے محمد ﷺ

رکھے ہیں اسی طاق پہ دل ارض و سما کے
اللہ رے طاقِ خمِ ابروئے محمد ﷺ

مصروفِ جدھر نعت میں ہوتی ہیں زبانیں
آتی ہے اسی سمت سے خوشبوئے محمد ﷺ

ہے سرو بھی گلشن میں سلامی کے لیے ختم
کیا چیز ہے ذکرِ قدِ دل جوئے محمد ﷺ

اک عمر سے دل میں یہی ارماں ہے کہ شاعر
میں نکھتِ گل بن کے چلوں سوئے محمد ﷺ



راغب مراد آبادی

نعتِ محمد ﷺ عربی جب شروع ہو
لب پر درود بھی بہ خشوع و خضوع ہو

بے روح ہے بغیر حضوری کے زندگی
مثلِ حضورِ محوِ سجود رکوع ہو

محشر میں بھی نہ ہوگا اجالا، یقین ہے
جب تک نہ آفتابِ شفاعت طلوع ہو

دو گز زمیں مجھے کسی ایسی جگہ ملے
نزدِ مدینہ جس کا محلِ وقوع ہو

مانگوں میں صرف حبِ رسولِ انام ﷺ ہی
میری دعا قبول جو رب سموع ہو

فاتے ہیں اور شکم پہ ہے پتھر بندھا ہوا
صبرِ جمیل ایسا کہ درمانِ جوع ہو

راغبِ خدا گواہ وہ کافر ہے سر بسر
بعدِ حضور ﷺ جو بھی نبیِ شموع ہو



فضا ابن فیضی

یہ علوِ فکر، یہ معیارِ تہذیبِ ام
تیرے دم سے، کاروبارِ ارتقا سرسبز ہے

تجھ پہ جو پتھر اچھالا تھا، ستم کے ہاتھ نے
اب، اسی پتھر پہ پھولوں کی دعا سرسبز ہے

پندرہ سو سال سے، میں بھی اسی منزل میں ہوں
تیرے قدموں کے سبب، جو راستہ سرسبز ہے

تو، مرے فن کی نمو، میرے ہنر کی تازگی
تجھ سے، میرا شعلہٴ حرف و نوا سرسبز ہے

قرأتِ جبریل، کا آہنگ ہے بین السطور
موجہٴ معنی ہے، لفظوں کی قبا سرسبز ہے

مطمئن ہوں میں، خزانِ دیدہ بدن رکھتے ہوئے
تیری نسبت سے، بساطِ دعا سرسبز ہے



حکیم محمود احمد برکاتی

یہ آلودہ دامن، یہ آنکھوں کا ساون، یہ قلبِ تپاں کی لگاتار دھڑکن
مرے ہم وطن بھی یہی تھے، یہی ہیں مرے ہم سفرائے خدائے محمد ﷺ!

میں احرام بردوش و سودا بسرا یک نازک دورا ہے پہ حیراں کھڑا ہوں
یہ مکے کا رستہ، یہ طیبہ کا رستہ، میں جاؤں کدہراے خدائے محمد ﷺ!

یہ کعبہ، یہ روضہ رہیں اب مرے سامنے عمر بھراے خدائے محمد ﷺ!
جدائی کی بے درد صدیاں نہ آئیں کبھی لوٹ کر اے خدائے محمد ﷺ!

دکھایا ہے بندہ نوازی سے تو نے جو یہ اپنا در اے خدائے محمد ﷺ!
تو ہی اب دعاؤں کو بھی مرحمت کر قبول و اثر اے خدائے محمد ﷺ!

یہ کعبہ نہ زمزم یہ صحنِ حرم یہ مطاف و مقام و درو بام و مسعی
مجھے تو ہر اک چیز دیکھی ہوئی آ رہی ہے نظر اے خدائے محمد ﷺ!

مجھے تو مدینے کی گلیوں میں آ کر وہ راحت و فرحت وہ ٹھنڈک ملی ہے
کوئی آگیا جیسے پردیس سے لوٹ کر اپنے گہراے خدائے محمد ﷺ!

بشر آج تک تو نے ایسا نہ پیدا کیا ہے نہ آئندہ پیدا کرے گا
عقیدہ مرا بھی یہی ہے بشر ہے وہ خیر البشر اے خدائے محمد ﷺ!



سید محمد ابوالخیر کشفی

ہنگامِ نمود

وقت کی آنکھ

موسفر تھی

مسلسل..... جلوہ بعدِ جلوہ

اور پھر یہ آنکھ اُس پر رُک گئی

جو آئینہ حسنِ یقین تھا

جس نے دنیا میں اپنی آمد سے پہلے

اپنے نغمے سے

انبیاء نے جس سے

میثاقِ وفا باندھا

آدم کی تکریم

فرشتوں کا سجدہ

خاکِ دانِ تیرہ کے انتشار میں زندگی کی نمود

زندگی کے مرحلے

ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف

کہکشاں میں

سیارے

یہ سب خیرِ مقدمی مراحل تھے

اور پھر

”برخیز کہ آدم را ہنگامِ نمود آمد“

اسی ہنگامِ نمود کو

یومِ میلادِ محمد ﷺ کہتے ہیں



انجمِ رومانی

افتقِ دل سے پرے، حد سفر سے آگے کون پہنچا ہے مقاماتِ سفر سے آگے
 اک سفر اور بھی ہے پائے سفر سے آزاد اک مقام اور بھی ہے کوئے خبر سے آگے
 کس کی آواز تھی اے اہلِ جہاں! اور بھی ہے اک جہاں سلسلہٴ شام و سحر سے آگے
 کس کا اعجاز ہے یہ، ریت کے مردہ ذرے آن کی آن میں تھے شمس و قمر سے آگے
 ہوا جولاں گہ صد ولولہٴ تازہ وہ دشت قافلےٴ غم کے گزرتے تھے جدھر سے آگے
 تازیانہ ہوا ہمت کو وہاں خوفِ خدا دم نکلتا تھا جہاں غیر کے ڈر سے آگے
 دشت و دریا میں ہوئے قافلہٴ سالار وہ لوگ ہول آتا تھا جنھیں اپنے ہی گھر سے آگے
 ایک دنیا کے دلوں پر ہوا قبضہ ان کا جو نہٹ سکتے نہ تھے اپنے ہی سر سے آگے
 دم زدن میں ہوئے تہذیب و تمدن کے نقیب جو شناسا نہ تھے خود عیب و ہنر سے آگے
 نہ رہا دہر میں کوئی بھی مقابل ان کا گر چکے تھے جو زمانے کی نظر سے آگے
 ان پہ کھلتے ہیں درِ رحمتِ باری کیا کیا جن کے آگے نہیں درِ آپ کے در سے آگے

دل کے انداز ہی کچھ اور ہیں اب کے انجم
 ورنہ اس دشت پہ بادل کئی برس سے آگے



بیکل اتساہی

قدرت کا دف

وہ مسجدوں سے ازاں کی صدا بلاتی ہے
 اٹھو! سحر کی کرن غافلو! جگاتی ہے
 پڑھو کہ آیت قرآن کیا بتاتی ہے
 خدا کو بھی مرے آقا ﷺ کی یاد بھاتی ہے

سحر نے اپنی شعاعوں سے نور برسایا
 وہ آفتاب نے پرچم سنہرا لہرایا
 شفق نے لال دوپٹے کو اور پھیلا یا
 ہر ایک شے کے تعاقب میں پڑ گیا سایا
 وہ شمع حسن کی محفل میں ٹٹماتی ہے
 مجھے تو شاہِ مدینہ کی یاد آتی ہے

وہ پھول کھل کے مہکنے لگے بہازوں میں
 چراغِ شام فروزاں ہیں رہگزاروں میں
 وہ روح مست ہوئی جاتی ہے نظاروں میں
 وہ جلوے لیتے ہیں انگڑائیاں ستاروں میں
 تجلی محفلِ انجم میں مسکراتی ہے
 مجھے تو شاہِ مدینہ کی یاد آتی ہے

ہوا وہ کھیت میں پودوں سے پیار کرتی ہے
 قمر سے آنکھیں چکوری وہ چار کرتی ہے
 وہ چھیڑ چھاڑ گلوں سے بہار کرتی ہے
 فضا میں وقت کی گھڑیاں شمار کرتی ہے
 صدا چپے کی الفت کا رس پلاتی ہے
 مجھے تو شاہِ مدینہ کی یاد آتی ہے

وہ آسمان پہ تاروں کا جگمگانا ہے وہ گلستاں میں بھی کلیوں کا مسکرانا ہے
 وہ سبز سبز درختوں کا لہلہانا ہے وہ ٹہنیوں پہ پرندوں کا چہچہانا ہے
 نسیم صبح ہر ایک راہ گنگناتی ہے
 مجھے تو شاہِ مدینہ کی یاد آتی ہے

وہ دیکھ موجیں بغل گیر ہیں کناروں سے وہ ناؤ بہتی چلی جاتی ہے سہاروں سے
 وہ جھینگرؤں کی صدا آتی ہے مزاروں سے وہ جگنوؤں کی چمک بن گئی شراروں سے
 خموش رات وہ قدرت کا دف بجاتی ہے
 مجھے تو شاہِ مدینہ کی یاد آتی ہے

صبا کا جھونکا وہ غنچوں کو گد گداتا ہے خیال ان کا دل و جسم کو جگاتا ہے
 نقاب شب کو رخ صبح سے ہٹاتا ہے وہ مست بھونرا کہ بیکل ہے گنگناتا ہے
 چمن میں اوس وہ پھولوں کا منہ دھلاتی ہے
 مجھے تو شاہِ مدینہ کی یاد آتی ہے



قصیر الجعفری

مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کا دارالقیام

کہ اک چراغ بھی سورج کا استعارا ہوا
انہیں کے گھر پہ پہنچ کر ٹھہر گیا ناقہ
اسی مکان کو بیت الرسول ﷺ ہونا تھا
ملائکہ کی گزر گاہ بن گئے درو بام
اسی کی خاک کو اک دن گلاب ہونا تھا
وہ مرچکے تھے مگر خواب انتظار میں تھے
نظر میں اپنے صحیفوں کی آبروتھی بہت
کہ انتظار تھا اک ایسے آنے والے کا
مدینہ آئے گا نام اس کا مصطفیٰ ﷺ ہوگا
جھکیں گے دونوں جہاں اس کے آستانے پر
مگر کریں گے نہ مشرک کبھی قبول اسے
وہ عمر بھر کو مدینہ بسائے گا اک دن
یہ دردِ عشق تھا جس نے مکاں بنایا تھا
اسی خیال میں الجھا رہا دماغ ان کا
وہ نورِ ذات نہ اس کائنات میں آیا
خیال موت کا جب ان کے دل میں آنے لگا
مدینے والوں کو شاہد بنا کے چھوڑ گئے
کہ انتظار میں تھے جو نبی کے آنے کے
تھا جو امین وصیت پہ خاندان تھا وہ
طلوع ہونا تھا اک آفتاب صدیوں میں

بلند حضرت ایوب کا ستارا ہوا
گلی گلی نظر انداز کر گیا ناقہ
اسی زمین کی دعا کو قبول ہونا تھا
یہی مکان بنا مرکزِ درود و سلام
اسی زمین کو تعبیرِ خواب ہونا تھا
کسی بزرگ کے ارمان اس دیار میں تھے
انہیں حضور کی بعثت کی آرزوتھی بہت
یقین تھا انہیں توریت کے حوالے کا
جو آسمانی بشارت کا آئینہ ہو گا
اٹھے گا یوں کہ وہ چھا جائے گا زمانے پر
کہیں گے اہل جہاں آخری رسول اسے
نکل کر اپنے وطن سے وہ آئے گا اک دن
اسی بزرگ نے اک آستاں بنایا تھا
اسی امید پہ روشن رہا چراغ ان کا
مگر یہ لمحہ نہ ان کی حیات میں آیا
چراغ ان کا ہواؤں میں جھلملانے لگا
تو اک وصیت آخر لکھا کے چھوڑ گئے
انہیں میں تھے کوئی ایوب کے گھرانے کے
نبی کے نام بہہ تھا یہی مکان تھا وہ
نصیب ہونی تھی تعبیرِ خواب صدیوں میں

مدینہ نام جو میثرب کا ہے، یہیں سے ہوا
 مدینہ نور کی اک بار گاہ ٹھہرا ہے
 یہاں کی ریت درِ شا ہوار لگتی ہے
 یہاں زمین کی دھڑکن سنائی دیتی ہے
 ازل کا نور یہاں آشکار ہوتا ہے
 یہاں سکوت برستا ہے راگنی کی طرح
 کہ آسمان زمیں کو سلام کرتا ہے
 ہوائیں ہوتی ہیں زلفِ رسولؐ کی خوشبو
 چراغ بن کے یہاں کہکشاں سے آتے ہیں
 یہ ایک سکہ زر، کاسہ حیات میں ہے
 یہاں خدا بھی اذانوں کا انتظار کرے
 اس آئینے نے بہت ماہ و سال دیکھے ہیں
 نہ جانے کتنے زمانے گزر گئے لیکن
 دل و نگاہ پہ فیضِ رسولؐ جاری ہے
 یہیں سے ہو کے ابد کی لکیر جاتی ہے
 یہ شمعِ نور، امانت یہیں کی خاک کی ہے
 خدا کے بعد نبیؐ ہیں پھر اور کوئی نہیں
 قلم کو چوم لیا جائے، چپ رہا جائے

فروغِ نور رسالت اسی زمیں سے ہوا
 مدینہ شہر رسالت پناہ ٹھہرا ہے
 یہاں سموم بھی، بادِ بہار لگتی ہے
 یہاں چٹان بھی ریشم دکھائی دیتی ہے
 یہاں کی شام پہ سورج نثار ہوتا ہے
 یہاں کی دھوپ بھی لگتی ہے چاندنی کی طرح
 یہاں کجھور کی شاخوں پہ چاند اترتا ہے
 یہاں پہاڑوں سے آتی ہے پھول کی خوشبو
 فرشتے اڑ کے یہاں آسمان سے آتے ہیں
 مدینہ دل کی طرح جسم کائنات میں ہے
 مدینہ اپنی مساجد کا کیا شمار کرے
 زمیں نے کتنے عروج و زوال دیکھے ہیں
 چڑھے ہوئے کئی دریا اتر گئے لیکن
 سماعتوں میں اذانِ بلاطِ طاری ہے
 صدائے غیب چٹانوں کو چیر جاتی ہے
 مدینہ آخری منزل رسولؐ پاک کی ہے
 یہ اعترافِ حقیقت ہے شعر گوئی نہیں
 اب اس کے بعد، قصیدے میں کیا کہا جائے



ڈاکٹر انور سدید

اے شہنشاہِ حرم، سیدِ مکی مدنی
 معدنِ جووہ کرم سیدِ مکی مدنی
 آپ کے شہر میں ہے آج مرا آخری دن
 دل ہے مغلوب بہ غم سیدِ مکی مدنی
 پیشِ خدمت ہوں کہ میں آپ سے رخصت لے لوں
 آپ ہی تو ہیں خاصانِ رسل، شاہِ بشر
 کر لوں اک نعتِ رقم سیدِ مکی مدنی
 آپ سا محسن وہ شافع نہ زمانے میں کوئی
 اور گنہگار ہیں ہم سیدِ مکی مدنی
 آپ کے آخری خطبے سے ہوا ہے قائم
 ہم طلبِ گارِ کرم سیدِ مکی مدنی
 ہوں گنہگارِ شفاعت کی نظر مانگتا ہوں
 ابنِ آدم کا بھرم سیدِ مکی مدنی
 آپ ﷺ کے فیض سے دھل جائے مرا کاسہِ دل
 کیجیے چشمِ کرم سیدِ مکی مدنی
 دل ہے آلودہ سم سیدِ مکی مدنی
 عرضِ انور ہے اسے آپ ﷺ عنایت کیجیے
 دردِ دل جو نہ ہو کم سیدِ مکی مدنی



عالم تاب تشنہ

آئینہ آئینہ عکسِ نورِ خدا اور محمد ﷺ
روشنی کا ازل سے ہے اک سلسلہ اور محمد ﷺ

عرش منزل سفر، ماورا فکر و ادراک سے بھی
زیرِ پائے سفر سدرۃ المنتہا اور محمد ﷺ

مہرِ تصدیق منشورِ انسانیت پر ابد تک
عرش کی گفتگو درمیانِ خدا اور محمد ﷺ

اے خدا میری اُمت کو روزِ جزا بخش دینا
تھی لبوں پر یہ اک مسلسل دعا اور محمد ﷺ

آپ کے در کی آقا ﷺ غلامی ہے میری سلامی
ورنہ اے دل کہاں تشنہ بے نوا اور محمد ﷺ



عسِ مسلم

بھروں جھولی درِ خیرالبشر ﷺ سے
حکم سے فہم سے علم و ہنر سے

اڑا کر لے چلے طیبہ کی جانب
یہی ارماں ہے، اپنی مشیت پر سے

لٹاؤں گوہرِ اشکِ ندامت
مجھے نسبت ہے ان کے سنگِ در سے

اندھیرے چھٹ گئے پھیلا اجالا
دلوں کے در کھلے لطفِ نظر سے

وہ اک لمحہ جو ان کے در پہ گزرا
مرا حاصل ہے مسلمِ عمر بھر سے



جمالِ پانی پتی

آپ ہی ابتدا آپ ہی انتہا، یا نبی ﷺ یا نبی ﷺ
آپ ہی نقطہ اور آپ ہی دائرہ، یا نبی ﷺ یا نبی ﷺ

جس کی آغوش میں وسعتِ دو جہاں ازکراں تا کراں
آپ ہیں در حقیقت وہی دائرہ، یا نبی ﷺ یا نبی ﷺ

حرف کے ظرف میں اتنی وسعت کہاں، اتنی طاقت کہاں
کر سکے جو بیاں تیرے اوصاف کا، یا نبی ﷺ یا نبی ﷺ

آپ سے دُور ہوں، غم کے گھیرے میں ہوں اور اندھیرے میں ہوں
اپنی ضو بھیج اے نیرِ حق نما، یا نبی ﷺ یا نبی ﷺ

میری ناداریوں کی نہیں کوئی حد، یا نبی ﷺ المدد
میں طلب ہی طلب تو عطا ہی عطا، یا نبی ﷺ یا نبی ﷺ

ختم ہوتی نہیں راہ کی مشکلیں، سخت ہیں منزلیں
جز ترے کون ہو اور مشکل کشا، یا نبی ﷺ یا نبی ﷺ

اب جو اذنِ حضوری مجھے بھی ملے غنچہٴ دل کھلے
آرزو کچھ نہیں اور اس کے سوا، یا نبی ﷺ یا نبی ﷺ



سحر انصاری

آسان ہو کچھ منزلِ عرفانِ محمد ﷺ
مل جائے اگر گوشہِ دامنِ محمد ﷺ

بخشی دل انساں کو مئے حرمتِ انساں
اللہ رے اللہ رے احسانِ محمد ﷺ

کیوں چھائے کسی قریہ ہستی پہ اندھیرا
ہو جلوہ فلکن جب رخ تابانِ محمد ﷺ

اے جان طلب! تو نے کبھی غور کیا ہے
جو کچھ بھی رہا ہے سرو سامانِ محمد ﷺ

ہم دولتِ کونین کو ٹھکراتے رہے ہیں
ہم روزِ ازل سے ہیں غلامانِ محمد ﷺ

اللہ کے بندوں کو ستانا نہیں اچھا
ہے نقشِ مرے دل پہ یہ فرمانِ محمد ﷺ

دوری درِ والا سے اگر ہے تو جہنم
جنت ہے سحرِ لطفِ فروانِ محمد ﷺ



تحسینِ فراقی

آنکھ کا روزن بند کریں اور دل کا دریچہ باز کریں
یاد نبی ﷺ میں آؤ ہم بھی نعت نبیؐ آغاز کریں

پلکوں پر اشکوں کو سجا کر چھیڑیں راگِ جدائی کا
دل کی لفظ لفظ دھڑکن کو ان کا ہمراز کریں

پورے شہر وجود میں گونجے نامِ محمد ﷺ صلِّ علی
روح کے گنبد میں اک لمحہ پیدا یہ آواز کریں

ہم بھی آپ ﷺ کی امت میں ہیں ہم بھی آپ ﷺ سے بیعت ہیں
اس خوش اقبالی پر اتنا کم ہے جتنا ناز کریں

آنکھیں سبز ہرے گنبد کی روز تلاوت کرتی ہیں
ہم کو اذنِ حضوری دے کر حضرت اور اعزاز کریں

آپ کے نقشِ کفِ پا سے جو بستی مایہ دار ہوئی
ہم بھی اس میں سر کے بل چل کر سر کو افراز کریں

فہرستِ خدام میں بے شک سب سے نچلا درجہ دیں
لیکن ہم کو پاس بلا کر مستقلاً ممتاز کریں



انجم شادانی

کیسے رکھتا عرش پر محبوب سے رب فاصلہ
 روشنی سے روشنی مل جائے تو کب فاصلہ
 فرش سے تا عرش نبضِ وقت ساکت ہوگئی
 ایک پل میں ختم تھا معراج کی شب فاصلہ
 آنکھ میں اشکِ ندامت اور لب پر تھا درود
 بس اسی رختِ سفر پر طے کیا سب فاصلہ
 اہلِ طیبہ اور مجھ میں صرف اتنا فرق ہے
 ان کا ہے اعزازِ قربت میرا منصب فاصلہ
 چومتے ہیں مصطفیٰ ﷺ کے نام پر میری زباں
 رکھ نہیں سکتے زبانِ شوق سے لب فاصلہ
 دور ہونے پر بھی ہے روضہ نظر کے سامنے
 پھر کوئی کیسے لکھے دوری کا مطلب فاصلہ
 سرورِ کونین ﷺ کا درسِ اخوت بھول کر
 آدمی سے آدمی رکھنے لگا اب فاصلہ
 سر جھکے تو حشر سے پہلے نہ اٹھے پھر کبھی
 ان کے در سے میرے سر کا ہونہ یارب فاصلہ
 دوریِ طیبہ کہاں حسنِ تصور کے طفیل
 بند کیں آنکھیں تو انجم دور تھا سب فاصلہ



گلزارِ بخاری

چند کھجوریں، جو کی روٹی، ایک پیالہ پانی کا
 مسند، منبر، گاؤ تکیہ، قصر، حویلی کچھ بھی نہیں
 خدمت گاروں کا لشکر ہے اور نہ فوج کینروں کی
 اسم محمد اک صفحے پر ملا کتاب ہستی میں
 حکمت نے دروازہ کھولا اس امی کی دستک پر
 کون و مکاں کا مقصد و محور آدم کی اولاد میں ہے
 بھنگی ہوئی بھیڑوں کو لانا راستے پر کچھ سہل نہیں
 سادہ پوشوں کے حلقے میں چادر اوڑھ کے بیٹھا ہے
 غار نشینی سے ہجرت تک کیسے کیسے موڑ آئے
 الہامی باتیں کرتے ہیں شاعر بھی پیغمبر بھی
 طور طریقے درویشی کے منصب ہے سلطانی کا
 دیا چٹائی پر ہے روشن تہذیبِ عمرانی کا
 یہ شاہی دربار ہے کوئی یا مسکن حیرانی کا
 جانہ سکا پھر اس سے آگے شوق ورق گردانی کا
 جس کا خلق نمونہ ٹھہرا تعلیمِ قرآنی کا
 اس سے زیادہ اور شرف ہو کیا نسلِ انسانی کا
 جانتے ہیں سب کتنا مشکل کام ہے گلہ بانی کا
 مرہم ساز یہی ہے دیکھو ہر زخمِ امکانی کا
 پیکرِ رحمت سے کب چھوٹا جادہ فیضِ رسانی کا
 لقب انھیں گلزار ہے زیبا تلمیذِ رحمانی کا



اعجازِ رحمانی

میں چپ کھڑا ہوا ہوں دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں
 میرا وجود جیسے گم ہو کے رہ گیا ہے
 محسوس ہو رہا ہے صدیاں سمٹ گئی ہیں
 کیا اب بھی میرے رب کا مجھ پر کرم نہ ہوگا
 آنسو ندامتوں کے ہیں چشمِ تر سے جاری
 اللہ میری قسمت برساتِ رحمتوں کی
 دل میں سما گئی ہے اپنائیت کی خوشبو
 کرنیں نکل رہی ہیں میرے وجود سے بھی
 آنکھوں سے بولتا ہوں دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں
 خود سے پھڑ گیا ہوں دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں
 کچھ دیر ہی رہا ہوں دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں
 اب تو میں آ گیا ہوں دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں
 چھپ چھپ کے رو رہا ہوں دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں
 آنکھوں سے دیکھتا ہوں دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں
 جس شخص سے ملا ہوں دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں
 خورشید بن گیا ہوں دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں

اعجازِ میری مٹی اب ہو گئی سوارت
 میں کیسا بنا ہوں دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں



ریاضِ حسین چودھری

نعتیہ گیت

شہرِ طیبہ کو جاتی ہواؤ! میرے سینے سے بھی لگ کے جانا
پیش کر کے سلاموں کی ڈالی، میرا سب حال ان کو بتانا
یہ بھی کہنا کہ رو رو کے کوئی داستاں درد کی کہہ رہا ہے
شب کے جنگل میں مدت سے آقا ﷺ ہجر کی سختیاں سہ رہا ہے
بن کے اشکوں کا گہرا سمندر، اپنے الفاظ میں بہہ رہا ہے
وہ ریاضِ آپ ﷺ کا جو ہے شاعر، اپنے در پر اسے بھی بلانا
شہرِ طیبہ کو جاتی ہواؤ! میرے سینے سے بھی لگ کے جانا
پیش کر کے سلاموں کی ڈالی، میرا سب حال ان کو بتانا
یہ بھی کہنا کہ گردابِ غم میں دھوپِ دشتِ بلا کی کڑی ہے
گشتی ملتِ بے وسیلہ یا سیت کے بھنور میں کھڑی ہے
آپ ﷺ کی ساری امت غیر کی ٹھوکروں پر پڑی ہے
عظمتِ عہدِ رفتہ کا مژدہ، زخمِ خوردہ قلم کو سنانا
شہرِ طیبہ کو جاتی ہواؤ! میرے سینے سے بھی لگ کے جانا
پیش کر کے سلاموں کی ڈالی، میرا سب حال ان کو بتانا
یہ بھی کہنا کہ تشنہ زمینیں آپ ﷺ کی دے رہی ہیں دہائی
حرفِ مبہم سے لپٹی ہوئی ہے عہدِ بے نور کی نارسائی
کب ملے گی غلاموں کو آقا ﷺ اس گرفتِ قضا سے رہائی
گنبدِ سبز کے زیرِ سایہ، رتجگا عمر بھر کا منانا
شہرِ طیبہ کو جاتی ہواؤ! میرے سینے سے بھی لگ کے جانا
پیش کر کے سلاموں کی ڈالی، میرا سب حال ان کو بتانا



افتخار امام صدیقی

تخلیقِ اوّل

روح کائنات کے نام

خدا نے	
ایک پیکر میں	
اپنا تمام تخلیقی نور بھر دینے کے بعد	حور
جو کچھ بچ رہا	ملائک
اس سے	اور بے شمار
ساتوں آسمان	ہتھیں تخلیق کر دیں
سورج	تاکہ
چاند	اس نورِ پیکر کی عظمتوں
ستارے	اور اس کی توصیف کے لیے
سیارے	چاروں دشاؤں سے
معلوم	درود و سلام کی
نامعلوم انسان	بارشیں ہوتی رہیں
فرشتے	خدا کا تخلیقی عمل ابھی جاری ہے



ساحر شیوی

شفیعِ عاصیاں تم ہو حبیبِ کبریا تم ہو
 تمہارے دم سے ہے روشن چراغِ خانہ کعبہ
 کہاں دیکھے کسی نے زندگی میں آسماں ساتوں
 تمہاری رحمتوں سے عاصیوں کو بھی امیدیں ہیں
 وہ پچھتائیں گے جو لائے نہ ایماں تم پہ دنیا میں
 تمہارے بعد کیا دعویٰ کرے کوئی نبوت کا
 دکھائے معجزہ شق القمر کا اور کیا کوئی
 فقیروں کی طرح رہ کر بھی تم نے بادشاہی کی
 یہی اک آرزو باقی رہی ہے قلبِ ساحر میں
 شہنشاہِ دو عالم ہو محمد مصطفیٰ ﷺ تم ہو
 جو جلوہ طور پر چمکا وہی نورِ ہدا تم ہو
 شرف تم کو یہ حاصل ہے امیر الانبیا تم ہو
 یتیموں کی دعا تم ہو مریضوں کی دوا تم ہو
 مسلمانوں کا روزِ حشر بے شک آسرا تم ہو
 تمہیں ہو سب سے اول اور ختم الانبیا تم ہو
 بہر صورت یہ ثابت ہے کہ محبوبِ خدا تم ہو
 جو مدہم ہو نہیں سکتی کبھی ایسا ضیا تم ہو
 وہاں موت آئے اس پر جس جگہ جلوہ نما تم ہو



افضال احمد انور

نعتیہ ماہیے

روشن ہیں نگینے سے
 گوشہر ہیں سب سوہنے، پر کم ہیں مدینے سے
 واللہ زمانے سب
 سرکار ﷺ کی عظمت کے گاتے ہیں ترانے سب
 مولا کی عطائیں ہیں
 کیسے نہ ملے جنت، آقا ﷺ کی دعائیں ہیں
 سرکار ﷺ! خبر لیجئے
 گھیرا ہے مصائب نے، اللہ کرم کیجئے
 دو جگ ہیں تحیر میں
 جبریل زبوں صیدے، واللیل تصور میں
 میں بندہ سیلانی
 ہے زادِ سفر میرا، آقا ﷺ کی شہداء خوانی
 دل چیر کے جب دیکھا
 کندہ تھے وہاں انور، سرکار ﷺ کے نقشِ پا
 ہے دھوم سخاوت کی
 آقا ﷺ! یہ گدا آنکھیں، تشنہ ہیں زیارت کی

کیا نازِ عبادت پر؟
اپنا تو بھروسا ہے، آقا ﷺ کی شفاعت پر
جب ان کا ہوا فرماں
آجائیں گے طیبہ میں، مجھ ایسے تہی داماں
اس بات کی ہے خنکی
کونین کی الجھن کا، حل ایک نظر ان ﷺ کی
یہ رمز ہے ایمانی
ان ﷺ کی بشریت کا ظاہر بھی ہے نورانی
کیا بات مدینے کی!
کنجی ہے جہاں حق کے، ہر ایک خزینے کی
طیبہ کی ہواؤں میں
خوشبو ہے عجب انور، تاعرش فضاؤں میں
ہے لطف تلاوت میں
قرآن کی ہر آیت، آقا ﷺ کی ہے مدحت میں
اس شان پہ جاں واری
سرکار ﷺ کی ہر نسبت، کونین سے ہے پیاری
یہی راہ ہے بخشش کی
اپنا تو سہارا ہے، سرکار ﷺ کی رحمت ہی



رئیس احمد

یہ روز و شب کی مسافتیں ہیں جو زندگی کی
ہر ایک موسم کو نکھتیں بانٹتا رہیگا

بس ان کی چشمِ کرم کا اک آسرا بہت ہے
انہی سے قائم ہے آدمیت کی شانِ عظمت

ہزار سورج بھی وہ اجالا نہ کر سکیں گے
حضور بابِ کرم کھلے اب تو حاضری کا

رئیس ان کے کوم سے جو آشنا ہوا ہے
کہیں تو ان میں بھی ساعتیں ہوں گی حاضری کی

وہ سبز گنبد کہ جس نے عالم میں روشنی کی
وہی تو روداد سن رہے ہیں ہر امتی کی

مثال دیتی رہے گی دنیا مرے نبی ﷺ کی
مہِ عرب کی تجلیوں نے جو روشنی کی

دعاؤں میں سب سے پہلے ہم نے دعا یہی کی
اسے طلب ہے نہ مال و زر کی نہ خسروی کی



فیصلِ عظیم

نبی ﷺ کا ذکر ہے چاروں طرف فضاؤں میں
رچی ہوئی ہیں عجب خوشبوئیں ہواؤں میں

مرا بھی ذکر کیا جائے ان گداؤں میں
جو سو رہے ہیں کھجوروں کی نرم چھاؤں میں

کبوتر ان حرمِ خواب میں ملے ہیں مجھے
اڑا ہوں میں بھی کئی بار ان فضاؤں میں

دعا سے قبل درود اور دعا کے بعد درود
قبولیت کی سند ہے مری دعاؤں میں

دیارِ طیبہ سے رخصت کا ذکر کیا فیصل
کہ واپسی کی سکت ہی نہیں ہے پاؤں میں



در بیان معراج صاحب درة التاج

تصنیف
پچھی نرائن صاحب تخلص

اے مضطرب مبارک باد کو ہوگا
طنبورے کے ملا اس طور سے تار
عجائب رات تھی اور نور افشاں
کہوں گر رات اس کو ہے تامل
نہ تھی وہ رات اور دن بھی نہاں تھا
عجب کچھ نور تھا عرش بریں پر
غلط میں نے کہا استغفر اللہ
زمین و آسماں پر یہ زمانہ
غرض یہ ہفت سیار و ثوابت
لے آوے دو گھڑی اور ایسے اوقات
یہی کہتا تھا وقت نور افشاں
لفظ کہنے کو تھا خورشید . ناپید
سمجھ مت خلق کو اس رات تھا خواب
کہ ایسا نور نظارے میں لاوے
نظر ہوتی ہے خیرہ برق کو دیکھ
غرض غفلت سبوں پر چھا رہی تھی
سفیر نیک یہ پیغام لایا
در حجرہ پہ وہ آجوڑ کرہات
خدا کی ذات خواہش سے بری ہے

کہ ہے یہاں وصل کی شب کا چرچا
کہ فرق تال و سُر اٹھ جائے یک بار
کہ ہر کو کب تھا یک مہر درخشاں
کہوں گر دن تو عالم میں پڑے غل
میان روز و شب اور ہی سماں تھا
قیامت نور تھا فرش زمیں پر
زمیں کے تحت بھی تھی نور کو راہ
بنا تھا نور حق کا ایک دانہ
ہزاروں پہر کر کے محنت
کہ وہاں اوقات کی ہرگز نہ تھی بات
کہ ہے ذرہ یہاں کا مہر رخشاں
سراسر آسماں تھا جرم خورشید
نہیں تھا دیدہ عالم کے تیں تاب
کثیف اصلاً لطافت کو نہ پاوے
پھر اس میں اور اس میں فرق کو دیکھ
خرد داروئے حیرت کھا رہی تھی
سلام حق کہا اور یہ سنایا
کہا سرور ﷺ ترے پر حق کے صلوات
سو اس نے بھی تری خواہش کری ہے

خدائی ساری جوں دلہن بنی ہے
 زباں پر قدسیوں کی ہے یہ جد تہ
 زمیں و آسماں سب نور ہی نور
 منور ہو رہے ہیں آٹھوں جنت
 ملائک تک رہے ہیں سب تری راہ
 کھڑے ہیں انبیا سب باندھ کر صف
 در دولت پہ ہے باساز و ساماں
 خیال اور یہ گماں اور وہم یہ فکر
 نہایت خوش عنان اس کو کئے ہیں
 دم گرم اس کے ہے بجلی کی ایجاد
 ٹپکتے ہیں عرق کے بوند جس دم
 نہ ہو جے اب توقف کے روادار
 پلک کے مارتے اقصیٰ کو پہنچے
 قمر کوں چرخ اول لا کے نزدیک
 کہے حضرت مثال شمس انور
 برائے معجزہ یہ شق ہوا ہے
 قمر نے تب کہا اے شاہ شاہاں
 کہے حضرت تو ہے ہر چرخ دنیا
 ولے بخشی ترے تیں ہم نے عزت
 ترے تیں دیکھ روزہ کو دھریں گے

ظہور عشق کی سب روشنی ہے
 خدا عاشق ہے ، شاہد ہے محمدؐ
 جدھر دیکھتے ہے نور بھرپور
 ہوئی دونوں جہاں کو زیب و زینت
 سبھی ہیں قدسیاں تیرے ہوا خواہ
 لئے ہیں عہدے سب خدمت کے برکف
 سواری کو براق برق جولان
 ہیں چاروں نعل اس کے کیا کروں ذکر
 ارادے کو لگام اس کو دیئے ہیں
 دہن کے کف سے ہے تاروں کی بنیاد
 شہاب اس کے تیں کہتے ہیں عالم
 کہ ہے گا منتظر خلاق داوار
 وہاں سے عالم بالا کو پہنچے
 کہا اس کے بھی کانے میں ملی بھیک
 کئے ماہائے قمری ہم مقرر
 ہماری ضرب سینے پر لیا ہے
 مرے سے برطرف ہو نقص نقصاں
 کہ یہاں لازم ہے گھٹنا اور بڑھانا
 ترے پر منحصر راکھی عبادت
 ترے تیں دیکھ کر عیدیں کریں گے

کبھی دو دن نہ دیکھیں گے جو تجکو کو
 قمر ہو خم ، کیا تسلیم اس دم
 وہاں سے چرخ دوم پر کئے عزم
 محرر ہوں مجھے امداد کچھ ہو
 کہے حضرت نے اس کو اے ہنرور
 وحی کا بھی سرشتہ کوئی ہے دن
 میں تجکو دفتر کونین بخشا
 عطارد رہ گیا تسلیم کو کر
 وہاں زہرہ خوشی سے ناچتی ہے
 ادا سے سامنے حضرت کے آئی
 ہوا ارشاد تو دنیا کے اندر
 سحر کو کوئی دم یا شام کے تئیں
 حیا زن کو بجائے جان کے ہے
 یہ تلقین پا کے زہرہ وہاں سے آئی
 گئی جب چرخ چارم پر سواری
 وہی دوڑا سر اپنے کو قدم کر
 کہے حضرت نے تجکو کچھ خبر ہے
 تجھے طالع کریں گے غرب سے ہم
 وہی خورشید کو اب تک خطر ہے
 وہی ڈر ایک دن مغرب کو کر یاد
 مسیحا پیشوا تشریف کو لا

بہت ڈھونڈھیں گے بدلی میں وہ تجکو
 ہلال اندر وہی ہے اب تلک خم
 عطارد قصد خدمت کو کیا جزم
 کتابت وحی کی ارشاد کچھ ہو
 رسالت ہو گئی ہے ختم مجھ پر
 کئے گی زندگی کیوں مشغلہ بن
 ابد تک جمع و خرچ عین بخشا
 سواری گزری چرخ سیو میں پر
 فلک کے دائرے کو باجتی ہے
 قدم بوسی کو کر سر کو جھکائی
 تمامی شب دکھا مت روے انور
 نمود اپنا کیا کر نام کے تئیں
 حیا بھی شرط سے ایمان کے ہے
 خوشی کے گھر میں گائی اور بجائی
 ہوئی خورشید کے تئیں بے قراری
 قیامت تک ہوا روشن منور
 قیامت ترے ہی پر منحصر ہے
 ہمارا سایہ ترے سر پہ قائم
 سفر مغرب کا اس کو ہر سحر ہے
 پھرا حضرت علیؑ کا سن کو ارشاد
 کہے میری شفاعت ہوئی مولا



ممنوں، میر نظام الدین

اگر تھا دلبر یعقوب ماہ کنعانی
 جو ذکرِ حفظ ہو اوس کا تو بزم میں گلگیر
 صحاحِ جود میں اوس کی نعت نویں قضا
 اگر وہ دستِ سخا شانہ کش ہو کیا ممکن
 گدا جو اوس کی گلی کا ہے نقش پا سے کم
 اوس کے لطف سے بچ جائے موجِ حادثہ میں
 گر آئے ظلِ حمایت میں اس کی یک پرکاش
 پناہ اوس در دولت پہ لے جو مورِ ضعیف
 کرے وہ دستِ شفاعت جو مثلِ مشاطہ
 ہوا ہے ولولہ اندازِ دل میں شوقِ خطاب
 عرب جو تو ہے یہ اس می ہے رمزِ پنہانی
 جمالِ حق کا جھمکڑا ترے جمال میں ہے
 نگاہ تری ہی طلعت پہ کیوں نہ کی اس نے
 تجھے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
 نہ تھا وجوب تو کیا تھا کہ تو وہاں پہنچا
 شہا طفیل سے ترے ہی خوانِ ہستی پر
 تری کتاب ہے اُمّ العلوم امی کیوں
 طیور ترے گلستانِ علم کے جس دم
 مقامِ دانِ معارف جو ہیں سو پھر مسموع
 مہ جاز مرا ہے حبیبِ یزدانی
 گلوے شمع کی خاطر کرے گریبانی
 لکھے ہے ترجمہ لفظ ”کم“ فراوانی
 کہ رہوے کاکلِ افلاس میں پریشانی
 نظر میں اس کی ہے اکلیلِ فرقِ سلطانی
 اگر سفینہٴ نوحِ بنی ہو طوفانی
 کرے مثالِ عصائے کلیمِ ثعبانی
 نظر سے اوس کی گرے حشمتِ سلیمانی
 سیاہ روئی عصیاں پہ غازہ افشانی
 ہوئی گدا کو ہوائے حضورِ سلطانی
 کہ عین رب ہے تو اے فخرِ انسی و جانی
 مثالِ آئینہ پہ مجھ کو یہی ہے حیرانی
 جو حق سے تھا ارنی گو، کلیمِ عمرانی
 کہ تیری مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی
 نہ گرد تھی ترے دامن کے گرد امکانی
 قضا نے کی ہے سب اہل جہاں کی مہمانی
 نہ ہو خطاب ترا اے رسولِ یزدانی
 کریں زبورِ حقائق کی زمزمہ خوانی
 تریں نہ حضرت داؤد کی خوش الحانی

اُمّ نوازِ رسول و جہاں پناہ شہا
وہ اس مقام پہ ہرگز نہیں سمجھتا ہے
ترے ہی لطف سے امیدوار ہے کہ ذرا
زبان ہر سرمو تن پہ ہو اگر گویا
نہیں ہے مدح تری حد کلک و عہدہ نطق
کہاں مجال ثنا عرض حال کا ہے وقت
دل سیہ سے مرے یوں ہے نورِ تقویٰ دور
نسیم فیض جو تری چلے تو اٹھ جائیں
مثال جامہ ہے جان اپنی گردِ آلودہ
یہاں وفور گنہ ہے پر آسرا ہے یہ
امید تیری شفاعت کی جس کو محکم ہے
تمام مایہ عمر عزیز صد افسوس
کروں ہوں ختم دعا پر قصیدہ اب ممنوں
مثال دست کرم آفتابِ عالم تاب
ہمیشہ دست سخا کے ترے حضور شہا

تری ثنا میں ہے ممنوں مقرر نادانی
کہ کیا ہے طرز سخن گوئی و سخن دانی
خطائے لفظ و معانی سے کر نگہبانی
ادا نہ ہووے ترا شمعِ ثنا خوانی
تری جناب میں کافی ہے مدح یزدانی
سن اے کہ ملک کرم کی تجھے جہاں بانی
کہ روئے کفر سے جوں پر تو مسلمانی
پڑے ہوئے ہیں جو دل پر حجابِ ظلمانی
تمام دامن دل پر ہیں داغِ عصیانی
کہ سب سے تیری شفاعت کو ہے فراوانی
کچھ اوس کا کم نہیں طاعت سے نازِ عصیانی
ہوا ہے مفت ہی میں دست برد نادانی
یہ وہ دعا جسے لازم قبول یزدانی
کرے ہے خاک پہ جس آن تک زرافشانی
رہے سپہر و زمیں کی کشادہ پیشانی



زیبا، پنڈت برج موہن لال تنکو

محبت سب کو دامن گیر ہے حضرت محمد ﷺ کی
جہاں جاؤ وہاں توقیر ہے حضرت محمد ﷺ کی

سنا جس نے کلام ان کا ہوا فی القدر شیدائی
موثر اس قدر تقریر ہے حضرت محمد ﷺ کی

شجاعت، بردباری، دردِ دل، پاکیزگی، نیکی
کھنچی ان پانچ میں تصویر ہے حضرت محمد ﷺ کی

رسولِ کبریا کا نام لیتے ہیں عنادل بھی
ثنا ہر برگ پر تحریر ہے حضرت محمد ﷺ کی

زباں کچھ کہہ نہیں سکتی قلم کچھ لکھ نہیں سکتا
کلیجے پر کھنچی تصویر ہے حضرت محمد ﷺ کی

اٹھا کر پردہٴ ظلمت دکھا دی روشنی سب کو
سوا خورشید سے تنویر ہے حضرت محمد ﷺ کی

کہے سر پر رکھیں گا ہے رکھیں آنکھوں پہ اے زیبا
ہمیں تو خاک پا اکیسیر ہے حضرت محمد ﷺ کی



گلزارِ دہلوی

سلام: بحضور سرکار رسالت مآب ﷺ

سلام اس پر کہ جس نے بے نواؤں کو نوا بخشی
مریضِ انسانیت کو زندگی بخشی شفا بخشی

سلام اس پر کہ جس نے فطرتِ انساں بدل ڈالی
بنائے آدمیتِ حسبِ پیمانِ ازلِ ڈالی

سلام اس پر کہ جس نے بندگی کو خواجگی بخشی
برایہی گلستاں کو نئی اک تازگی بخشی

سلام اس پر کہ جس نے آمنہ کی گودِ روشن کی
منور جس سے دنیا ہو گئی بطحا و ایمن کی

سلام اس پر جو بن کر آدمیت کا وقار آیا
سلام اس پر جو بن کر رحمتِ پروردگار آیا

سلام اس پر جو بن کر حسنِ ربِّ المشرقین آیا
سلام اس پر جو بن کر عشقِ ربِّ المغربین آیا

سلام اس پر جو موجودات کا حق کی امیں ٹھہرا
سلام اس پر جو کل عالم میں ختم المرسلین ٹھہرا

سلام اس پر جو ہو کے حق کا لطفِ تازہ تر آیا
سلام اس پر جو بن کر آخری پیغامبر آیا

سلام اے پیشوائے مرسلانِ مجتبیٰ ﷺ تجھ پر
سلام اے رحمتِ عالم محمد مصطفیٰ ﷺ تجھ پر

رہے اردو چراغِ نور کی مانند دنیا میں
دعا گزار کی اتنی ہے دربارِ رسالت ﷺ میں



ضیا جالندھری

نگہبان

عنکبوت کو خبر نہ تھی

کہ جس دہانِ غار پر

وہ اپنے ریشمی مہین تار سے

لطیف چادرِ حجاب تانے محو ہے

وہ کردگار کے پیام کا امین ہے

مجھے یقین ہے

کہ وہ بچانے والا ہاتھ

آج بھی اسی طرح نگاہ دار دین ہے

حیات وشت کارزار ہے

کہاں کہاں نہ وقت نے ہمیں

طرح طرح کی آزمائشوں میں مبتلا کیا

ہمیں تمام تلخیاں، تمام رنج یاد ہیں

مگر کسے خبر کہ دستِ بے نشاں نے

ہم کو کون کون سے عذاب سے بچالیا

سو آج پھر انھی کے نام پر اٹھو

کہ جس کی ذات کے طفیل

تارِ عنکبوت معجزے کی طرح محترم ہوا

اٹھو کہ نصرت و ظفر

کڑے دنوں کی ابتلا میں کوششوں کا نام ہے

تمہیں خبر نہ ہو مگر

تمہارے ساتھ دستِ غیبِ رحمت تمام ہے



جوہر سعیدی

دبستانِ حرا کے فارغ التحصیل کی باتیں
کرم کی بدلیاں ہیں، رحمت و شفقت کی برساتیں

ادھر انسان سازی کا عمل جاری رہا پیہم
ادھر ہوتی رہیں، روح الامیں سے بھی ملاقاتیں

دنوں کی آبرو بڑھتی رہی، ذکر محمد ﷺ سے
دروہوں کے اجالوں میں بسر ہوتی رہیں راتیں

نئی ہرگز نہیں، کہہ دو مسلمانانِ عالم سے
جو کل تھی، آج بھی بالکل وہی ہیں کفر کی گھاتیں

زمین پر ہے یہی آرام گاہِ ساقی کوثر ﷺ
اسی در سے ملیں گی زائر و جنت کی سوغاتیں

اندھیروں سے اجالے مانگنے والو، ادھر دیکھو
عمل، امی لقب ﷺ کے ہیں، کتاب اللہ کی باتیں

ادب آموز گویائی تھی جوہر خامشی ان ﷺ کی
لب و لہجہ پہ ان ﷺ کے، ناز کرتی تھیں مناجاتیں



واصل عثمانی

جو گلوں کی کبھی ہے بہار کی خوشبو
نفسِ نفس ہے نبی ﷺ کے دیار کی خوشبو

فضائے نعتِ معطر ہے اس طرح گویا
ہر ایک حرف نے خود اختیار کی خوشبو

جمالِ گنبدِ خضراء ترے تصدق میں
کہ تیرے قرب سے آتی ہے پیار کی خوشبو

ہوائے شام ہو بادِ سحر ہو کوئی ہو
کوئی تو لائے نبی ﷺ کے دیار کی خوشبو

حنین و بدر و احد کے ہر ایک ذرے میں
بسی ہوئی ہے اسی شہسوار کی خوشبو

نبی ﷺ کا فیض ہے جاری کہ ہر رگ و پے میں
بسی ہوئی ہے گلِ اعتبار کی خوشبو

نوائے واصلِ ختہ پہنچ گئی شاید
جب ہی تو آئی مدینہ سے پیار کی خوشبو



لالہ صحرائی

نعتیہ ہائیکو

وہ سیرت نورانی	آیا ہوں مدینے میں
دنیا کے اندھیروں میں	طوفان ہے دنیا میں
قرآن کی تابانی	اور میں ہوں سفینے میں
☆	☆

طیبہ سے نہ جاؤں گا	دل اس ﷺ کا بسیرا ہے
تا حشر یہاں سو کر	عاشق ہے خدا جس کا
میں بخت جگاؤں گا	محبوب وہ میرا ہے
☆	☆

طیبہ کی جو یاد آئی	رحمت کی گھٹائیں ہیں
اشکوں کی ہوئی بارش	انوار کی چادر میں
مدحت کی دھنک چھائی	طیبہ کی فضا میں ہیں



عنوانِ چشتی

مساوات کا داعی

وہ ایک دور کہ تھا دورِ ظلم و ظلمت کا
 چڑھا ہوا تھا زمانے پہ ظلمتوں کا غلاف
 سیاہ چاند کا چہرہ تھا، چاندنی تھی سیاہ
 سیاہ نجم و قمر تھے، سیاہ کابکشاں
 سیاہ غنچہ و گل تھے، سیاہ زرے تھے
 سیاہ دیدہ و دل اور سیاہ نظریں تھیں
 سیاہ تھا ظرف و ضمیر اور ذہن و فکر جہاں
 سیاہیاں تھیں، زمان و مکاں کا گہوارہ
 ہر ایک چیز تھی تاریکیوں کا فوارہ
 یہ رنگ بھا نہ سکا دیر تک مشیت کو
 کدورتوں سے تعلق نہ تھا محبت کو
 دل و نگاہ میں احساسِ نور جاگ اٹھا
 نفسِ نفس میں سرورِ حیات لہرایا
 نظرِ نظر میں کھلے آرزو کے تازہ گلاب
 قدم قدم پہ جلے، علم و آگہی کے چراغ
 ہر ایک گوشہ تاریک میں اجالا ہوا
 خوشی سے ذرہ ناچیز بھی ہمالا ہوا
 وہ اک پیمبرِ اعظم ﷺ کہ جس نے فرمایا
 وہ کوئی راہ ہو اس کی ہے ایک ہی منزل
 وہ کوئی فکر ہو اس کا ہے ایک ہی مرکز

وہ کوئی آنکھ ہو اس میں ہے ایک ہی پرتو
وہ کوئی پردہ ہو، اس میں ہے ایک ہی جلوہ
وہ کوئی ساز ہو، اس میں ہے ایک ہی آواز
وہ کوئی نغمہ ہو، اس میں ہے ایک ہی تاثیر
وہ کوئی پھول ہو، اس میں ہے ایک ہی خوشبو
وہ کوئی رنگ ہو، اس میں ہے ایک ہی جوہر
وہ کوئی ذہن ہو، اس میں ہے ایک سچائی
وہ کوئی چیز ہو، اس کا ہے ایک ہی حاصل
تمام ظاہر و باطن کی ہے حقیقت ایک
خدا بھی ایک ہے اور رحمتِ آدمیت ایک
وہ اک پیغمبر ﷺ نکلت نکلت نفس کہ دنیا میں
دیا ہے جس نے محبت کا دل نشیں پیغام
وہ ایک ہادی انسانیت کہ جس نے ہمیں
بڑے خلوص سے سمجھایا پیار کا مفہوم
وہ ایک پیغمبر ﷺ اعظم کہ جس نے فاش کیا
وہ ایک راز جسے نقدِ زندگی کہیے
وہ راز کیا ہے؟ اسے جانتے ہیں اہل نظر
یہ رنگ و نسل و سیاست کے تفرقے ہیں فضول
یہ ذات پات کی حد بندیاں ہیں ناکارہ
جو اصل شے ہے، وہ دنیا میں صرف انساں ہے
اور اس کے ساتھ زمانے میں صرف ایماں ہے



ظفر مراد آبادی

اس شخص کی قسمت میں نہ دنیا ہے نہ دیں ہے
شامل جو غلامانِ محمد ﷺ میں نہیں ہے

یہ اپنا عقیدہ ہے، یہی اپنا یقین ہے
ہم دور ہوں اس ذات سے وہ دور نہیں ہے

اللہ کا محبوب ﷺ سر عرش بریں ہے
امت کے سوا ذکر کوئی اور نہیں ہے

دنیا ہو کہ محشر ہو، سفر ہو کہ حضر ہو
کیا خوف، کہ جس دل میں ترا عشق مکیں ہے

بازیچہٴ اطفال ہے، وہ فکر و تجسس
وابستہ جو اس ذات گرامی سے نہیں ہے

ذہنوں پہ نہیں جس کی حکومت ہے دلوں پر
وہ نور یقین، نور یقین، نور یقین ہے

بے فیض ہے، اس کے لیے تشبیہ و علامت
وہ ذاتِ مبارک، جو ہر اک شے سے حسین ہے

ہے ظلمتِ اوہام ظفر مجھ سے گریزاں
اللہ کے محبوب ﷺ کی الفت، مرادیں ہے



آفتابِ کریمی

گزریں گے پل صراط سے لے کر نبی ﷺ کا نام
ہوگا ہمارا مونس و یاور نبی ﷺ کا نام

ہر روشنی کا مرکز و محور نبی ﷺ کا نام
عالم ہے شب، چراغِ منور نبی ﷺ کا نام

آتی ہے جب بھی گردشِ ایام سامنے
آتا ہے بے محابا لبوں پر نبی ﷺ کا نام

میں ایسے خوش نصیب فقیروں کا ہوں غلام
لکھتے ہیں جو نظر سے دلوں پر نبی ﷺ کا نام

ان کے لیے نوید ہے بخشش کی حشر میں
پڑھتے رہے درود جو سن کر نبی ﷺ کا نام

محشر میں نعتِ پاکِ کریمی سناؤں گا
لوں گا میں پیشِ داور محشر نبی ﷺ کا نام



قاسم حبیبی برکاتی

منزلیں ان کے لیے ہر رہگزر ان کے لیے ہے
میں مسافر ہوں مرا عزم سفر ان کے لیے ہے

ان کے ہی دست کرم سے شعلہ جاوید ہوگا
میری خاکستر میں پوشیدہ شر ان کے لیے ہے

دل ہو جاں ہو چشم تر ہو یا مرا کلک ہنر ہو
میں سمندر ہوں مرا ہر اک گہر ان کے لیے ہے

ہے انھیں کے آب نسبت سے نمو میرے شجر کی
غنچہ سر میری شاخ دوش پر ان کے لیے ہے

کرسی ولوح و قلم جو کچھ بھی ہے سب ان کی خاطر
وسعت عرش علیٰ میں مستقر ان کے لیے ہے

کتنی شوریدہ ہواؤں نے بجھانا چاہا لیکن
روشن اب تک یہ چراغ چشم تر ان کے لیے ہے

جن سروں پر سایہ افکن ہو گیا خورشید طیبہ
حدت خورشید محشر بے اثر ان کے لیے ہے

جلتی چٹانیں ہوں بستر یا سلگتی ریت قاسم
سائبان گنبد خضرا مگر ان کے لیے ہے



حبابِ ہاشمی

کوہِ فاراں سے جب چل پڑی روشنی
 جہل و عصیاں میں تھے لوگ ڈوبے ہوئے
 دامنِ مصطفیٰ ﷺ جس کے ہاتھ آگیا
 لات و عزئی، ہبل گر پڑے منہ کے بل
 درس یہ آپ ﷺ ہی سے ملا ہے ہمیں
 آپ ﷺ نور الہدیٰ، آپ ﷺ خیر الوریٰ
 آپ ﷺ کا خلق اظہر من الشمس ہے
 بربریت میں تھے جو انھیں دے گئی
 از ازل تا ابد نور کا سلسلہ
 ان ﷺ کی توصیف کا مجھ کو یارا کہاں
 اے حبابِ آپ ﷺ کے فیض ہی سے ملی

دشتِ ظلمات پر چھا گئی روشنی
 آپ ﷺ نے بخش دی علم کی روشنی
 اس کے ہاتھ آگئی زیت کی روشنی
 جب حرا سے نکل کر چلی روشنی
 جہل ہے تیرگی، آگہی روشنی
 سارے عالم میں ہے آپ ﷺ کی روشنی
 سیرت پاک ہے دائمی روشنی
 حسن تہذیب و شائستگی روشنی
 یہ نہ سمجھو کہ ہے عارضی روشنی
 یوں سمجھئے کہ بس مل گئی روشنی
 حسنِ اخلاق و کردار کی روشنی



فہم ردولوی

اگر قبولِ رسالت مآب ہو جائے
لبوں پہ حرفِ ثنا آفتاب ہو جائے

وہاں عبث ہے تمنائے تاب نظارا
جہاں خود اپنی بصارت حجاب ہو جائے

یہ ان کی شانِ سماعت نہیں تو پھر کیا ہے
کہ خامشی بھی ہماری خطاب ہو جائے

خلوصِ دل سے اگر مصطفیٰ ﷺ کو یاد کرو
غموں کی دھوپِ ردائے سحاب ہو جائے

رواں ہے رحمتِ کونین کے چمن کی ہوا
وگرنہ سانس بھی لینا عذاب ہو جائے

پھر اس کو کیوں نہ کہیں سجدہ گاہِ کون و مکاں
وہ آستاں جو حرم کا جواب ہو جائے

اسی کی چشمِ کرم کا ہے انتظارِ فہم
نگاہ جس کی دل انقلاب ہو جائے



منصور ملتانی

جہاں میں چاندنی پھیلی جو نہی ماہ منور کی
زمیں والوں کے ذہنوں سے اندھیرے کی رداسر کی

رہے گا تا ابد یونہی سفر اشعار کا جاری
نہ مل پائے گی لیکن انتہا نعت پیمبر ﷺ کی

کیا ناطق اسے تاکہ نبوت کی گواہی دے
خوشی توڑ ڈالی آپ ﷺ کے ہاتھوں نے پتھر کی

صداقت بھی امانت بھی رسالت بھی شہادت بھی
کوئی گنوائے کیا کیا ہر سعادت ہے اسی گھر کی

مسیحائی ہو یا شاہی ملے عالم پناہی بھی
عطا کرنا صفت ہی خاص ٹھہری آپ ﷺ کے در کی

ہے رحمت آپ ﷺ کی اس درجہ بے پایاں بتاؤں کیا
کہ اس کے سامنے کچھ بھی نہیں وسعت سمندر کی

دمِ آخر سے پہلے وہ درِ اقدس پہ جا پہنچے
ملے منصور کو آقا یہ مہلت تو گھڑی بھر کی



صابر و سیم

وہ لہجہ، وہ خلوص، وہ انداز، وہ خطاب
اس صاحبِ کتاب کا ہر لفظ اک کتاب

امی تھا اور اس نے عمل کی دلیل سے
ترتیب دے دیا ہے ہر اک دور کا نصاب

وہ ہے تو سارا عالمِ امکاں ہے معتبر
اس کے بغیر عالمِ موجود بھی سراب

یہ عرش و فرش دیدہ حیراں ہیں آج بھی
پیدا نہ ہوگا اب کبھی اس کا کوئی جواب

ایسے مہک رہا ہے وہ اس شش جہات میں
سننے پہ کائنات کے جیسے کوئی گلاب

اس فیض تک نہ جائیں تو رستہ کوئی نہیں
اور جانا چاہیں آپ تو رستے ہیں بے حساب

صابر و سیم اپنی ہر اک سانس اس کی ہے
دونوں جہان آج بھی ہیں جس سے انتساب



شہابِ صفا

تمام پھڑے ہوئے دل ملے انھی ﷺ کے سبب
محبوبوں کے ہیں سب سلسلے انھی ﷺ کے سبب

انھی ﷺ کی ذات ہے مرکزِ سواہل ہجر کے بیچ
ڈھلے ہیں قرب میں سب فاصلے انھی ﷺ کے سبب

ہم اہلِ غم کو جو رہتے تھے اپنی قسمت سے
ہوئے ہیں دور وہ شکوے گلے انھی ﷺ کے سبب

رہ حیات کی منزل سے روشناس ہوئے
تمام بھٹکے ہوئے قافلے انھی ﷺ کے سبب

انھی کے در پہ ہوئے جمع پھر دریدہ دل
کہ زخم ہائے جگر بھی سلے انھی ﷺ کے سبب

ہر ایک ظلم کے طوفاں میں بے کسوں کے شہاب
چٹان بنتے گئے حوصلے انھی ﷺ کے سبب



محمد کمالِ اظہر

الفتِ مصطفیٰ ﷺ جس کو حاصل ہوئی اس پہ سمجھو خدا کی نظر ہو گئی
دو جہاں کی اسے ساری دولت ملی زندگی راہِ حق میں بسر ہو گئی

جب سے دیکھا ہے آنکھوں نے روئے نبی ﷺ ہم پہ طاری ہے اک عالمِ بیخودی
خواب تھا یا حقیقت کہوں کیا اسے شب تھی لیکن یہ دیکھا سحر ہو گئی

سارے کفار حیرت سے تکتے لگے عقل پر ہر محقق کے پتھر پڑے
اک اشارے میں ٹکڑے ہوئے چاند کے ساری دنیا کو حق کی خبر ہو گئی

اپنی تقدیر کا شکوہ کرتے ہو کیوں بگڑے حالات سے اتنا ڈرتے ہو کیوں
جاؤ روضے پہ مانگو تو دل سے دعا پھر کہو گے دعا با اثر ہو گئی

خواب میں آئے ان ﷺ کی نوازش ہوئی ابرِ رحمت کی واللہ بارش ہوئی
کاش بیدار ہوتا نہ میں عمر بھر زندگی میرے حق میں ضرر ہو گئی

اپنے ماموں کے نقش قدم دیکھ کر نعت کہتا ہوں میں عشق میں ڈوب کر
وہ گدائے نبی ہم غلام نبی زندگی خوب سے خوب تر ہو گئی

ان ﷺ کے در پر گئے اور پھر جائیں گے لوٹ کر دیکھو اظہر نہ پھر آئیں گے
نور سے سینہ معمور ہو جائے گا سب کہیں گے وفا معتبر ہو گئی



خالدِ معین

یہی ہے زیت کا حاصل نظر میں رہ جاؤں
تمہارا در نہ ملے تو سفر میں رہ جاؤں

تمہارا دستِ کرم جس گھڑی نہ ہو مجھ پر
عجب نہیں صفِ نامعتبر میں رہ جاؤں

میں اڑا رہا ہوں تو یہ بھی کرم تمہارا ہے
الجھ کے ورنہ غمِ بال و پر میں رہ جاؤں

طلب کے پھول جہاں سب رتوں میں کھلتے ہیں
میں مثلِ خاک اسی رہگزر میں رہ جاؤں

خوشا وہ اسمِ محمد ﷺ، خوشا وہ بابِ یقین
میں کیسے غفلتِ شام و سحر میں رہ جاؤں

اے کارِ عشقِ محمد ﷺ یہ کم نہیں ہے مجھے
تمام عمر میں تیرے اثر میں رہ جاؤں



سید معراج جامی

لذتِ عشق میں دل مگن ہے صرفِ توصیف میری زباں ہے
 ہے تصور میں دربارِ آقا ﷺ، کیا بتاؤں کہ دل اب کہاں ہے
 منکروں سے ذرا یہ تو پوچھو، کس کا قرآن رطب اللساں ہے
 کس کی منزل ہے سدرہ سے آگے، زیرِ پا کس کے سارا جہاں ہے
 ہم کو دین محمد ﷺ ملا ہے، بخت پر کیوں نہ اپنے ہوں نازاں
 ہم گناہوں کے پروردہ کیڑے، اور شفاعت کا وہ آساں ہے
 جس کا ثانی نہیں ہے جہاں میں، جس سے بہتر نہیں ہے جہاں میں
 جس کا سایہ نہیں ہے کہیں بھی، سارے عالم کا وہ سائبان ہے
 کیا مقام عطا مل گیا ہے بخت پر رشک کرتے ہیں قدسی
 جب بھی چاہوں میں پہنچوں مدینے، اب تصور مرا کامراں ہے
 وہ ہیں ممدوح رب العلا بھی، وہ ہیں وجہِ وجودِ دو عالم
 ان کی چاہت نہیں اتنی آساں، ہر قدم عشق میں امتحاں ہے
 دین و دنیا میں وہ سرخرو ہے جس نے تم سے رکھی اپنی نسبت
 جس نے چھوڑا ہے دامن تمھارا، سارے عالم میں وہ بے اماں ہے
 بڑھ رہا ہے مرا شوقِ مدحت پڑھ رہا ہوں میں نعت محمد ﷺ
 لوحِ دل پہ رقم کر رہا ہوں اب روانی پہ کلک زباں ہے
 عاشقانِ محمد ﷺ سے کہہ دو تم پہ لازم ہے حفظِ مراتب
 دل میں چاہت نہیں ہو تو جاتی مدحتِ مصطفیٰ ﷺ رائیگاں ہے



رئیس احمد

اس پر گواہ بن گیا، میرا شعور حرف حرف
آپ ﷺ کی نذر کر دیئے میں نے حضور حرف حرف

وہم و یقین کے درمیاں فکر بشر تھی بدگماں !
وجہ ہدایت و یقین ان کا ظہور حرف حرف

دل کے ورق پہ مدحتیں لکھی ہوئی ازل سے ہیں !
قریہ جاں ہے سر بہ سر کیف و سرور حرف حرف

وجہ سکون جان بھی، فیض کا آسمان بھی !
لطف کا سائبان بھی ذکر حضور حرف حرف

نورِ حرا بھی ہیں وہی، شمع ہدیٰ بھی ہیں وہی
ان کے ہی اسم پاک سے دیتا ہے نور حرف حرف

ذکر نبی ﷺ جہاں ہوا سیل کرم رواں ہوا !
ان کی عطا کا جا بجا دیکھا ظہور حرف حرف

نعت نبی ﷺ رئیس ہم، کیسے کریں بھلا رقم !
علم و عمل کہاں بہم، کیسے ہو نور حرف حرف



جگن ناتھ آزاد

وہاں کل رات جنت کا نظارا تھا جہاں میں تھا
عجب اک کیفِ پیہم آشکارا تھا جہاں میں

زمین کا مرتبہ اس کے سوا اب اور کیا کہیے
کہ ذرہ خاک کا گردوں کا تارا تھا جہاں میں تھا

زمین سے عرش تک تھا ایک کیفِ بے خودی طاری
کہ اک نامِ مقدس جلوہ آرا تھا جہاں میں تھا

منور رات کا دل تھا تجلی خیز نغموں سے
وہاں ظلمت کا دامن پارہ پارہ تھا جہاں میں تھا

دلوں کے درد کی آباد تھی دنیا زبانوں پر
سعادت نے عجب نقشہ اتارا تھا جہاں میں تھا

یہ تھی وہ سردی محفل کہ اس محفل کا ہر لمحہ
عقیدت نے محبت سے سنوارا تھا جہاں میں تھا

وہ دانائے سبل، ختمِ الرسل کا ذکر تھا جس کا
میسر اہلِ باطن کو سہارا تھا جہاں میں تھا



تابش دہلوی

تر جاں جب نظر پہ کھلتا ہے
 درِ خیرالبشر ﷺ پہ کھلتا ہے
 ان کی رحمت سے میرا حرفِ دعا
 کھل کے بابِ اثر پہ کھلتا ہے
 سایہ گستر ہے دامنِ رحمت
 یہ نشاں بحر و بر پہ کھلتا ہے
 طیبہ ہوتا ہے منزلِ مقصود
 جب قدم رہ گزر پہ کھلتا ہے
 غرفہ و لیل و واضحی کا ہنوز
 روزِ شام و سحر پہ کھلتا ہے
 جب بھی ذکرِ رسول ﷺ کرتا ہوں
 اک اجالا سا گھر پہ کھلتا ہے
 اک تجلی حرم میں ہے ہر سو
 یہ بھی منظرِ نظر پہ کھلتا ہے
 دیکھنا ہے کہ آسمانِ حرم
 کیا مرے بال و پر پہ کھلتا ہے
 جوشِ تعمیر میں وہ دستِ ہنر
 خستہ ہر بام و در پہ کھلتا ہے
 منفعل اشک ہیں گہرِ تابش
 یہ میری چشمِ تر پہ کھلتا ہے



حفیظ تائب

حرم کا دیدہ بیدار روضۃ الجنۃ
ازل نما، ابد آثار، روضۃ الجنۃ

جہاں پہنچ کے سکوں پائے دیدہ بھی، دل بھی
وہ پر بہار و پر انوار روضۃ الجنۃ

ہر اسطوانہ ہے عہدِ رسول ﷺ کا عکاس
ہر آن پایا ضیا بار روضۃ الجنۃ

سدا دکھاتا ہے خیر القرون کے منظر
ہے گویا آئینہ بردار روضۃ الجنۃ

مہک رہا ہے جو انفاسِ زیست پرور سے
وہ حسن و خیر کا گلزار روضۃ الجنۃ

ریاضِ خلد سے وہ روضۃ جان اہل نظر
نشاطِ حلقہ ابرار روضۃ الجنۃ



جمالِ پانی پتی

متاعِ دو جہاں پائی تری مدحتِ سرائی سے
کمانی اور کیا دنیا میں اچھی اس کمانی سے

تمہارا نام آقا دل کی تختی پر لکھا ہم نے
محبت کے قلم سے آرزو کی روشنائی سے

نبی کا نور کیا ظلمتِ سرائے دہر میں چمکا
ہوا روشن جہاں سارا جمالِ مصطفائی سے

ترے نورِ ہدایت سے زمانے کو ملی منزل
نشاںِ حق کا ملا دنیا کو تیری رہنمائی سے

تری عقدہ کشائی سے کھلے عقدے سبھی دل کے
ہوئیں سب مشکلیں آساں تری مشکل کشائی سے

وہ دولت بادشاہوں کے خزانوں میں نہیں ملتی
جو ملتی ہے گداؤں کو ترے در کی گدائی سے

پئے گل دستہ نعتِ نبی چن چن کے لایا ہوں
ذرا دیکھو تو! کیا کیا پھول باغِ مصطفائی سے

جمالِ اس سے علوئے مرتبت کا ہو بیاں کیسے
پرے ہے مرتبہ جس کا تخیل کی رسائی سے



احمد جاوید

چشم تر جلوہ گہہ دوست میں کام آئی نہیں
 منزل دید پہ درکار یہ بینائی نہیں
 دل میں اس حرف کے مانند ہے نسبت ان ؓ کی
 کہ جو شرمندہ خاموشی و گویائی نہیں
 کون سی راہ ہدایت ہے جو اس ہادی ؓ نے
 دل کو دکھلائی نہیں عقل کو سمجھائی نہیں
 دل ہے وہ حجرہ مہمانی دلبر جس میں
 غیر تو غیر ہے اپنی بھی پذیرائی نہیں
 دیکھ اے شمع شبستان حرا اپنی لپک
 تپش اظہار نہیں شعلہ سینائی نہیں
 میں نے بھی نذر گزاری تھی متاع دل و جاں
 شکر صد شکر کہ سرکار ؓ نے ٹھکرائی نہیں
 آنکھ کا ذکر ہی کیا جو انھیں دیکھ سکے
 دل عارف نے ابھی تک وہ نظر پائی نہیں
 کاش اس بات سے بیگانہ رہیں یہ لب و گوش
 جو میرے سید و سرکار ؓ نے فرمائی نہیں
 چاک پیراہن ہستی کو رفو کرتے ہیں
 ان ؓ کے دیوانے بڑے لوگ ہیں سودائی نہیں



اسلم انصاری

اے شبستانِ حرا!

اے شبستانِ حرا
 اے دل سنگ میں ٹھہرے ہوئے اک نقشِ جمیل
 اے کہستانِ جمادات میں جاگی ہوئی تقدیر کی لو
 اے نہاں خانہ ہستی کے خزینوں کی ضیا
 اے دل آدمِ عالم کی دعا

اے شبستانِ حرا!

صبح آفاق نے مانگی تھی ترے ذروں کی نا دیدہ
 کرن
 تو نے سیکھا تھا ازل سے درامکاں کی طرح وارہنا
 کہکشائیں تری دہلیز سے گزری ہیں زمانوں کی طرح
 اور..... زمانے، جو مہ و سال ہیں.....
 سانس رو کے ہوئے
 اور سر کو جھکائے ہوئے، آتے ہیں یہاں
 فیضِ روانی کے لیے
 سب عبارات و اشارات ہیں خاموش یہاں
 حسنِ معافی کے لیے!

اے شبستانِ حرا،
 اے لب ہستی کی دعا
 اے دل آدم و عالم کی تمنا کی مثیل
 اے گزرتی ہوئی آفات میں اک قائم و دائم کی دلیل
 تو وہ خوش بخت کہ اس مہر جہاں تاب ﷺ نے بخشا تجھے جلوؤں کا ہجوم
 حسنِ انفاس کا تزیینہ و تعطر تری محراب کو فردوس نما کرتا تھا،
 ترے دامن میں ہو صبح رسالت ﷺ کا طلوع.....

اے دل آدم و عالم کی دعا

اے شبستانِ حرا!

اے شبستانِ حرا!



عنوانِ چشتی

عشق کی جوت اور دل کا نگینہ تیرے نام
تیرے نام اے شاہِ مدینہ تیرے نام

یوں تو فقیرِ عشق ہے خالی ہاتھ، مگر
کرب کی دولت، غم کا خزینہ تیرے نام

ذره ذرہ تیرے نور سے روشن ہے
لمحہ لمحہ وقت کا زینہ تیرے نام

عشق کا دریا موج میں ہے پھر اے ماںجھی
روح کا لنگر، دل کا سفینہ تیرے نام

جینے کے آداب ہیں تیری دین مگر
مرنے کا ہر ایک قرینہ تیرے نام

میرے کفر و دیں کی حقیقت کچھ ہو مگر
ذہن کا کعبہ، دل کا مدینہ تیرے نام

میرے نشاط و غم کا محور تیری ذات
ماہِ محرم، عیدِ مہینہ[☆] تیرے نام



☆۔ اگرچہ بنیادی طور پر یہ لفظ (مہینا) ہندوستانی ہے۔ مگر اب اس کا الٹا "ہ" (ہے) سے بھی کیا جاتا ہے۔ مہینہ آخری "ہ" (ہے) کے ساتھ (مختصر اردو لغت از ترقی اردو بیورو، نئی دہلی) میں بھی ملتا ہے

حافظ محمد ظہور الحق

اے خدا کے آخری پیغامبر تجھ پر سلام
سب سے اونچا ہے خدا کے بعد تیرا ہی مقام

تو نے دنیا کو پڑھایا ہے سبق توحید کا
تو نے بھر بھر کے پلائے ہیں مئے وحدت کے جام

تیری فیاضی نے ذروں کو بنایا آفتاب
بن گئے اونٹوں کے چرواہے زمانے کے امام

تیرے آنے سے چمن میں آگئی تازہ بہار
تو نے دنیا سے مٹایا کفر و باطل کا نظام

اسود و احمر کی تو نے ختم کر ڈالی تمیز
ایک ہی صف میں بٹھائے تو نے آقا و غلام

تیری امت کیوں نہ پائے ”خیر امت“ کا خطاب
تو ہے جب خیر البشر، خیر الرسل، خیر الانام

تو جہاں میں ہے خدا کا آخری پیغامبر
ختم ہے تجھ پر نبوت، تجھ پہ ہر نعمت تمام

لیلۃ الاسرا میں ”سدرہ“ پر رکے روح الامین ﷺ
اور سدرہ سے کہیں آگے ہوا تیرا مقام

شامِ روزِ جزا اور ساقیِ کوثر ہے تو
تو حبیبِ کبریا ہے تو رسولوں کا امام

منحصر تیری اطاعت پر ہے انساں کی نجات
تیرا ہر اک حکم ہوتا ہے خدا ہی کا پیام

تو نے دنیا کو دکھایا ہے صراطِ مستقیم
تو نے دنیا سے مٹائے ہیں ضلالت کے ظلام

جب ہوا تیری نبوت کا زمانے میں ظہور
مٹ گیا کفر و نفاق و شرک و بدعت کا نظام

دونوں عالم کی سعادت ہاتھ آئے گی ظہور
جب بنے گا تو محمد ﷺ کے غلاموں کا غلام



رشید وارثی

روضہ شاہ پہ سوغات کے قابل کیا ہے
دو جہاں ان پہ فدا ایک مرا دل کیا ہے

راہِ طیبہ کے مسافر کو نہیں اس سے غرض
موجِ طوفان ہے کیا، عشرتِ ساحل کیا ہے

ایک بندے کے تصرف میں دو عالم دے دے
شانِ قدرت کے لیے بات یہ مشکل کیا ہے

کہکشاں تیری بدولت ہمیں ادراک ہوا
نقشِ پائے شہ والا سے مماثل کیا ہے

دیدہٴ قاصدِ اسریٰ پہ صحیفہ اترے
قابِ قوسین ہے کیا قرب کی منزل کیا ہے

جس کے کشلول بصارت کو در دید ملے
پوچھیے اس سے کہ بینائی کا حاصل کیا ہے

اثرِ رعبِ جمالِ شہ ﷺ خواباں سے رشید!
زرد سورج کا ہے چہرہ ماہِ کامل کیا ہے



تمثیل جاوید

رحمت فراواں کے جاں فزا مہینے میں
آپ ﷺ کا غلام آیا، آپ ﷺ کے مدینے میں

دو گھڑی کا جینا بھی کم نہیں مدینے میں
لذتیں ہیں صدیوں کی دو گھڑی کے جینے میں

زارینِ روضہ ہیں روکشِ مہ و انجم
تابِ حسنِ چہرے پر، موجِ نورِ سینے میں

آپ ﷺ ہی سے روشن ہے چشمِ جاں کی بینائی
آپ ﷺ ہی سے رونق ہے دل کے آگینے میں

اس خیال سے دل کی دھڑکنیں ہوئیں بیتاب
در سے لوٹ جاؤں گا درد کے سفینے میں

جالیاں ہیں روضے کی اب نگاہ میں تمثیل
احتیاط پیدا ہے شوق کے قرینے میں



محمد سبکتگین صبا

عجب اک نشہ خود آگہی ذہنوں پہ چھاتا ہے
محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام جب ہونٹوں پہ آتا ہے

میں شب کی ساعتوں کو ان پہ جب قربان کرتا ہوں
مجھے لگتا ہے جیسے کوئی مجھ میں جاگ جاتا ہے

انہی کی ذات سے ملتا ہے منزل کا نشان سب کو
انہی کا نور ہے جو راستہ سیدھا دکھاتا ہے

نہ خواہش محل کی مجھ کو نہ حسرت ہے مناروں کی
مجھے تو سبز گنبد کملی والے کا ہی بھاتا ہے

کبھی بھی زندگی میں کوئی مشکل پڑ نہیں سکتی
وہ اپنے چاہنے والوں سے یوں رشتہ نبھاتا ہے

اسی سے جان لو رتبہ محمد ﷺ کا جہاں والو
کہ وہ ایسی حقیقت ہے قسم رب جس کی کھاتا ہے

مجھے ہو فکر کیوں اپنی صبا پھر روزِ محشر میں
محمد ﷺ سے جو رشتہ ہے محمد ﷺ سے جو ناتا ہے



ریاض احمد قادری

گلابِ نعت سے سارا جہاں مہکتا ہے
زمیں مہکتی ہے اور آسماں مہکتا ہے

صہیب و رومیؒ و سلمان فارسیؒ و بلاؒ
نبیؐ کے عشق میں ہر رازداں مہکتا ہے

دروودِ پاک سے شام و سحر معطر ہیں
اس ایک ذکر سے سارا سماں مہکتا ہے

سچی ہے محفلِ نعتِ نبی ﷺ ہر اک گھر میں
دُورِ عشق سے ہر خاندان مہکتا ہے

مہک رہے ہیں در و بامِ نعتِ نغموں سے
دروودِ پاک سے ہر آستاں مہکتا ہے

چلی ہے بادِ صلوة و سلامِ طیبہ سے
دروودِ غنچوں سے گلزارِ جاں مہکتا ہے

اسی کے دم سے معطر ہیں سارے کوہ و دمن
ریاضِ نعت سے ہر گلستاں مہکتا ہے



سلیم کوثر

وہ نظر ہو تو کیا سے کیا ہو جاؤں
 میں جو پتھر ہوں آئینہ ہو جاؤں
 لوگ کعبہ سے سوئے طیبہ جائیں
 میں تو بس ان کا راستہ ہو جاؤں
 میری آنکھوں میں ان ﷺ کے خواب رہیں
 اور ہر خواب سے جدا ہو جاؤں
 ان ﷺ کی گلیوں کا قرض ہوں میں تو
 دیکھئے کب وہاں ادا ہو جاؤں
 ان ﷺ کی یادوں کی بزم ہو اور میں
 رقص کرتا ہوا فنا ہو جاؤں
 میں تو اس شہر کی امانت ہوں
 کب چلوں اور کب ہوا ہو جاؤں
 ان ﷺ کی چوکھٹ پہ سر رکھوں اور پھر
 ہر تصور سے ماورا ہو جاؤں
 مجھ کو بھی اذنِ باریابی دے
 خاک سے میں بھی کیمیا ہو جاؤں
 کتنی بوسیدگی ہے مجھ میں سلیم
 ان سے مل آؤں تو نیا ہو جاؤں



سلیم کوثر

سارے حرفوں میں اک حرف پیارا بہت اور یکتا بہت
سارے ناموں میں اک نام سوہنا بہت اور ہمارا بہت

اس کی شاخوں پر آکر زمانوں کے موسم بسیرا کریں
اک شجر، جس کے دامن کا سایا بہت اور گھنیرا بہت

ایک آہٹ کی تحویل میں ہیں زمیں آسماں کی حدیں
ایک آواز دیتی ہے پہرہ بہت اور گہرا بہت

جس دیے کی توانائی ارض و سما کی حرارت بنی
اس دیے کا ہمیں بھی حوالہ بہت اور اُجالا بہت

میری بینائی سے اور مرے ذہن سے محو ہوتا نہیں
میں نے رُوئے محمد ﷺ کو سوچا بہت اور چاہا بہت

میرے ہاتھوں سے اور میرے ہونٹوں سے خوش بوئیں جاتی نہیں
میں نے اسم محمد ﷺ کو لکھا بہت اور چوما بہت

بے یقیں راستوں پر سفر کرنے والے مسافر سنو
بے سہاروں کا ہے اک سہارا بہت کملی ﷺ والا بہت



ریاض حسین چودھری

تمنائے حضوری

(بیسویں صدی کی آخری طویل نعتیہ نظم کے منتخب قطعات)

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
حکمت و دانش و برہان کا مکتب ہوتا
مجھ کو بھی صبح ازل تیرے خزانے سے عطا
حرف دانائی کی تفہیم کا منصب ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم !
پرچمِ حمد مرے عجز کی چھایا ہوتا
میری ہر سانس ترے نام کی مالا چپتی
ذکر تیرا ہی فضاؤں میں خدایا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
تقویٰ و علم و عمل میرا خزانہ ہوتا
میں ترے بندوں میں تقسیم شعاعیں کرتا
رزق اور عدل کی مالا کا نگینہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
بولہب کی میں وہ اک لونڈی ثوبیہ ہوتا
جشن میلاد کے صدقے میں رہائی ملتی
جشن میلاد کی تاریخ کا حصہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی تھا اگر تو مرے رب کریم
میں حلیمہ کی وہ تاریک سی کٹیا ہوتا
جس میں سرکار ﷺ کو اکثر وہ لٹایا کرتی
جس میں سرکار ﷺ کے آنے سے اجالا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
ان ﷺ کے بچپن میں قدمبوسی کا حیلہ ہوتا
پاؤں رکھ رکھ کے گھروندے وہ بنایا کرتے
میں خنک ریت کا بے نام سا ٹیلہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
پر فشاں سعد کی وادی میں میں ہر سو ہوتا
مسکرا کر جسے مٹھی میں چھپا لیتے حضور ﷺ
جھاڑیوں میں وہ چمکتا ہوا جگنو ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
میں ہواؤں کی گذرگاہوں کا نقشہ ہوتا
جو سفر میں سر سرکار ﷺ پہ کرتا سایہ
یا خدا، میں کبھی بادل کا وہ ٹکڑا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
 نصب، شعب ابی طالب میں میں خیمہ ہوتا
 بوند بن کر میں ٹپک پڑتا لبِ اقدس پر
 بیر یا پھر۔ میں کسی بیری کا پتا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
 جس پہ سوئے تھے علیؑ وہی بستر ہوتا
 چشمِ اعداء میں اتر جاتا سیاہی بن کر
 دستِ اقدس کے وہ خوش بخت میں کنکر ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
 وقتِ ہجرت میں کسی پیڑ کا سایہ ہوتا
 ان کے قدموں پہ لٹا دیتا میں ساری ٹھنڈک
 امِ معبد کے پڑاؤ پہ بھی چھایا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
 بعدِ پا بوسی کے مصروفِ زیارت ہوتا
 ہر قدم پر میں بچھا دیتا نگاہیں اپنی
 میں کہ یثرب سے قبا تک کی مسافت ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
 دشت پر ہول کا میں خاص وہ حصہ ہوتا
 جو جکڑ لیتا سراقہ کی سواری کے قدم
 تپتے صحراؤں میں مخمل کا میں رستہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
آمد سرور عالم ﷺ کا پیامی ہوتا
اپنی ہجولیوں کے ساتھ میں گاتا نغمے
بنو نجار کی خوش بخت میں بچی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
گھاس پر پھیلا ہوا تختہ شبنم ہوتا
آپ ﷺ اور آپ کے اصحابؓ جہاں بھی جاتے
میں اسی راہ گذر میں بچھا ریشم ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
فتح مکہ کی گواہی کا وثیقہ ہوتا
خون کے پیاسوں میں وہ تقسیم قبائیں کرتے
اسی تاریخ کے ادوار کا لمحہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
ہاتھ میں سوت کی اٹی کا خزانہ ہوتا
جس کو آقا ﷺ کی قدمبوسی کی عزت ملتی
میں ابوبکرؓ کے گھر کا وہ اثاثہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
میں ابوذرؓ کے تفکر کا سویرا ہوتا
رہنما ہوتی مری رسمِ اولیںِ قرنیہ
یا میں پھر عشقِ بلائی کا پھریرا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
ان ﷺ کے نعلین مبارک سے مصور ہوتا
میر و سلطان مرے کسکول کا صدقہ لیتے
میں اگر شہرِ پیمبر ﷺ کا گداگر ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
شہرِ سرکار ﷺ کا میں ایک بھکاری ہوتا
یا مدینے کے درو بام کا ہوتا پتھر
یا مدینے کے مکینوں کی سواری ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
ان ﷺ کی چوکھٹ پہ بچھا ایک بچھونا ہوتا
دست بوسی سے کبھی مجھ کو نہ ملتی فرصت
شہرِ سرکار ﷺ کے بچوں کا کھلونا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
جاں نثارانِ محمد ﷺ کا میں پرچم ہوتا
ان کے اوصافِ حمیدہ سے جلاتا میں چراغ
ان کے افکارِ جدیدہ کا میں عالم ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
دشتِ طیبہ میں بھٹکتا ہوا آہو ہوتا
گنبدِ سبز کا ہر عکس ہے روشن جس میں
میں اسی آنکھ سے ٹپکا ہوا آنسو ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
مکتبِ بطحا کے بچوں کا میں ساتھی ہوتا
جس کے پر اپنی کتابوں میں چھپائے پھرتے
خلدِ طیبہ کی وہ رنگین سی تتلی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
دوسرے رستے پہ چلنے سے بھی قاصر ہوتا
عمر بھر رخت سفر کھولنا پڑتا نہ مجھے
میں ازل ہی سے مدینے کا مسافر ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
نور کے پھولوں کی میں ایک کیاری ہوتا
ایک اک شاخ پہ شبنم کے پروتا موتی
گلشنِ طیبہ کی میں بادِ بہاری ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
خیمہ جاں کی طنابوں کی میں سختی ہوتا
میرے چہرے پہ لکیروں کے بناتے جنگل
شہرِ پاکیزہ کے بچوں کی میں سختی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
ورقِ نور پہ طیبہ کا میں نقشہ ہوتا
یا پھر اک پیکرِ تصویرِ منور جس میں
صرف سرکارِ ﷺ کی گلیوں کا سراپا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
میں نے سانسوں میں اسی نام کو لکھا ہوتا
میں اسی نام سے تنہائی میں کرتا باتیں
میں نے ہر لمحہ اسی نام کو سوچا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
عہدِ گم گشتہ کی انمول نشانی ہوتا
ایک اک لمحہ درودوں کی برستی رمِ جہم
رمِ اظہارِ غلامی کا میں بانی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
احتراماتِ نبی ﷺ کا حاصل ہوتا
ذہن کھو دیتا توازن تو سرِ بزمِ حیات
ان ﷺ کی تعظیم سے پھر بھی نہ میں غافل ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
منتظرِ حشر تک میرا گھرانہ ہوتا
ایک دن آئیں گے آقا ﷺ مرے گھر میں بھی ضرور
اپنی اوقات میں رہتے ہوئے سوچا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
سامنے میرے فقط نور کا ہالہ ہوتا
سامنے میرے فقط روضے کی رہتی جالی
سامنے میرے فقط گنبدِ خضرا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا مرے رب کریم
نعت سرکارِ دو عالم ﷺ کی روانی ہوتا
سر اٹھاتا نہ ورق پر سے قلم کے مانند
حرف پاکیزہ کی بھرپور جوانی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
لوحِ احساس پہ جذبات کی بارش ہوتا
پھول رعنائی کے کھلتے مری شاخوں پہ بہت
میں قلم تھامے ہوئے حرف ستائش ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
عشقِ پیغمبرِ ذی شام کا اثاثہ ہوتا
میرے سامان سفر میں مری آنکھیں ہوتیں
میرے کھول دعا میں زرِ عقبی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
ملکِ توصیف کے میں تخت کا والی ہوتا
نکتہ لالہ و گل میرا تشخص لکھتی
شاخِ احساس کا ہر پھول مثالی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
وجد کا لمحہ مری روح پہ طاری ہوتا
ان ﷺ کے نعلین کے صدقے میں میں دریا بن کر
حشر کے روز لبِ تشنہ سے جاری ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
ان کے پیغامِ محبت کا میں داعی ہوتا
کلک جائی سے مجھے عشق کی ملتی دولت
نعت سعدی کی میں دلکش سی رباعی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
اسی تہذیبِ خداداد کی خوشبو ہوتا
جس نے ہر دور کے انسان کو چہرہ بخشا
میں پیمبر ﷺ کی ثقافت کا وہ پہلو ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
لفظِ اقراء کے بہت گہرے معانی ہوتا
شوق سے پڑھتے مجھے شہرِ نبی ﷺ کے بچے
جاں نثاری کی میں دلچسپ کہانی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
حرفِ اعزازِ سگِ کوئے پیمبر ﷺ ہوتا
اپنے آقا ﷺ کی گلی سے نہ نکلتا باہر
موت کے بعد بھی سرکار ﷺ کے در پر ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
لفظِ بن کر میں بصیری کا قصیدہ ہوتا
کلک حسان کی رعنائی کا ہوتا پیکر
اعلیٰ حضرت کا میں پر جوش عقیدہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
ان ﷺ کی مدحت کا علم میرا مقدر ہوتا
امت صبر کے آنسو بھی ہیں جن میں شامل
ان ﷺ درودوں کا سلاموں کا میں لشکر ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
تا ابد لب پہ مرے ام پیمبر ﷺ ہوتا
حشر کے روز اٹھاتے تو لحد میں میری
نعت کے کیف میں ڈوبا ہوا منظر ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
نعت سرکارِ دو عالم ﷺ کا جریدہ ہوتا
اپنے اوراق پہ توصیف کی رکھتا کلیاں
سرورق گنبد خضرا سے کشیدہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
گنبد سبز کا سرسبز میں روغن ہوتا
ایک اک لمحہ حضوری میں گذرتا میرا
رہشک فردوس بریں میرا نشیمن ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
میں بھی افکارِ جلیلہ کا تجل ہوتا
خاکِ طیبہ و نجف کو میں بناتا سرمہ
ان ﷺ کے اقبال کی پروازِ تخیل ہوتا



حفیظ تائب

سر کو جھکائے ہے فلک ان ﷺ کے سلام کے لیے
رفعت عرش بچھ گئی ہے جن کے خرام کے لیے

کیسی عجیب شب تھی وہ اقصیٰ میں تھی عجب بہار
سارے نبی تھے منتظر اپنے امام کے لیے

کنج حرا سے آپ کو کون سا در کھلا نہیں
حق نے بلایا اپنے پاس خاص کلام کے لیے

آپ ﷺ کے واسطے چلی نبض حیات و کائنات
جاری ہوا نظامِ وقت خیر انام ﷺ کے لیے

آپ کی ذات کے لیے خالق و خلق کا درود
خم نہ ہو کیوں سر نیاز آپ ﷺ کے نام کے لیے

کھولتی ہے درِ حضور تائب عجز کار پر
کافی نبی ﷺ کی نعت ہے کیف دوام کے لیے



حنیفِ اسعدی

آقا ﷺ کا لقب خیرِ بشر، خیرِ امم ہے
آقا ﷺ کے کرم ہی سے غلاموں کا بھرم ہے

وہ ایسے سخی ہیں کہ سخاوت بھی کرے ناز
وہ دستِ کرم سلسلہٴ جود و کرم ہے

وہ ذات کہ جس کا نہ کوئی مثل نہ ثانی
وہ اسمِ گرامی کہ سرِ عرش رقم ہے

یہ اوج یہ معراج یہ عظمت یہ بلندی
افلاک تو کیا عرش معلیٰ پہ قدم ہے

باوصفِ بشر ذاتِ الہی کا تقرب
یہ وصف ہے ایسا کہ فرشتوں میں بھی کم ہے

کعبہ ہی نہیں بیتِ مقدس سے فزوں تر
سرکارِ ﷺ کی نسبت سے مدینہ بھی حرم ہے

آقا ﷺ کا عمل ساری خدائی کا ہے معمول
آقا ﷺ کا شرف سارے زمانوں کا بھرم ہے

خاموش کھڑا ہوں میں سرِ روضہ اقدس
نظروں میں ندامت ہے جبیں شرم سے خم ہے

میں ان ﷺ کا ہوں جو وجہِ قرارِ دل و جاں ہیں
جی خوش ہے کہ شیرازہٴ احساس بہم ہے

ہر کوششِ توصیف ہے مشکل سے بھی مشکل
ہر حرفِ ثنا آپ ﷺ کے اوصاف سے کم ہے

اشکوں کی فراوانی سے لکھنا ہوا دشوار
دامن کی طرح دامنِ قرطاس بھی نم ہے

سرشار ہوں اس درجہ حنیف ان ﷺ کی عطا سے
سینہ ہی مدینہ نہیں، دل بیتِ حرم ہے



سرشار صدیقی

نبی ﷺ کے عشق کا تہذیب آشنا ہو جاؤں
 وہ نعت لکھوں کہ خود نعت کا صلا ہو جاؤں
 وہ دوسرا مرا جد تھا جو غارِ ثور میں تھا
 سمجھ سکوں جو یہ نکتہ تو کیا سے کیا ہو جاؤں
 اولیں قرنیٰ سے سیکھوں میں ہجر کے آداب
 اسی فراق میں پھر وصل آشنا ہو جاؤں
 ترے وسیلے سے نیت میں وہ اثر آجائے
 کہ ہاتھ اٹھاؤں تو خود حاصل دعا ہو جاؤں
 مثالِ نکبتِ گل ہو سفر ہدینے کا
 زمانہ دیکھتا رہ جائے، میں ہوا ہو جاؤں
 مرے خمیر میں اک آنچ کی کسر ہے ابھی
 بس اب جو پہنچوں مدینے تو کیمیا ہو جاؤں
 حرم میں میں بھی تو پیدا ہوا تھا دوسری بار
 مروں وہیں پہ تو اک زندہ معجزا ہو جاؤں
 ہجوم کر مرے رستے میں اپنے جلووں کا
 کہ میں اکیلے چلوں اور قافلہ ہو جاؤں
 میں ان ﷺ کی مجلسِ عرفاں کا حاشیہ بردار
 فقیرِ جلوہ بنوں، دید کا گدا ہو جاؤں
 تمام عمر جو عشقِ سخن رہی سرشار!
 بس اس لیے کہ ثنا خوانِ مصطفیٰ ﷺ ہو جاؤں



واصل عثمانی

نعتِ رسول ﷺ پاک سے ایسا عطا ہوا شرف
دونوں جہاں کی نعمتیں میرے حضور صف بہ صف

دامنِ مصطفیٰ ﷺ مجھے گوشہ امن و آشتی
چرخِ ستم شعار بھی کر نہ سکا مجھے ہدف

جس میں نہ ذکرِ شانِ حق جس میں نہ مدحتِ رسول ﷺ
ایسے بیان سے گزر ایسا کلام کر تلف

جو دو سخا کے تذکرے کون و مکاں میں ہیں ترے
تیرے کرم کا غلغلہ ارض و سما میں ہر طرف

راضی تری رضا پہ ہیں بوڑھ و طلحہ و بلائ
سعد و عبیدہ و زبیر حکم پہ تیرے سر بکف

ذربے تری نگاہ سے روکش گوہرِ عدن
دستِ کرشمہ میں ترے نغمہ سرا ہوئے حذف

جس کا ہو ورد دم بہ دم اسمِ رسولِ محترم
اس کو زمانہ ایک قلم کر نہ سکا کبھی حذف

”سرمہ ہے میری آنکھ کا“ خاکِ مدینہ النبی ﷺ
رہبرِ راہِ طیبہ ہیں میرے لیے شہِ نجف



سحر انصاری

نہ کھو جائیں کہیں ہم ساعتِ دیدار سے پہلے
 لپٹ جائیں مدینے کے در و دیوار سے پہلے
 ادب سے چوم لیں آنکھیں ذرا جالی کے منظر کو
 یہ آنسو گفتگو کر لیں مرے سرکار ﷺ سے پہلے
 جہاں انوار ہی انوار خود میزابِ رحمت ہوں
 نہ دیکھا خواب ایسا دیدہ بیدار نے پہلے
 وہی دست مبارک فاتحِ قلب و نظر ٹھہرا
 نظر آئی تھی جس میں شاخ گل تلوار سے پہلے
 بہت کچھ تھا کہ جس پر اہل دنیا فخر کرتے تھے
 مگر کیا تھا رسول اللہ ﷺ کے افکار سے پہلے
 رہے گر یہ کناں کیا کیا مصائب پر محمد ﷺ کے
 جنہیں حق نے گزارا تھا صلیب و دار سے پہلے
 یہ دنیا جس پہ مہر و ماہ کی گردش کا سایہ ہے
 شب تاریک تھی نورِ سحر آثار سے پہلے
 ابو جہل زمانہ ! دیکھ شانِ مصطفیٰ ﷺ کیا ہے
 ترے انکار سے پہلے، مرے اقرار سے پہلے
 سحر کیا اس قدر ہی کیف آور تھا، ذرا سوچو
 کہا جو کچھ بھی تم نے نعتیہ اشعار سے پہلے



اقبال حیدر

نعتیہ ہائیکو

اللہ کا انعام
میرے خون میں شامل ہے
آقا ﷺ کا پیغام

فکر ہے صبح شام
دھڑکن دھڑکن آقا ﷺ کا
ذکر ہے صبح شام

گو نجی صبح و شام
ازل ابد کے گنبد میں
میرے نبی ﷺ کا نام

ہر لمحہ ہر گام
ساری دنیاؤں کے لیے
ان ﷺ کی رحمت عام

صبح ہو یا شام
ان کی ذات پہ لاکھوں درود
ان پر لاکھوں سلام

سب سے بڑا مقام
ہر مسجد سے پانچوں وقت
گو نجی ان ﷺ کا نام

وہ آقا ﷺ میں غلام
میرے لیے اسمِ اعظم
ان ﷺ کا مقدس نام



عنایت علی خاں

وہ ﷺ جن کے نور سے رونق جہاں کو ملتی ہے
وہ ﷺ جن کے ذکر سے لذت زباں کو ملتی ہے

وہ ﷺ سنگ میل کہ صحرائے زیست میں جس سے
ریل راہ ہر اک کارواں کو ملتی ہے

وہ ﷺ جن کا لطف زمان و مکاں سے ہے آزاد
وہ ﷺ فصل گل کہ ہر اک گلستاں کو ملتی ہے

وہ ﷺ جن کی فکر حقیقت رسا کے صدقے میں
یقین کی دولت محکم گماں کو ملتی ہے

وہ ﷺ جن کے نقش کف پا کے چوم لینے پر
بلندیوں کی سند آسماں کو ملتی ہے

وہ ﷺ جن کی یاد عنایت ہے ایسی دل افروز
قرار روح کو تسکین جاں کو ملتی ہے



پیرزادہ قاسم

شعور حق کی ہم کو روشنی دی
انھی نے زندگی کو زندگی دی

ملایا ٹوٹے رشتوں کو حق سے
پھر ان کو دائمی وابستگی دی

رکھا خود بھی سخن میں نرم لہجہ
ہمیں بھی حرف کی شائستگی دی

ادا ہو۔ کس طرح حق بندگی کا
بشر کو اک مثال بندگی دی

گداز عشق بھی بخشا ہے دل کو
زباں کو نعت کی توفیق بھی دی



وسیم بریلوی

فلک کو میزبانی کی اجازت جب ملی ہوگی
تو بے چاری زمیں کی رات آنکھوں میں کٹی ہوگی

گلوں کی تمکنت کو کس نظر سے دیکھتی ہوگی
جو خوش بو آپ ﷺ کو چھو کر کسی قابل ہوئی ہوگی

عرب کے چاند کی آمد سے پہلے کس نے سوچا تھا
کہ تپتی ریت کی قسمت میں ایسی چاندنی ہوگی

پہنچنا چاند پر تو اک بہانہ تھا مرے آقا ﷺ
یہ دنیا آپ کا نقش کف پا ڈھونڈتی ہوگی

وسیم اس در پہ دولت کے سہارے کون پہنچا ہے
جسے آقا ﷺ بلائیں گے اسی کی حاضری ہوگی



اظہر عنایتی

ایسا نہ ہو کہ ہونٹوں پہ نامِ نبی نہ ہو
جو سانس لے رہے ہو کہیں آخری نہ ہو

جینے نہ دیں یہ دھوپ کی ظالم تمازتیں
ان کے کرم کی سر پہ جو چادر تنی نہ ہو

اس نام کو لبوں پہ فروزاں تو کیجیے
ممکن نہیں چراغِ جلے روشنی نہ ہو

دور محمدی کو بنا لے اگر مثال
جس کرب میں ہے آج ہماری صدی نہ ہو

اس بزمِ کائنات میں وہ روشنی ہیں آپ
جس روشنی کے بعد کوئی روشنی نہ ہو

وہ زندگی خدا کی قسم زندگی نہیں
جس زندگی میں عکسِ حیاتِ نبی نہ ہو

بس اک کرم یہ اور کہ میدانِ حشر میں
آقا گناہ گار کو شرمندگی نہ ہو

اظہر جو نعت کہیے تو رکھیے گا یہ خیال
سیرت ہو جذبِ عشق ہو کاری گری نہ ہو



عرشِ ہاشمی

جس پر نگاہ لطفِ شہِ بحر و بر کریں
تکریم اس گدا کی نہ کیوں تاجور کریں
”بیگانہ سنتوں سے جو ہو، وہ مرا نہیں“
کیوں اس حدیثِ پاک سے صرف نظر کریں
دشوار کب ہے اسوۂ سرکار پر عمل
پر کیا کہیں کہ خود ہی نہ ہمت اگر کریں
اپنا شعار طاعت سرور میں صبر ہو
کوئی ستم بھی ڈھائے تو ہم درگزر کریں
ہم مجرموں کو آپ کی رحمت کی آس ہے
”آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں“
اپنے عمل کی کچھ بھی نہ وقعت نظر میں ہو
ہم لوگ اتباعِ نبی جس قدر کریں
کس طرح زندہ ہوں مرے آقا کی سنتیں
اس دھن میں اپنی شام اسی میں سحر کریں
خاک در رسول کے بوسے جو ہوں نصیب
محسوس خود کو عرش نہ کیوں عرش پر کریں



منصور ملتانی

ان کا ذکر جن پہ ہوئی دلکشی تمام
 پھر کیوں نہ ہوگی رخ پہ بھلا روشنی تمام
 دنیا کے چاک پر انھیں ﷺ تخلیق جب کیا
 کر دی ہے کوزہ گرنے بھی کوزہ گری تمام
 غار حرا سے کوہ صفا تک گواہ ہیں
 ذہن رسا کو بخش گئی آگہی تمام
 سجدہ پھر ان ﷺ کا سجدہ کہ محراب کہہ اٹھی
 ان ﷺ کی جبین پہ کر دی گئی بندگی تمام
 ذہن و دل و ضمیر پہ انسان کے جو تھی
 وہ تیرگی انھی ﷺ کی نظر سے ہوئی تمام
 اول وہی کہ نور ازل ان ﷺ کی ذات ہے
 آخر وہی کہ ان ﷺ پہ ہے پیغمبری تمام
 پل بھر بھی دل نے چین نہ لینے دیا کہیں
 چوکھٹ پہ ان ﷺ کی آ کے ہوئی بے کلمی تمام
 آؤ اٹھاؤ ہاتھ کرو مل کے یہ دعا
 ہو کاش ان کے در پہ مری زندگی تمام
 منصور جس میں بیش ہو اخلاص کی مہک
 ہوتی ہے بس قبول وہی حاضری تمام



سید ذوالفقار حسین نقوی

محمد مصطفیٰ کی ذاتِ اقدس عکسِ قرآن ہے
یہی تو خارِ زارِ زیست میں راحت کا سماں ہے

سلام ان پر کہ جن کی ذاتِ اقدس عینِ رحمت ہے
انھی کا نام نامی تو مری بخشش کا عنوان ہے

یہ دوری جان لیوا ہے یہ فرقت کرب پیہم ہے
مدینے اڑ کے جا پہنچوں یہی بس ایک ارمان ہے

مرے دامن میں بھر دی ہیں زمانے بھر کی سب خوشیاں
یہ سب ان کی عنایت ہے یہ سب آقا کا احساں ہے

قلم ہے ہاتھ میں میرے تو یہ ان کا تصدق ہے
یہی میرا یقیں ہے اور یہی تو میرا ایمان ہے

غلامِ مصطفیٰ ہوں میں غلامِ مرتضیٰ ہوں میں
یہی ہے میری دولت اور یہی بخشش کا سماں ہے

اسے تاریکیوں سے خوف کب آتا ہے اے نقوی
چراغِ عشقِ احمد جس کے سینے میں فروزاں ہے



عاصی کرناالی

مداح ترا، غیر کا کیوں دست نگر ہو
 اے جان بہاراں تری برکت نہ اگر ہو
 صدیوں سے اسیر شب ظلمات تھی دنیا
 مٹی سے ترے شہر کی، تعمیر ہوئے ہیں
 بس ایک گزرگاہ ازل سے ہو ابد تک
 کیا عزتِ سائل ہے کہ مشکول ہوں خود پر
 میں اس کو سرِ نامہ اعمال سجا لوں
 رخسار کا کاغذ ہو اور اشکوں کی ہو تحریر
 ہر ذرے سے اگتے ہوں جہاں سینکڑوں سورج
 وہ عرش تلک جائیں تو معراج ہو ان کی
 دو حرف ثنا عجز سے لکھ لوں تو بہت ہے
 یہ کون سا موقع ہے کہ اظہار ہنر ہو
 کیوں وقت ثنا ہاتھ میں جبریل کا پر ہو
 گلزار جہاں میں نہ شجر ہو، نہ ثمر ہو
 وہ مہر جہاں تاب جو نکلے، تو سحر ہو
 وہ قریہ خورشید ہو یا چاند نگر ہو
 بس ایک سفر ہو، وہ مدینے کا سفر ہو
 کیا شانِ عطا ہے کہ ہمیں بھی نہ خبر ہو
 وہ لمحہ جو سرکار کی چوکھٹ پہ بسر ہو
 اس در پہ گزارش بھی بہ اندازِ دگر ہو
 اس شہر میں کیا حوصلہ اہلِ نظر ہو
 ان تک بشر آجائے تو معراج بشر ہو
 یہ کون سا موقع ہے کہ اظہار ہنر ہو

عاصی یہ گزارش بھی ادب سے ہے تجاوز
 اتنا جو کہا جائے کہ مجھ پر بھی نظر ہو



ریاضِ مجید

ٹھہری ہوئی آنکھوں میں جدائی کی گھڑی ہے
 شبِ آخری طیبہ کی مرے سر پہ گھڑی ہے
 اک ساعت بیدار ہے مقسومِ نظر کا
 دوری میں تڑپنے کے لیے عمر پڑی ہے
 اک لمعہٴ پراں ہے میسر دمِ رخصت
 فہرستِ دعاؤں کی، سلاموں کی بڑی ہے
 کیا عرض و گزارش ہو کہ ملتے نہیں الفاظ
 دنیائے تمنا ہے جو ہونٹوں پہ اڑی ہے
 روتے ہوئے سامانِ سفر باندھ رہے ہیں
 محسوس یہ ہوتا ہے قیامت کی گھڑی ہے
 اک گنبدِ خضرا ہے محیطِ دل و دیدہ
 دھندلائی ہوئی آنکھوں میں تصویرِ جڑی ہے
 کھینچتے چلے آتے ہیں قدمِ سوئے حرم پھر
 یہ شہرِ مدینہ سے نکلنے کی گھڑی ہے
 آتے ہوئے کیا سہل مدینے کا سفر تھا
 جاتے ہیں تو ایک ایک قدمِ راہِ کڑی ہے
 لوٹا ہے مدینے سے ریاضِ اپنا بدن ہی
 جو روح ہے وہ اب بھی مواجہ پہ گھڑی ہے



ناوک حمزہ پوری

رحمت کی پھوار

اے صلن علی، نطق گہر بار رسول ﷺ
 رحمت کے پھوار ہے کہ گفتار رسول ﷺ
 واللہ ہے، ”لابی بعدی“ شاہد
 ہر دور کا معیار ہے کردار رسول ﷺ

دل کونین کی دھڑکن

تنویر صفا کی شمع روشن ہیں آپ ﷺ
 تصویر حیا کا رنگ و روغن ہیں آپ ﷺ
 اسرار حیات آپ کے دم سے صوتاب
 حقا! دل کونین کی دھڑکن ہیں آپ ﷺ

اکملت لکم

ممنون کرم آپ ﷺ کی خشکی و تری
 روشن ہے فلک آپ ﷺ سے دھرتی ہے ہری
 ”اکملت لکم“ سے صاف چلتا ہے پتا
 ختم آپ ﷺ کی ذات پر ہے پیغامبری

محسن اعظم ﷺ

اسرار حیات کی وضاحت کر دی
 ہر راز مہمت کی وضاحت کر دی
 یہ محسن اعظم ﷺ کا ہے احسان عظیم
 اک راہ نجات کی وضاحت کر دی



رئیس احمد نعمانی

کاش دل کی یہ دعا باب اثر تک پہنچے
یہ سیہ نامہ بھی سرکار ﷺ کے در تک پہنچے

خاک طیبہ! ترے ذروں سے عقیدت ہے مجھے
کس لیے میری نظر لعل و گہر تک پہنچے

ان کے قدموں کے نشاں اس سے بہت آگے ہیں
اہل سائنس تو بس سطح قمر تک پہنچے

راحت جاں ہیں مری یاد خدا، نعت نبی ﷺ
کاش اس رات کا دامن نہ سحر تک پہنچے

کہنہ خالق کا سمجھنا تو کہاں ممکن تھا
کیا جہاں والے ابھی کہنہ بشر تک پہنچے

اے ہوا! یاد رہے تجھ کو وصیت میری
خاک اڑ کر مری، آقا ﷺ کے نگر تک پہنچے

فقر ہی فخر ہے جب ان کے غلاموں کا رئیس
ہاتھ پھر کیوں کسی گنجینہ زر تک پہنچے



مناظر عاشق ہرگانوی

وہ جس کے نور نے بخشا ہے نور آنکھوں میں
 شراب شوق کی مستی سرور آنکھوں میں
 وہ جس نے درد دیا دل کو، درد کو عظمت
 جگر کو سوز دیا اور سوز کو راحت
 بشر کو جس نے ہے بخشا لباس ہستی کا
 سروں سے مٹ گیا سودا صنم پرستی کا
 وہ جس کے دور نے دور جہاں بدل ڈالا
 زمیں کا ذکر ہی کیا آسماں بدل ڈالا
 وہ خضر راہ ہے وہ رہنما ہے انساں کا
 خدا نہیں ہے مگر ناخدا ہے انساں کا
 وہ جس نے صاحب ایماں بنا دیا ہم کو
 نظر نے جس کی مسلمان بنا دیا ہم کو
 وہ جس نے نور کے سانچے میں مجھ کو ڈھالا ہے
 جہاں کو کفر کے ظلمات سے نکالا ہے
 اسی کے جلوے سے عاشق ہے روشنی ساری
 اسی کے نام سے دنیا میں زندگی ساری



اطہر شاہد

تمام اشک دعا تھے قبول ہوتے رہے
درو پڑھتا رہا زخم پھول ہوتے رہے

فدائے شیوہ رحمت کہ تیرہ بختوں کے
دلوں کو نور کے تحفے وصول ہوتے رہے

غلام گزریں گے کتنے کٹھن مراحل سے
یہ سوچ کر مرے آقا ملول ہوتے رہے

ہر ایک راہ کو بخشا مزاج کا ہکشاں
ستارے آپ کے قدموں کی دھول ہوتے رہے

گلیم پوش غلامان مصطفیٰ ﷺ کے طفیل
شہنشی کے مرتب اصول ہوتے رہے

مرے ہنر کی ہے معراج یہ گماں شاہد
مری ثنا کے شگونے قبول ہوتے رہے



ظہیر غازی پوری

فکر اور احساس کے دیوار و در روشن ہوئے
نام احمد رحمۃ اللہ علیہ لیتے ہی ہم سر بہ سر روشن ہوئے

زندگی کا اتنا روشن ضابطہ لائے تھے وہ
بے کس و بے آسرا لوگوں کے گھر روشن ہوئے

اک نگاہ خاص اٹھی جب شہ کونین کی
ٹوٹی اقدار کے سبب بام و در روشن ہوئے

ان کے لب کی ایک جنبش کا کرشمہ دیکھئے
بند مٹھی میں بھی پتھر کے جگر روشن ہوئے

دفعتا کون و مکاں میں برق سی لہرا گئی
آپ کے نقش قدم جب عرش پر روشن ہوئے

کالے پتھر کی زیارت خواب میں کیا ہوگئی
نور کے سائے در و دیوار پر روشن ہوئے

اے ظہیر اقوام عالم نے کیا ہے اعتراف
ان رحمۃ اللہ علیہ کے آنے سے ہی سارے بحر و بر روشن ہوئے



نسیمِ سحر

اس قریہ بہار میں دیتے ہیں حاضری
جب بھی ہو اختیار میں، دیتے ہیں حاضری

مدھم جو پڑنے لگتی ہے اندر کی روشنی
انوار کے دیار میں دیتے ہیں حاضری

شاید کبھی ہمیں بھی حضوری نصیب ہو!
اس ایک انتظار میں دیتے ہیں حاضری

خوش بوبسا کے لاتے ہیں ہم قلب و روح میں
جب شہر مشک بار میں دیتے ہیں حاضری

قطرہ جہاں کا خود بھی سمندر سے کم نہیں
اس بحر بے کنار میں دیتے ہیں حاضری

جلتے ہیں ہم بہت جو زمانے کی دھوپ میں
اس شہر سایہ دار میں دیتے ہیں حاضری

کتنا سکون ملتا ہے یک دم ہمیں نسیم
جیسے بھی اضطراب میں دیتے ہیں حاضری



ظفر مراد آبادی

زمیں پہ نورِ خدا، بے حجابِ روشن ہے
 بہ شکلِ حسنِ رسالت مآب ﷺ روشن ہے
 نظرِ ٹھہرتی نہیں، مطلعِ نبوت پر
 رخِ حضور ﷺ ہے یا آفتابِ روشن ہے
 طلوعِ نورِ درخشاں ہے یا نویدِ خلیل
 اک آفتاب پس آفتابِ روشن ہے
 زمیں سے تا بہ فلکِ بچھ گئی ہے کابکشاں
 بہ اہتمامِ درِ باریابِ روشن ہے
 طلبِ کچھ اپنی نہیں ہے لبِ مبارک پر
 شبِ وصالِ بجا، امت کا بابِ روشن ہے
 وہیں چھٹیں گے اندھیرے سیاہِ بختی کے
 وہ ایک در جو بہ صد آب و تابِ روشن ہے
 ہے سنگِ باری طائف سے جسمِ اطہر پر
 ہر ایک زخمِ کہ جیسے گلابِ روشن ہے
 لہو سے ہو گئے لبریز آپ کے نعلین
 مگر لبوں پہ منورِ خطابِ روشن ہے
 انھی کے دم سے منور ہے گوشہ سیرت
 عمل میں جن کے خدا کی کتابِ روشن ہے
 ہے ان کی یادِ ظفر ایسے موجزنِ دل میں
 کہ جیسے برق، درونِ سحابِ روشن ہے !!



قمرزیدی

محمد ﷺ پیکرِ انساں میں شاید اس لیے آئے
 کہ وہ اپنی حیاتِ پاک کے دوراں ہمیں
 جو کچھ کہیں
 یا کر کے دکھلائیں
 وہ انساں کی حدِ امکاں کے اندر درج ہو جائے
 اور اس بنیاد پر کوئی بشر
 شعارِ مصطفائی کو
 اگر ناقابلِ تقلید سمجھے
 کہ انساں کا نبی سے کیا تقابل؟
 تو شاید
 وہ مسلمان ہی نہیں
 نبی کے نام سے واقف ہے لیکن
 نبی کی ذات پر ایماں نہیں ہے
 تو اے نسلِ بنی آدم
 خصوصاً اے مسلمانو، یہ جانو
 مسلمانی نبی کا نام لینا ہی نہیں ہے

نبی کی پیروی کرنے
 اور ان کے حکم کی تعمیل کرنے میں خفی ہے
 قمر شاید تجھے بھی خوش گمانی ہو گئی ہے
 بزعمِ خود اگر تو شاعری کو رہبری کہہ کر
 زباں سے دعویٰ تلمیذِ رحمانی بھی کرتا ہے
 تو اس میدان میں آنا پڑے گا
 نبی نے جو کہا یا کر کے دکھلایا
 فقط نعتوں میں دہرانا نہیں ہے
 عمل کر کے بھی دکھلانا پڑے گا
 یہی مقصد تھا اس نورِ خدا کو جسم دینے کا



ظفر اقبال ظفر

عجب لذت سفر میں ہے، مدینہ لکھ رہا ہوں میں
مدینہ چشمِ تر میں ہے، مدینہ لکھ رہا ہوں میں

قلم، کاغذ، سیاہی، لفظ سارے نور میں ڈوبے
یہ فنِ نعت ہنر میں ہے، مدینہ لکھ رہا ہوں میں

جو اس کے سائے میں بیٹھا مہک اٹھا بدن اس کا
جو یہ خوشبو شجر میں ہے، مدینہ لکھ رہا ہوں میں

ابھی آ جائے گا ساحل تمہارے سامنے لوگو!
ابھی کشتی بھنور میں ہے، مدینہ لکھ رہا ہوں میں

نہ شدت دھوپ میں ہے اور نہ سختی راستے میں اب
کہم ان ﷺ کا سفر میں ہے، مدینہ لکھ رہا ہوں میں

یہ سب ذکرِ نبی ﷺ یادِ نبی ﷺ سے ہے مجھے حاصل
سکوں قلب و نظر میں ہے، مدینہ لکھ رہا ہوں میں

در و دیوار آنگن میں مرے اک نور بکھرا ہے
ظفر رونق جو گھر میں ہے، مدینہ لکھ رہا ہوں میں



عبدالعزیز خالد

تضمین بر اشعار غالب

سخنوری کے سفر میں یہ کیا مقام آیا
صریرِ خامہ سے آوازۂ سلام آیا
جو رزقِ دل تھا وہی سوزِ عشقِ کام آیا

”زبان پہ بارِ خدایا، یہ کس کا نام آیا؟
کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے!“

بیاضِ رخ پہ رقمِ الکتاب کی تفسیر
وہ بے نظیر ہے وہ ممتنع ہے جس کی نظیر
وہ اس کے وصف کو لاؤں بہ حیثۂ تحریر

”مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر
کرے قفس میں فراہمِ خسِ آشیاں کے لیے!!“

بے بسکہ حرفِ زدن بازناں بنائے غزل
حریفِ نعتِ پیمبر نہیں نوائے غزل
کہ تنگ قد عبارت پہ ہے قبائے غزل

”بقدرِ شوق نہیں ظرفِ تنکنائے غزل
کچھ اور چاہیے وسعتِ مرے بیاں کے لیے!!“

ہوئی اسی کے لیے زندگی کی پیدائش
اسی کا صدقہ ہے نوع بشر کی افزائش
نزولِ نعمت و تسکین و ذوقِ آسائش

”زمانہ عہد میں اس کی ہے محو آرائش
بنیں گے اور ستارے اب آسماں کے لیے !!“

میں تشنہ کام ہوں اس کا وہ میرا ساتی ہے
مرے بیانِ تمنا کی بے فراقی ہے
دیا جو میں نے سہر انجامِ اتفاقی ہے

”ورقِ تمام ہوا اور مدحِ باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے !!“

نصیب اس کو نہ یوں ہی قبولِ عام ہوا
تمام عمر رہا حرف سے نبردِ آرا
ہے اپنے طرزِ بیاں میں وہ بے گماں یکتا

”ادائے خاص سے غالب ہوا ہے نکتہ سرا
صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے !!“



بشیر حسین ناظم

تضمین بر نعت غالب

بالا ز عقل ذرۂ شان محمد ﷺ ست
 خلق عظیم تیغ و سان محمد ﷺ ست
 کم تر ابد، ز آن زمان محمد ﷺ ست
 حق جلوہ گر ز طرز بیان محمد ﷺ ست
 آرے کلام حق بہ زبان محمد ﷺ ست

آن مطلع ضیا و سنا آسماں جناب
 معراج حسن خلق و معراج انتخاب
 تاباں ز نور اوست دل چشم آفتاب
 آئینہ دار پر تو مہر است ماہتاب
 شان حق آشکار ز شان محمد ﷺ ست

ہر پہلوئے دیار نبی ﷺ ہست مرغزار
 خار رہ مدینہ، گل مایہ بہار
 خوشتر ز خلد، روضہ شاہ ابد قرار ﷺ
 واعظ حدیث سایہ طوبی فرو گزار
 کاینجا سخن ز سرو روان محمد ﷺ ست

این نکتہ را شناس کہ مبہم نہ مغلط است
 بعد از خدا بنیت ﷺ مکرم، محقق است
 این قول ہم مسلم و محکم، مصدق است
 تیر قضا ہر آئینہ در ترکش حق است
 اما کشود آں ز کماں محمد ﷺ ست

مملو کنم ز بادۂ توحید جام را
 ترمی کنم ز ذوق مئے عشق کام را
 زینت دہم ز اسم محمد ﷺ کلام را
 بنگر دو نیمہ گشتن ماہ تمام را
 کان نیمہ جنبشے ز بنان محمد ﷺ ست

کیواں بہ بیش قبلہ رویش جبیں خم
 رخس زماں بزیر عفاش ہی رود
 بر امر او محیط و سپہر بریں حمد
 ہر کس قسم بانچہ عزیز است می خورد
 سوگند کردگار بجان محمد ﷺ ست

آن کس کہ بر زبان برارد ہواصمد
 در طاق قلب، شمع ہدا را جلا دہد
 بر نقش پائے شاہد کونین ﷺ سر نہد
 و ز خود ز نقش مہر نبوت سخن رود
 آن نیز نامور ز نشان محمد ﷺ ست

ہین گوش کن بہ نکتہٴ عرفان و آگہی
 غرقند دو جهان بہ میم محمدی ﷺ
 از رمز مار میت بدان عظمت نبی
 دانی اگر بہ معنی لولاک و اسی
 خود ہر چہ از حقیقت از آن محمد ﷺ ست

بر لوح روح صورت جانان لگاشتم
 جز عشق او بہ کشت تمنا نکاشتم
 چو زھرہ و مجال ستایش نداشتم
 غالب ثنائے خواجہ ﷺ بہ یزداں گزاشتم
 کان ذات پاک مرتبہ دان محمد ﷺ ست



اسلم انصاری

مرزا غالب کی فارسی نعت کا منظوم ترجمہ اردو

حق جلوہ گر ہے طرز بیان حضور سے
 بے شک، کلام حق ہے زبان حضور سے
 آئینہ دار، پرتو خورشید کا ہے ماہ
 شان حق آشکار ہے شان حضور سے
 تیر قضا ہر آئینہ ترس میں حق کی ہے
 پر ہے کشاد اس کی کمان حضور سے
 جانو جو تم پہ معنی لولاک کھل سکیں
 تخلیق کا فروغ ہے آن حضور سے
 اپنی عزیز چیز کی کھاتے ہیں سب قسم
 سوگند کردگار ہے جان حضور سے
 واعظ، تو ذکر سایہ طوبیٰ کو چھوڑ دے
 ہے اب تو بحث سرو روان حضور سے
 کس طور سے دو نیم ہوا چاند، دیکھئے
 یہ نیم جنبش آئی بنان حضور سے
 گر بات نقش مہر نبوت کی چل پڑے
 وہ خود بھی نامور ہے نشان حضور سے
 غالب، خدا پہ چھوڑ دی مدحت رسول ﷺ کی
 آگاہ بس وہی تو ہے شان حضور سے



مولانا احمد رضا خاں

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ ﷺ کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں

قصر وفا کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
روح قدس سے پوچھتے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں

میں نے کہا کہ جلوۂ اصل میں کس طرح گئیں
صبح نے نور مہر میں مٹ کے دکھا دیا کہ یوں

ہائے رے ذوق بے خودی دل جو سنبھلنے سا لگا
جھک کے مہک میں پھول کی گرنے لگی صبا کہ یوں

دل کو دے نور و داغ عشق پھر میں فدا دو نیم کر
مانا ہے سن کے شق ماہ آنکھوں سے اب دکھا کہ یوں

دل کو ہے فکر کس طرح مردے جلاتے ہیں حضور ﷺ
اے میں فدا، لگا کر ایک ٹھوکر اُسے بتا کہ یوں

باغ میں شکر وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل
کام ہے اُن کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

جو کہے شعر و اس شرع دونوں کا حسن کیوں کر آئے
لا اُسے پیش جلوۂ زمزمہ رضا کہ یوں



ایاز صدیقی

میں ادھر ہوں اور ادھر باب شہ ؑ ابرار ہے
 منزل قربت میں حائل ہجر کی دیوار ہے
 گریہ ہجر نبی گنجینہ انوار ہے
 چشم تر میں ایک ایک آنسو ڈر شہوار ہے
 آپ ؑ کے لطف و سخاوت کی کوئی حد ہی نہیں
 میرا کاسہ نعمتوں کا آئینہ بردار ہے
 آپ ؑ کا ایک اک سخن تفسیر قرآن میں
 آپ ؑ کی ہر جنبش لب کاشف اسرار ہے
 یا محمد ؑ مجھ کو بھی بلوایے، بہر خدا
 لوگ کہتے ہیں مدینہ شہر پر انوار ہے
 ہاں مجھے بھی چاہیے پروانہ بخشش، حضور ؑ!
 ہاں مجھے بھی نعت گوئی کی سند درکار ہے
 میری آنکھیں بھی ترستی ہیں زیارت کے لیے
 میرا دل بھی یا نبی ؑ حسرت کش دیدار ہے
 پھر تصور کز رہا ہے سبز گنبد کا طواف
 اوج پر پھر آج میرا طالع بیدار ہے
 اور نبیوں کے عمل بھی قابل تقلید ہیں
 اسوۂ سرکار ؑ تو پھر اسوۂ سرکار ؑ ہے
 سجدہ ہائے شکر ادا کرتا ہوں ایک اک لفظ پر
 نعت محبوب خدا لکھنا بہت دشوار ہے
 موجہ باد مخالف کا مجھے کیا ڈر ایاز!
 رحمت ؑ عالم میری کشتی کا کھیون ہار ہے



اسرار احمد سہاوری

میرے آقا ﷺ کے لیے وقت عنان گیر نہیں
شب معراج میں لمحات کی زنجیر نہیں

گنبد سبز کی رفعت کو فلک کیا پہنچے
در و دیوار حرم سی کوئی تعمیر نہیں

مجھ کو ہر غم کی مصیبت سے بچا لیتی ہے
کیسے کہہ دوں کہ دعا میں مری تاثیر نہیں

حادثے غم کے مرے سر سے گزر جاتے ہیں
میں کسی طرح غم دہر سے دل گیر نہیں

اک نظر آپ کی گر میری طرف ہو جائے
پھر مجھے فکر زبوں حالیٰ تقدیر نہیں

جلوۂ کون و مکاں دل میں سجا ہے اسرار
ان کی یادوں سے حسیں تر کوئی تصویر نہیں



تنویر پھول

کھل کے اب غنچوں کو ہے زیب گلستاں ہونا!
آج لازم ہے یہاں جشن بہاراں ہونا!!

بخت کا ایسے سخنور کے بھلا کیا کہیے!
جس کی قسمت میں ہو احمد ؑ کا ثنا خواں ہونا

روئے تاباں کو اگر ان ؑ کے چکوری دیکھے!
بھول جائے گی وہ مہتاب پہ قرباں ہونا!

کھیل سمجھے ہیں محمد ؑ کی غلامی کو سبھی!
کیا ہی آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا!

منزل عشق میں مسکا کے فنا ہوتے ہیں!
تو نے دیکھا نہیں غنچوں کا وہ خنداں ہونا

چاند روپوش ہو ساون کی گھٹا میں جیسے!!
روئے تاباں پہ وہ زلفوں کا پریشاں ہونا

آگ نمرود کی گلزار بنے گی فوراً!
شرط ہے دل میں براہیم سا ایماں ہونا!

پھول ہے نغمہ سرا، دیکھو یہ صحبت کا اثر!
گل نے سیکھا ہے عنادل سے غزل خواں ہونا



شوزب کاظمی

دل میں محمد ﷺ عربی کا خیال ہے
سمٹا ہوا نظر میں محیط جمال ہے

اے دل تری تڑپ کا ابھی سے یہ حال ہے
اُن کے حضور عرض تمنا محال ہے

حد نگاہ تک ہیں ستارے بچھے ہوئے
یا گرد شاہراہ شہ خوش خصال ہے

جتنی ضدیں تھیں ایک ہی مرکز پہ آگئیں
محبوب کبریا کی نظر کا کمال ہے

بے سایہ اور سایہ رحمت میں دو جہاں
اک بوریا نشیں کا کرم بے مثال ہے

شوزب مجھے نصیب ہو طیبہ کی سرزمین
یہ رب ممکنات سے میرا سوال ہے



شاگردِ نبی

ہمارا علم کیا اور سوچنا کیا
خدا کو ہے خبر ہیں مصطفیٰ ﷺ کیا

میسا جا تڑپ لینے دے مجھ کو
یہ ہے دردِ نبی ﷺ اس کی دوا کیا

مہک ملتی ہے گیسوئے نبی ﷺ کی
گلی سے اُن کی آئی ہے صبا کیا

حرم سے دل مدینے تک جڑے ہیں
خرد کیا جانے ہے یہ سلسلہ کیا

یہ عرفاں ہے کہاں مسند نشیں کو
مرے سرکار ﷺ کا ہے بوریا کیا

خدا کے بعد افضل ہیں محمد ﷺ
کسی کو مرتبہ ایسا ملا کیا

نبی ﷺ از ابتدا تا انتہا ہیں
اب اس کے بعد کہنے کو بچا کیا

مرے آقا ﷺ مرے دل کے قرین ہیں
محبت ہو تو شاگردِ فاصلہ کیا



سرشار صدیقی

یہ کس کے قدموں پہ سرشار سر جھکایا ہے
 کہ میرے قد سے بڑا آج میرا سایہ ہے
 اس اسم پاک کو جب حرزِ جاں بنایا ہے
 تو ہجر میں بھی حضوری کا لطف آیا ہے
 ارادہ، گویا اشارہ تھا باریابی کا
 میں یوں چلا ہوں کہ جیسے مجھے بلایا ہے
 میں اس نگاہ کی اُمید لے کے آیا ہوں
 کہ جس نے خاک کو بھی کیمیا بنایا ہے
 غلامِ ثانی اثنین ہوں مجھے کیا غم
 کہ ان کے سائے کے سائے میں میرا سایہ ہے
 درود پڑھتے ہی اکسیر بن گئی مری خاک
 یہ نسخہ میں نے درِ مصطفیٰ ﷺ سے پایا ہے
 خلوصِ مدحتِ سرکارِ دوسرا کے طفیل
 سخن نے مرتبہ اعتبار پایا ہے
 مرے سلام کی اوقات کیا مگر سرشار
 دل ایسے دھڑکا کہ جیسے جواب آیا ہے



علی محسن صدیقی

نشانِ عظمت و تقدیس بام و درِ ٹہرے
ترے حوالے سے پتھر بھی معتبر ٹہرے

ہزار دانش و فرہنگ کے لیے پندار
ترے حضور جو پہنچے، تو بے خبر ٹہرے

خرد سے خیرہ نگہ، اہل دانش و بینش
ترے ہی نورِ بصیرت سے دیدہ در ٹہرے

تری نگاہ کا فیضان ہی تو ہے، جس سے
عمر کے ایک اشارے پہ بحر و بر ٹہرے

یہ معجزہ ہے تری تربیت کا جس کے طفیل
جو بے ہنر تھے کبھی، صاحب ہنر ٹہرے

بھٹک رہے تھے جو صدیوں سے راہِ گم کردہ
ترے ہی فیض سے دنیا کے راہِ بر ٹہرے

نفس میں تیری، عرار و گلاب کی خوش بو
ترے ہی لفظ، گہر سے بھی خوب تر ٹہرے

خدا کے خلق کے پیکر، محمد ﷺ و احمد ﷺ
خدا کے بعد، تمہیں سب سے معتبر ٹہرے



ظہیر غازی پوری

زمانے بھر میں یکتا کوئی ہستی ہو نہیں سکتی
کہ وہ اللہ کے محبوب جیسی ہو نہیں سکتی

یہ سچ ہے رحمت للعالمین ﷺ نے اپنی امت پر
کیے احسان اتنے جن کی گنتی ہو نہیں سکتی

فدایان نبی ﷺ کے ہاتھ سے جو دُور رہ جائے
خدائے لم یزل کی ایسی رسی ہو نہیں سکتی

حکومت بیٹھ کر جو کی کھجوروں کی چٹائی پر
زمانے میں کہیں بھی ایسی شاہی ہو نہیں سکتی

زمیں سے عرش تک ہیں جن کے قدموں کے نشاں روشن
حقیقت ان کی دنیا میں کہانی ہو نہیں سکتی

رسول پاک ﷺ کی دنیا میں جس نے پیروی کی ہے
سرِ محشر زیادہ اس پہ سختی ہو نہیں سکتی

ظہیر اک بار آ جائیں وہ صحنِ خواب میں میرے
کہ اس سے بڑھ کے کچھ میری کمائی ہو نہیں سکتی



صابر و سیم

مایوسی کی ظلمت سے جب دل گھبراتا ہے
اسم محمد ﷺ تاریکی میں دیا جلاتا ہے

اس کے نام سے کھل اٹھتے ہیں امیدوں کے پھول
ہرا بھرا اک موسم اپنے پاس بلاتا ہے

اُس رحمت کا دامن تھام کے زندہ رہتے ہیں
ورنہ ہمیں کب اس دنیا میں جینا آتا ہے

اس ہستی کے واسطے ہی تخلیق ہوا یہ سب
صرف تماشے کو، یہ دنیا کون بناتا ہے

راتوں کے سناٹوں میں سرشاری رہتی ہے
ذکر محمد ﷺ لمحہ لمحہ رس برساتا ہے

دھیان میں اس کے سو جائیں تو شب بھر اس کا دھیان
خواب سرا کی دیواروں پہ رنگ بچھاتا ہے

اللہ کا پیغام ہوا کی لہروں پر جا کے
بحر و بر میں اُس کا ہی چرچا پھیلاتا ہے

صرف وہی آنکھیں ہیں جن کو آنکھیں کہتے ہیں
اُس گنبد کا منظر جن آنکھوں میں سماتا ہے



قیصرِ نجفی

اندھی سوچوں میں بینائی جاگ اٹھی
صدیوں بعد وہاں دانائی جاگ اٹھی

سناٹوں کے گھر گھر تالے ٹوٹ گئے
کیا آواز تھی ہر انگنائی جاگ اٹھی

بغض و عداوت کی خلوت دم توڑ گئی
وہ آئے تو بزمِ آرائی جاگ اٹھی

ہر سو امن کی فاختہ کی چہکار سنی
ان ہاتھوں میں جب دارائی جاگ اٹھی

قلزمِ ریگ سے اُبھرتی لہرِ تحرک کی
پیکرِ ہستی میں انگڑائی جاگ اٹھی

سارے نیند کے ماتے اس کی اور چلے
جب وہ اک بستی صحرائی جاگ اٹھی

وہ خوشبو جب پھیلی چار طرف قیصر
روحِ گیتی کی پہنائی جاگ اٹھی



حفیظ تائب

دیر جتنی اشک خوں سے آنکھ تر ہونے میں ہے
اُس سے کم طیبہ کی سمت اذن سفر ہونے میں ہے

کر لیا ہے جب درودی رتجگے کا اہتمام
دیر پھر کیسی شب غم کی سحر ہونے میں ہے

دھیان رہتا ہے تو صبح و شام رحمت کی طرف
لذت و راحت عجب بے بال و پر ہونے میں ہے

تپتے صحرا میں ہو میری جاں کو حاصل کس طرح
نم جو ذرکار اس شجر کے بارور ہونے میں ہے

جانے کیا احوال اُمت کے بدلنے میں ہے دیر
جانے کیا حائل دُعا کے پراثر ہونے میں ہے

کب بہار آئے گی تائب آرزو کے دشت میں
کیا خبر کیا دیر رحمت کی نظر ہونے میں ہے



عاصی کرنا لی

ہم نبی ﷺ کا آستاں دیکھا کیے
 اُن کا در ہے قبلہ گاہِ اِنس و جاں
 ایک ہی منزل کے رُخ گرمِ سفر
 یہ غبارِ نارسایاں تو نہیں
 کعبے کی ”پہلے“ زیارت ہم نے کی
 قدسیاں دیکھا کیے سب کا طواف
 ہم مدینے کے مسافر رشک سے
 دیکھ کر باغاتِ طیبہ کے شجر
 اُس فضائے زندگی پرور میں ہم
 وحدتِ ملتی کا منظر دیکھ کر
 ہم نے بڑھ کر جالیوں کو چھو لیا
 کیا سمجھتے فلسفی معراج کو
 ہم وہاں موہوم تھے، معدوم تھے
 اُن کے قدموں میں پڑی دیکھی زمیں
 واپسی میں سبز گنبد کا جمال
 محورِ کون و مکاں دیکھا کیے
 قبلہ گاہِ اِنس و جاں دیکھا کیے
 کارواں در کارواں دیکھا کیے
 جنبشِ ریگِ رواں دیکھا کیے
 ایک حیرت زا سماں دیکھا کیے
 ہم طوافِ قدسیاں دیکھا کیے
 میزبانوں کے مکاں دیکھا کیے
 طائروں کے آشیاں دیکھا کیے
 ارتقائے جسم و جاں دیکھا کیے
 اپنے ہونے کا نشاں دیکھا کیے
 بے بسی سے پاسباں دیکھا کیے
 وہ کہاں تھے، یہ کہاں دیکھا کیے
 بس وہی وہ تھے، جہاں دیکھا کیے
 در پہ جھکتا آسماں دیکھا کیے
 آنسوؤں کے درمیاں دیکھا کیے

جب تلک ممکن رہا، مڑ مڑ کے ہم
 حاصلِ عمرِ رواں دیکھا کیے



افتخار امام صدیقی

خدا نے قلب پر میرے محمد ﷺ نام لکھا ہے
مجھے دنیا عطا کر کے، فلک انعام لکھا ہے

دعاؤں میں وہی اول، وہی آخر دعاؤں میں
اسی کے نام کی خوش بو کو دل آرام لکھا ہے

بس اک دیدار کی خواہش، میری سانسوں میں زندہ ہے
اسی کو صبح سوچا ہے، اسی کو شام لکھا ہے

خدا کے عشق کی شدت، درود پاک کی صورت
وہ خالق ہے، مگر اس نے بھی اپنا کام لکھا ہے

مجھے اپنے گناہوں پر جہنم کی سزا ممکن
مگر ان کی شفاعت کو سفر انجام لکھا ہے



نسیمِ سحر

جتنے بھی شہرِ نبی ﷺ میں ذرّہ ہائے خاک ہیں
سب ہمارے واسطے مانند ہفت افلاک ہیں

جتنے بھی اہلِ خرد ہیں، صاحبِ ادراک ہیں
روبرو اُمی کی دانش کے خس و خاشاک ہیں

کتنا اچھا ہو اگر مٹی وہاں کی ہو نصیب !
دفن یوں تو ہم جہاں بھی ہوں، وہیں کی خاک ہیں

اور احساسِ تحفظ کی ضرورت کیا ہمیں
ہم تو زیرِ سایہِ اسمِ رسولِ پاک ﷺ ہیں

اس گھڑی ہم روضہِ اطہر پہ حاضر ہیں نسیم
اس گھڑی ہم خود سراپا دیدہ نمناک ہیں



تقی عابدی

نعت لکھنے کی ہدایت ہوگئی
یوں ہوا احساس لکھ کر نعت کو

نعت میری اس قدر مقبول تھی
نعت لکھنے کا ارادہ جب کیا

رحمت اللعالمین ﷺ جب آ گئے
دعوادارانِ نبوت سے کہو

اختیارِ شوق اتنا بڑھ گیا
یہ ریاضت تو عبادت ہوگئی

جیسے بخشش کی ضمانت ہوگئی
ایک مصرع پر شفاعت ہوگئی

خاص مولا ﷺ کی عنایت ہوگئی
چار سو دُنیا میں رحمت ہوگئی

”ختم آقا ﷺ پر نبوت ہوگئی“
جب بھی دل چاہا زیارت ہوگئی

ظلمتوں میں وہ نہیں رہتا تقی
روشنی کی جس کو عادت ہوگئی



سید افتخار حیدر

ہر قدم آپ ﷺ کی رحمت کے ملے ہم کو سراغ
 زیت نے آپ ﷺ کو دیکھا سدا محوِ ابلاغ
 لبِ گلرِیز کے مہکے ہوئے فرمانوں سے
 آج تک خلقتِ عالم کے معطر ہیں دماغ
 آپ ﷺ کے ایک تبسم سے ملا حسن کو نور
 آپ ﷺ کے در سے پیئے عشق نے رحمت کے ایام
 ایسے پُر نور ہوئے دہر میں کس شے کے نقوش
 کس کے چہرے کے اُجالے رہے ایسے بے داغ
 آپ ﷺ کے بچوں کے پھینکے ہوئے ٹکڑے چننا
 میں جو ہوتا کبھی سرکار ﷺ کے آنگن میں زاغ
 آپ ﷺ کے خون سے صحراؤں میں گلشن مہکے
 چار سو پھیل گئے سیرتِ صد رنگ کے باغ
 جب بھی طاغوتی ہواؤں کے تھپیڑے لپکے
 ہنس دیے آپ ﷺ کے ایوانوں کے پُر نور چراغ
 کیا رکھوں اب بھی میں اُمیدِ شفاعت آقا!
 دامنِ دل مرا عصیاں سے ہوا داغ ہی داغ

آپ ﷺ کی آل کی نسبت سے ہے سائل حیدر
 خوفِ محشر سے عطا کیجیے عاصی کو فراغ



محمد علی اثر

خدا کے نور سے ہیں سید الوریٰ روشن
 ازل سے تا بہ ابد اُن ﷺ کا سلسلہ روشن
 خدا کی حمد کے اور نعت مصطفیٰ ﷺ کے چراغ
 ہیں میرے دل میں بہ احسانِ کبریا روشن
 جہاں جہاں بھی زمانے نے سر جھکایا ہے
 وہاں وہاں ہے محمد ﷺ کا نقشِ پا روشن
 روش روشن ہے منور جہاں جہاں جاؤں
 قدم قدم پہ چراغِ آپ ﷺ نے کیا روشن
 ورق ورق پہ مرے دل کے نعت ہے تحریر
 ہے جسم و جاں میں اُجالوں کا سلسلہ روشن
 اندھیرے ختم ہوئے باطل و جہالت کے
 جہاں میں جب سے ہوئی شمعِ مصطفیٰ ﷺ روشن
 سمجھ ہے ایسی کہاں ہم جو آپ ﷺ کو سمجھیں
 ہے آپ ﷺ کا تو خدا پر ہی مرتبہ روشن

اثر نہ آئے گا ہرگز کہیں دعا میں اثر
 دعا میں ہو نہ اگر اُن ﷺ کا واسطہ روشن



نسیمِ سحر

جتنے بھی شہرِ نبی میں ذرّہ ہائے خاک ہیں
سب ہمارے واسطے مانند ہفت افلاک ہیں

جتنے بھی اہلِ خرد ہیں، صاحبِ ادراک ہیں
روبرو اُمی کی دانش کے خس و خاشاک ہیں

کتنا اچھا ہو اگر مٹی وہاں کی ہو نصیب!
دفن یوں تو ہم جہاں بھی ہوں، وہیں کی خاک ہیں

اور احساسِ تحفظ کی ضرورت کیا ہمیں
ہم تو زیرِ سایہِ اسمِ رسولِ پاک ﷺ ہیں

اس گھڑی ہم روضہِ اطہر پہ حاضر ہیں نسیم
اس گھڑی ہم خود سراپا دیدہ نمناک ہیں



رشیدہ عیاں

کروں آقا، چراغاں یوں ترے روضے کی جالی پر
کہ آنکھوں کے دیے رکھ دوں ترے روضے کی جالی پر

اگر بادِ حوادث ریزہ ریزہ کر کے بکھرا دے
تو بن کر خاک جم جاؤں ترے روضے کی جالی پر

یہ ہیں تارِ نظر کے درمیاں حائل، مگر پھر بھی
میں اشکوں کے گہر داروں ترے روضے کی جالی پر

قفس گر ٹوٹ جائے طائرِ روح مقید کا
اڑوں، اور اڑ کے جا بیٹھوں ترے روضے کی جالی پر

اگر ہر حلقہٴ روزن ہو طورِ جلوہ سامانی
تو میں سر رکھ کے مر جاؤں ترے روضے کی جالی پر

ہزاروں بار گر اللہ مجھ کو خلق فرما دے
تو میں ہر بار مٹ جاؤں ترے روضے کی جالی پر

عیان مل بھی اگر جائے متاعِ قیصر و کسریٰ
تو سب قربان کر ڈالوں ترے روضے کی جالی پر



عقیل عباس جعفری

رکھتے ہیں صرف اتنا نشان ہم فقیر لوگ
ذکر نبی ﷺ جہاں ہے وہاں ہم فقیر لوگ

لیتے ہی اُن ﷺ کا نام مقدر سنور گیا
پہنچے ہیں پھر کہاں سے کہاں ہم فقیر لوگ

ہر سانس میں ہے لفظ مدینہ بسا ہوا
رکھتے ہیں یہ اثاثہ جاں ہم فقیر لوگ

خلوت نشینی و دم غربت کے باوجود
دست عطا سے کب ہیں نہاں ہم فقیر لوگ

آقا ﷺ کی رحمتوں سے برابر ہیں فیضیاب
جبریل آسماں پہ، یہاں ہم فقیر لوگ

اُن ﷺ کا کرم ہے اپنی گلی میں بلا لیا
ورنہ کہاں مدینہ، کہاں ہم فقیر لوگ

مانا کہ ان کے در پہ پہنچ بھی گئے عقیل
کیسے کریں گے حال بیاں ہم فقیر لوگ



سیدِ قمرِ حیدرِ قمر

ترے ﷺ جمال پہ خامہ نگاہ کرتا ہے
چراغِ شام ہے، سورج کی چاہ کرتا ہے

ہر ایک حرف کی نو کہکشاں تراشے گی
قلمِ حریمِ تجلی میں راہ کرتا ہے

تری ﷺ رحیمِ طبیعت کو سامنے رکھ کر
زمانے والوں ہے یہ دل نباہ کرتا ہے

ہزار ماؤں کی شفقت بھی سچ ہے اے دل
وہ ﷺ پیار کرتا ہے اور بے پناہ کرتا ہے

میں جالیوں سے لپٹ کر جو رو نہیں سکتا
تو میرا دل مرے سینے میں آہ کرتا ہے

دلِ کتاب کبھی اُس پہ وا نہیں ہوتا
جو ایک حرف پہ بھی اشتباہ کرتا ہے

یہ اک محبتِ نبی ﷺ کا ہے گھر، خیال رہے
اندھیرو! تم کو قمرِ انبیاہ کرتا ہے



اطہر عباسی

رفاقتوں کو مدینے کی یوں شمار کیا
دل و نظر کو محبت سے اشکبار کیا

وصالِ شہرِ نبی ﷺ نے جو بے قرار کیا
سفر نگاہوں نے فوراً ہی اختیار کیا

جمالِ طیبہ کے منظر سجائے آنکھوں نے
سلام گنبدِ خضرا کو بار بار کیا

سلام اُن ﷺ پہ درود اُن ﷺ پہ رحمتیں اُن ﷺ پر
کہ جن سے مالکِ ارض و سما نے پیار کیا

ہر ایک سانس نے صلِ علیٰ کا ورد کیا
یوں جسم و جاں کو شناسائے نو بہار کیا

دُعائے نیمِ شمی کی قبولیت کا اثر
ہمیں مدینے کے جلووں سے ہم کنار کیا



منصور ملتانی

سبھی کچھ پہلے اس اعلیٰ نسب کی نذر کرنا ہے
مجھے پھر سجدہ شکرانہ رب کی نذر کرنا ہے

پلک جھپکی تو بزمِ آرزو میں جرم ٹھہرے گی
ہر اک منظر مجھے یادِ طرب کی نذر کرنا ہے

کہاں بس حاضری ہے اور کہاں منزل حضوری کی
تجھے اے زندگی اب اس طلب کی نذر کرنا ہے

جب آئے ساقیِ کامل کہا رب نے ملائک سے
ہمیں کوثرِ انہی کے چشم و لب کی نذر کرنا ہے

ہوا جبرئیل سے فرمانِ رب سوئے حرا جاؤ
تمہیں ہر علم اس امی لقب کی نذر کرنا ہے

مہ کنعاں سے میری روح نے یوں معذرت کر لی
مجھے دل تو فقط ماہِ عرب کی نذر کرنا ہے

کیا منصور جب سے حجرہ اقدس کا نظارہ
مجھے ہر شعر اب اُن کے ادب کی نذر کرنا ہے



عمران نقوی

خوشا نصیب کہ اب ہوں ثنا کے رستے پر
مرا چراغ جلے گا، ہوا کے رستے پر

نظر میں شہرِ نبی ﷺ کی مسافتیں اتریں
درِ قبول کھلا ہے دعا کے رستے پر

طلوعِ حسن بصیرت بہار لے آیا
کسی نے پھول کھلائے حرا کے رستے پر

ہزار شکر کہ وہ نقش پا میسر ہیں
سفرِ مرا تھا وگرنہ فنا کے رستے پر

فرات عصر! نئی کربلا کہانی سوچ
نکل پڑا ہوں میں آلِ عبا کے رستے پر

اسی کے دم سے ہے خوشبو فضاؤں میں عمرآن
اسی قدم سے اُجالا صفا کے رستے پر



صبحِ رحمانی

اُن کا احساں ہے خدا کا شکر ہے
 دل ثناخواں ہے خدا کا شکر ہے
 اسوۂ خیرالبشر ہے سامنے
 راہ آساں ہے خدا کا شکر ہے
 دولتِ عشقِ نبی ﷺ سینے میں ہے
 پاس ایماں ہے خدا کا شکر ہے
 غم نہیں کوئی کہ اُن کا اسمِ پاک
 راحتِ جاں ہے خدا کا شکر ہے
 مجھ سے عاصی اور شہرِ نور میں
 اُن کا مہماں ہے خدا کا شکر ہے
 ذکرِ حمد و نعت سے آراستہ
 محفلِ جاں ہے خدا کا شکر ہے
 میرے فکر و فن کا میری زیست کا
 نعتِ عنوان ہے خدا کا شکر ہے
 اُن کے در پر حاضری کا اے صبحِ
 پھر سے امکاں ہے خدا کا شکر ہے



شان الحقِ حقی

مجھے تو صرف اتنا ہی یقین ہے
اگر تم مقصدِ عالم نہیں ہو
مرا تو بس یہی ایماں و دیں ہے
تو پھر کچھ مقصدِ عالم نہیں ہے

نہیں میں واقف سرِ الہی
جو دل انوار سے ان کے ہے روشن
مگر دل میں یہ نکتہ جاگزیں ہے
وہی کعبہ وہی عرشِ بریں ہے

نہ کہیے ان کا سایہ ہی نہیں تھا
مگر جس پر بھی سایہ پڑ گیا ہے
کہ ثانی تو کوئی بے شک نہیں ہے
وہ انساں نازش روئے زمیں ہے

وہ شہر بے حصار ان کا مدینہ
نہ پوچھو ہے حصار اس کا کہاں تک
کہ جس کی خاک ارمان جہیں ہے
یہ المغرب سے تا اقصائے چین ہے

جھکی جاتی ہے خود سجدے میں گردن
کہ دل میں ماسوائے اسمِ احمد ﷺ
نہ جانے کفر ہے یا کار دیں ہے
نہیں ہے کچھ نہیں ہے کچھ نہیں ہے



صہبا اختر

تصور حضور ﷺ

صبح دم بزمِ گل میں چہچہاتے ہیں طیور
پو پھٹے جب جھلملاتا ہے فضائے شب میں نور
روشنی جب پردہٴ ظلمت سے کرتی ہے ظہور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور ﷺ

روشنی کے تار جب بٹتے ہیں تارِ عنکبوت
صورتِ غارِ حرا ہوتا ہے جب شب کا سکوت
اور ابھرتی ہے اُفق سے اک جبیں صد رشک طور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور ﷺ

اک ہوائے سرخوشی میں جھومتے ہیں جب نہال
جب ازاں بن کر چمک اُٹھتی ہے آوازِ بلالؓ
دل پہ جب اسمِ محمد ﷺ سے برستا ہے سرور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور ﷺ

دولتِ لوح و قلم کا جو امیں تھا وہ امیں ﷺ
صبح صادق کی طرح صدیق تھا جو وہ حسین
جب قلم کی روشنی بنتے ہیں القابِ نور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور ﷺ

ضوِ بداماں صوت میں جب گونجتی ہے برملا
المزمل، المدر، المبشر کی صدا
اور جب قرآن کی آیات سے اُٹھتا ہے نور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور ﷺ

کوزہ دل میں سما جاتی ہے جب ارضِ بسیط
نیم خوابی، نیم وا آنکھوں پہ ہوتی ہے محیط
اور جب پوری طرح بیدار ہوتا ہے شعور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور ﷺ

دل کی ہر دھڑکن سے آتی ہے صدائے یارسول ﷺ
جب مرے سینے میں کھلتے ہیں ولائے حق کے پھول
جب مری سانسوں کی خوشبو پھیلتی ہے دور دور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور ﷺ

جب ملک بھی نعت خواں ہوتے ہیں میرے ساتھ ساتھ
جب مرے شانوں پہ ہوتا ہے کسی سورج کا ہاتھ
جب مرا دل ظلمتِ دنیا سے ہوتا ہے نفور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور ﷺ

آندھیاں جب سنسناتی ہیں مرے آفاق پر
بجلیاں جب ٹوٹتی ہیں خون کے اوراق پر
اُن کے صدقے مطمئن رہتا ہے قلبِ ناصبور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور ﷺ

اُن کے قدموں کی تجلی میرے صبح و شام پر
وہ ہمہ رحمت ہیں صہبا اور اُن کے نام پر
بخش دیتا ہے خدا جب مجھ سے عاصی کے قصور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور ﷺ



محسنِ نقوی

سکوتِ حرف کو اذنِ بیان دیتا ہے !
وہ ﷺ دشتِ فکر میں اب بھی اذان دیتا ہے

سیاہِ شب کی ہتھیلی پہ کاڑھ کر جگنو
وہ رہروؤں کو سحر کا نشان دیتا ہے

کبھی جو مجھ سے اُلجھتا ہے دوپہر کا عذاب
وہ ﷺ میرے سر پہ کرم اپنا تان دیتا ہے

میں پر شکستہ سہی، اُس کے شہر میں ہوں جہاں
زمیں پہ بھی وہ ﷺ مجھے آسمان دیتا ہے !

ازل سے دل ہے اُسی مہرباں نخی ﷺ کا اسیر
جو حوصلوں کو ابد تک اُڑان دیتا ہے !

میں حرف و صوت کی خیرات اُس سے مانگتا ہوں
جو پتھروں کو بھی رزقِ زبان دیتا ہے !!

سکوتِ شب میں اُبھرتے درود کا جھونکا
سماعتوں کو تری ﷺ داستان دیتا ہے !



محسن احسان

آسماں پر ہے غبار کف پا تابندہ
حرف تابندہ سے ہے کنجِ حرا تابندہ

قطرۂ اشک میں ہے خاصیت آبِ حیات
میرے گریہ سے ہوئی دل کی فضا تابندہ

کرۂ ارض پہ کیا ایسا کوئی شہر بھی ہے
جس کی شامیں شفقِ جس کی ہوا تابندہ

جو ردا آپ ﷺ نے از راہِ شفاعت بخشی
سب رداؤں میں ہے وہ ایک ردا تابندہ

کس سفر کا تھا ارادہ کہ سفر سے پہلے
ہوگئی رہ گزرِ عرشِ علیؑ تابندہ

یہ فقط اسمِ گرامی کا ہے صدقہِ محسن
ہم نے جو حرف بھی لکھا وہ لکھا تابندہ



سید محمد طلحہ رضوی برق

جمال صورت و سیرت کی کیسی خوش نمائی ہے
 مصور نے ہمیں تصویر خود اپنی دکھائی ہے
 خدا کے نور سے وہ اور ان کے نور سے عالم
 پر دھو صل علیٰ ہر شے میں نورِ مصطفائی ہے
 ذرا سے میں مسِ خام اپنے دل کا ہو گیا کندن
 خیال ان سے محبت کا بھی رشکِ کیمیائی ہے
 اس آئینہ میں جلوہ بار نورِ اول و آخر
 فروغِ ابتدائی تا بہ اوجِ انتہائی ہے
 نگاہِ عشق سے دیکھ اور سمجھ ہر معجزہ ان کا
 خرد کی صرف اسباب و علل سے آشنائی ہے
 عبارت گرمی عشقِ نبی ﷺ سے ہے دل زندہ
 سرودِ زیست کی تارِ نفس سے خوش نوائی ہے
 نعدو کی شرک ہے حرفِ ندا بھی یا رسول اللہ
 تمھاری حاضری و ناظری جب کہ عطائی ہے
 قلم ہے نعتِ محبوبِ خدا میں شاخِ طوبیٰ کی
 سوادِ چشمِ حورانِ بہشتی روشنائی ہے
 اسی اک بارگاہِ قدس کی نسبت پہ ہوں نازاں
 یہ طلحہ برقِ چشتی، قادری و بوالعلائی ہے



محمد اکرم رضا

چار جانبِ ضوِ فگن یوں رحمت سرکار ﷺ ہے
میں ہوں، نعتِ مصطفیٰ ﷺ ہے کلکِ عنبر بار ہے

زندگی کی تلخیاں ہوں، قبر میں یا حشر میں
آپ ﷺ کی رحمت ہمیں ہر گام پر درکار ہے

آتشِ دوزخ جلا سکتی نہیں اس کو کبھی
آپ ﷺ کی یادِ حسیں جس قلب میں ضو بار ہے

آپ ﷺ جو ہوں مہرباں تو زندگی ہے زندگی
آپ ﷺ سے ہٹ جائیں تو اک سانس بھی دشوار ہے

آپ ﷺ ہیں فخرِ رسل، جانِ عرب، شانِ عجم
آپ ﷺ ہی سے وقت کا آتش کدہ گلزار ہے

ہو زیارتِ گنبدِ خضریٰ کی مجھ کو بھی نصیب
میری یادوں میں تو ہر پل آپ ﷺ کا دربار ہے

اُمتِ اسلام کی پھر کیجیے چارہ گری
کفر کی قوت پھر اس سے برسِ پیکار ہے

حوصلہ عرضِ تمنا کا کہاں سے لائے گا
نعت کہنا ہی رضا کے عجز کا اظہار ہے



محمد فیروز شاہ

آپ ﷺ کے در کی گدا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا
اس لیے ہی خوش ادا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا

حمد کرتے، نعت پڑھتے طائرانِ خوش گلو
اور ان کی ہم نوا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا

ایک نسبت ہے انھیں خاکِ مدینہ پاک سے
موسمِ گل کی دعا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا

آپ ﷺ کے رستے پہ چلنا جب سے چھوڑا شہر نے
شہر والوں سے خفا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا

آپ ﷺ کی رحمت کے صدقے میں انھیں رُتبے ملے
رہبری کرتی صدا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا

اک معطر نور کی، فیروز ہیں یہ برکتیں
خوش نما و دلربا ہیں چاندنی، خوشبو، ہوا



سیدِ نظیرِ حسنِ عابدی

سید الانبیاء، عصمتِ مطلقاً، مرحبا مرحبا مصطفیٰ ﷺ مرحبا
آپ ہیں شافعِ روزِ حشر و جزاء، مرحبا مرحبا مصطفیٰ ﷺ مرحبا

مدعی ہے جہاں مدعا آپ ہیں، خالق و خلق کا رابطہ آپ ہیں
عرش اور فرش میں فاصلہ نہ رہا، مرحبا مرحبا مصطفیٰ ﷺ مرحبا

آپ کی ذاتِ کامل ہے ہر باب میں، کوئی ثانی نہیں آپ کا خلق میں
محلِ زندگی آپ کا نقشِ پا، مرحبا مرحبا مصطفیٰ ﷺ مرحبا

خود شناخواں ہے قرآن میں کبریا، ہیں وہ روشن دلیلِ خدا آپ ہی
جس نے آکر جہالت کو رسوا کیا، مرحبا مرحبا مصطفیٰ ﷺ مرحبا

بجھ گئے سارے آتش کدے دھر میں، جب اتارا گیا فرش پر آپ کو
قصرِ کسریٰ میں بھی زلزلہ سا ہوا، مرحبا مرحبا مصطفیٰ ﷺ مرحبا

خود یہ قرآن میں کہہ رہا ہے خدا، میرے محبوب کی گفتگو اور عمل
ہے مطابق وحی جو ہم نے کہا، مرحبا مرحبا مصطفیٰ ﷺ مرحبا

فہم انسان حیران ہے آج تک، کیسے معراجِ جسمی کا امکان ہے
جب کہ قوسین سے آرہی تھی صدا، مرحبا مرحبا مصطفیٰ ﷺ مرحبا

اپنے روضہ پہ بلوالیں یا مصطفیٰ، روز و شب ہے میری التجا آپ سے
ہے نظیرِ عابدی کے لبوں پہ صدا، مرحبا مرحبا مصطفیٰ ﷺ مرحبا



عرفان بارہ بنکوی

گر نہیں ہیں دل میں آقا ﷺ کی محبت کے نقوش
جانیے بے کار ہیں سارے عبادت کے نقوش

نقش پائے سرورِ کونین ﷺ پر چلتے رہو
حشر میں یہ کام آئیں گے شفاعت کے نقوش

کفر و باطل مل کے چاہے جس قدر کاوش کریں
وہ مٹا سکتے نہیں اُن ﷺ کی صداقت کے نقوش

اب رہیں گے رہبرِ انسانیت وہ تا ابد
آپ ﷺ نے دنیا میں جو چھوڑے رسالت کے نقوش

گردش ایام بھی ان کو مٹا سکتی نہیں
ثبت ہیں روئے زمیں پر اُن کی عظمت کے نقوش

پڑھتے رہیے کلمہ طیب، درودِ مصطفیٰ ﷺ
جمع کرتے جائیے دل پر طہارت کے نقوش

صاحبانِ علم و عرفاں جانتے ہیں خوب یہ
تھے ازل سے عرش پر اُن ﷺ کی نبوت کے نقوش



حافظ عبدالغفار حافظ

کوئی کہیں سے چھیڑے افسانہ زندگی کا
 ہے اسوۂ محمد ﷺ پیمانہ زندگی کا
 حاصل ہوئی ہے جس کو سرکار کی غلامی
 ہے لطف اُس کو حاصل شاہانہ زندگی کا
 میں سوچتا تھا کیا ہے معراجِ عشقِ احمد ﷺ
 آئی ندائے ہاتف ”نذرانہ زندگی کا“
 جلوے سما گئے ہیں جب سے شہِ اُمم کے
 جنت بنا ہوا ہے ویرانہ زندگی کا
 شمعِ ولائے احمد ﷺ روشن اگر ہو دل میں
 بن جائے اک حقیقت افسانہ زندگی کا
 جب حرف آئے کوئی ناموسِ مصطفیٰ ﷺ پر
 لازم ہے پیش کر دے نذرانہ زندگی کا
 صہبائے عشقِ احمد ﷺ پیتے رہیں گے پیہم
 قائم رہے گا جب تک مے خانہ زندگی کا
 اے کاش روئے احمد ﷺ پیش نظر ہو اُس دم
 جب ختم ہو رہا ہو افسانہ زندگی کا
 گر ہو سکے تو حافظِ طیبہ کی سمت چلیے
 لبریز ہو رہا ہے پیمانہ زندگی کا



افضال احمد انور

عام بیداری مسلم کا نشاں ہو جائے
 آخرِ شب ہے مری نعت ازاں ہو جائے
 لب، زباں، آنکھ، جگر، قلب مری ہر اک شے
 آپ ﷺ کی جانِ جہاں مدح کنناں ہو جائے
 سیدِ انفس و آفاق سے ہو کر منسوب
 ذرہ پھیلے تو مکاں، لمحہ زماں ہو جائے
 اُن کے خدام کے گھوڑوں کے سموں سے اڑ کر
 گردِ رہ غیرت ہر کابکشاں ہو جائے
 ہو اگر اُن ﷺ کی نبوت پہ گواہی مقصود
 سنگریزہ بید منکر میں زباں ہو جائے
 ہم جو تقلیدِ شہِ بدر و احد اپنا لیں
 گلشنِ کفر میں ہر سمت خزاں ہو جائے
 مسکرا دیں جو مجھے دیکھ کے میرے آقا ﷺ
 خفگی داویرِ محشر سے اماں ہو جائے
 ایک یہ بھی ہے مدینے کے سفر کا اعجاز
 پاؤں میں خار چھبے، راحتِ جاں ہو جائے
 جس جگہ نقشِ کف پائے شہِ طیبہ ﷺ ہو
 قبلہ طور بنے، عرشِ نشاں ہو جائے
 گرچہ پہلے بھی مدینے میں بلایا ہے مجھے
 یہ کرم بارِ دگر، شاہِ شہاں ﷺ ہو جائے
 پھر ہے تہذیب کی انساں کو ضرورت انور
 پھر سے تقلیدِ شہِ کون و مکاں ﷺ ہو جائے



آفتابِ کریمی

ہر وقت تصور میں سرکار کا روضہ ہواے کاش کہ ایسا ہو
اور ورد رہے جاری جو صل علیٰ کا ہواے کاش کہ ایسا ہو

مرجاؤں میں طیبہ میں طیبہ ہی میں مدفن ہو اور ایسی جگہ پر ہو
جس جا مرے آقا ﷺ کا اک نقش کف پا ہواے کاش کہ ایسا ہو

سرکار کی چاہت کا دعویٰ جو کیا میں نے سرکار کی نعتوں میں
دنیا میں رہے سچا محشر میں بھی سچا ہواے کاش کہ ایسا ہو

پالیں گے یقیناً ہم اک روز بصیرت بھی دیدار کی نعمت بھی
سرمہ میری آنکھوں کا بس خاکِ مدینہ ہواے کاش کہ ایسا ہو

دنیا میں نہیں کوئی اک جائے سکوں ایسی سرکار کے روضے سی
سرکار کے قدموں میں اب میرا ٹھکانہ ہواے کاش کہ ایسا ہو

دیدارِ کریمی کو آقا ﷺ نے کرایا ہے شوق اور بڑھایا ہے
اب شوق کی خواہش ہے دیدار ہمیشہ ہواے کاش کہ ایسا ہو



قیصرِ نجفی

سخن کا کون سا طے ہم سے مرحلہ نہ ہوا
تری ثنا کا مگر پھر بھی حق ادا نہ ہوا

یہ بات اور کہ انسانوں سے کئی انساں
یہ بات الگ کہ کوئی تجھ سا دوسرا نہ ہوا

ترے حضور ہمیں جب خطائیں یاد آئیں
تو شرمساروں سے اظہارِ مدعا نہ ہوا

خدا شناسی بھی بے فائدہ ہے اس کی، جو
خدا کے بعد محمد ﷺ سے آشنا نہ ہوا

پڑے نہ جسمِ مقدس کا خاک پر سایہ
جہاں میں اس لیے سایہ حضور ﷺ کا نہ ہوا

کوئی ورائے تقابل نہیں، مگر قیصر
وہ بندہ جس سا کوئی بندہ خدا نہ ہوا



مقصود احمد تبسم

نعلین محمد ﷺ

جب عشق ہو وابستہ نعلین محمد ﷺ آنکھوں میں رہے نقشہ نعلین محمد ﷺ
 ان ہی کے وسیلے سے جو مانگو گے ملے گا دیتا ہے خدا صدقہ نعلین محمد ﷺ
 بن جائیں مری کھال سے پاپوش نبی کے رگ رگ ہو مری تسمہ نعلین محمد ﷺ
 دنیائے محبت میں حکومت ہے انھی کی چلتا ہے یہاں سکہ نعلین محمد ﷺ
 افکار کے قرطاس پہ ہو ان کی ہی تصویر جب عقل پہ ہو قبضہ نعلین محمد ﷺ
 ان خاک کے ذروں کو بھی رشک آیا تو ہوگا جو لیتے رہے بوسہ نعلین محمد ﷺ
 اک نعل میں دو تسمے تھے اور اصفر و سبئی دیوانو یہ تھا نقشہ نعلین محمد ﷺ
 وہ مُعَقَّبَةٌ و مُلْسِنَةٌ و مُحَضَّرَةٌ صورت کیا خوب تھا وہ حلیہ نعلین محمد ﷺ
 لمبائی تھی بالشست سے دو انگلیاں زیادہ اور تسمے گل دستہ نعلین محمد ﷺ
 سات انگلیاں چوڑائی تھی پانچ انگلیاں تھا پیٹ منقول ہے ہر گوشہ نعلین محمد ﷺ
 نعلین نبی بزم تصور میں سجا کے کرتا ہوں طلب صدقہ نعلین محمد ﷺ
 دُکھ درد میں اور رنج و بلا میں یہ اماں دے ہے فیض نشاں نقشہ نعلین محمد ﷺ
 سجدہ کہاں زیبا ہے بتا دیتا ہے احساس دل کیوں نہ ہو گرویدہ نعلین محمد ﷺ
 تلوؤں کے سپینے کی تراوٹ ملی ان کو پاؤ گے نہ ہم پلہ نعلین محمد ﷺ
 نعلین کا شیدائی کوئی جب بھی ملے گا کہہ دوں گا سنا قصہ نعلین محمد ﷺ
 دیوانوں کی کیا بات ہے ٹھکرا دیں گے جہاں کو ہاتھ آئے اگر تحفہ نعلین محمد ﷺ
 تصلیح علی نے بھی تو فرمائی تھی ان کی اونچا ہے بڑا رتبہ نعلین محمد ﷺ
 ہو خوف مجھے گرمی محشر کا بھلا کیوں گر سر پہ رہے سایہ نعلین محمد ﷺ
 ایمان مکمل نہیں ہو سکتا کبھی بھی گر دل نہ ہو گرویدہ نعلین محمد ﷺ
 اس مدحت نعلین کا صدقہ مرے مولا خوابوں میں ملے بوسہ نعلین محمد ﷺ
 جو بھی ملے دے دو اسے جنت کی بشارت لے جاؤ یہ آئینہ نعلین محمد ﷺ
 طائف میں ملے زخم مگر پھر بھی دعا دی جب خون سے بھرا کاسہ نعلین محمد ﷺ

اُس عہد کے منہ پر ہے یہ قدرت کا طمانچہ
 اے خادمِ نعلین مبارک یہ سعادت
 سرکار کے قدموں نے عطا کی انھیں تو قیر
 پلکوں سے کروں صاف رکھوں سر پہ ادب سے
 نعلین کا دیدار ہو نعلین کے صدقے
 ہو کاش ملاقات بریلی میں رضا سے
 ستانہ نعلین ملے گا تو کہوں گا
 بن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نعلین شریفین کا عارف
 قدموں سے لپٹنے کی سعادت ملی ان کو
 گر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نعلین کا ممکن نہیں دیدار
 جب گورکھ دے میری تو یہ ذہن میں رکھنا
 میت پہ مری یاد سے تلقین یہ کرنا
 ہو قبر کی تختی پہ مری بس یہی تحریر
 من ربک ما دینک پوچھیں جو نکیرین
 گہری ہو لحد میری کہ خادم ہوں رضا کا
 جب قبر میں سرکار مرے سامنے آئیں
 یہ کون ہیں تم پوچھتے ہو مجھ سے فرشتو
 کیا کم ہے کہ ذاکر ہوں میں نعلین نبی کا
 ہوتا ہے مری روح پہ اک وجد سا طاری
 مولا مری اس لوح عقیدت پہ ہمیشہ
 مقصود کی اوقات سے بڑھ کر ہے یہ توصیف
 جس عہد میں ہو سرقہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 کیا خوب دیا پہرہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 ہو کیسے بیاں رتبہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 طبعاً ہوں میں وارفتہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 مر جاؤں نہ نادیدہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 پھر اُن سے سنیں رتبہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 چل مل کے پڑھیں قصہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 پھر تجھ پہ کھلے عقدہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 بے شک ہے بڑا رتبہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 ہو نزع میں پھر جلوہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 ہو قبر مری نقشہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 رکھ وردِ زباں نغمہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 خوابیدہ ہے ستانہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 کہہ دوں گا میں دیوانہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 اور وضع میں ہو نقشہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 ہو لب پہ مرے نغمہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 لینے دو مجھے بوسہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 صد شکر ہوں وابستہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 پڑھتا ہوں میں جب نغمہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 بس نقش رہے نقشہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ
 جو کچھ بھی لکھا صدقہ نعلین محمد رحمۃ اللہ علیہ



شاہدِ نعیم

کر دیے گل آ کے صدیوں کی عداوت کے چراغ
اور روشن کر دیے سینوں میں اُلفت کے چراغ

آمدِ فخرِ رسل ﷺ کا معجزہ تو دیکھئے
جل گئے کسریٰ کے ایوانوں میں ہیبت کے چراغ

نام ان کا آج بھی ہے باعثِ تسکینِ جاں
آج بھی گھر گھر میں روشن ان کی عظمت کے چراغ

مسئلے حل ہو گئے سب کام بگڑے بن گئے
جس نے پلکوں پر کیے روشن ندامت کے چراغ

یہ کرم شاہد پہ ہے اے رحمت للعالمین
کر دیے روشن مرے دل میں محبت کے چراغ



سید صبیحِ رحمانی

اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی ہے
اک گناہ گار کو آقا ﷺ نے یہ عزت دی ہے

آپ ﷺ کا ذکر کبھی کم نہیں ہوگا آقا ﷺ
آپ ﷺ کے ذکر کو اللہ نے رفعت دی ہے

آپ ﷺ کا نام تو ہر غم کی دوا ہے آقا ﷺ
آپ ﷺ کے نام نے ہر رنج میں راحت دی ہے

معجزہ ان کی صداقت کا ہوا یوں روشن
دستِ بوجہل میں کنکر نے شہادت دی ہے

تلخ لہجوں کو جو شائستہ بنا دیتی ہے
آپ ﷺ نے آ کے وہ تعلیمِ محبت دی ہے

میری پلکوں پہ چراغوں نے فروزاں ہو کر
اک نئی نعت کے ہونے کی بشارت دی ہے

مجھ سے بے نام و نشان کو میرے آقا ﷺ نے صبیح
بخش کے ذوقِ ثنا عزت و شہرت دی ہے



سید شمیم احمد گوہر

ہر اک نفس پہ احساں ہے سرکار ﷺ آپ کا
ممنون ہے نصیب یہ سو بار آپ کا

کیسے کہوں کہ ہوگی نہ مجھ پر نگاہِ رحم
بھرتا رہے گا دم یہ گنہ گار آپ کا

ہر سمت التجائے کرم میں اٹھے ہیں ہاتھ
پڑے گنہ گاروں سے دربار آپ کا

اک ذرے پر بھی اپنا نہیں کوئی اختیار
دیوار و در ہیں آپ ﷺ کے گھر بار آپ کا

ہر نقطہ کتاب میں جلوے ہیں آپ کے
قرآن کو دیکھا گویا ہے دیدار آپ کا

ہر اک قدم پہ چاہیے گوہر کو رہبری
چھایا رہے حیات پہ اُپکار آپ کا



سید ریاض حسین زیدی

جمالِ انبیا رشکِ قمر ہے
 و لیکن آپ ﷺ کی شانِ وِگر ہے
 نگاہِ دل سے دیکھو راہِ اُن کی
 قسم ہے، یہ خدا کی رہ گزر ہے
 نگاہیں آپ ﷺ پر جس کی جمی ہوں
 بلال آسا، وہی صاحبِ نظر ہے
 قدمِ مکہ سے آگے جا رہے ہیں
 میری کعبوں کے کعبہ پر نظر ہے
 رہِ طیبہ کا ہر ذرہ ... یقیناً
 مہ و خورشید سے بھی خوب تر ہے
 مدینے میں اُجالے ہی اُجالے
 وگرنہ ہر طرفِ ظلمتِ نگر ہے
 نہیں جو جانتا رتبہِ نبی ﷺ کا
 وہ ناداں ہے، نہایت بے خبر ہے
 ہر اک سے خیر خواہی آپ ﷺ نے کی
 شعارِ خوب، عفو و درگزر ہے
 ریاضِ نعت میرے کام آیا
 مقدر تیرگی کا اب سحر ہے



قمرِ جمالی

رحمتوں کا سلسلہ دیکھا تو اندازہ ہوا
میں درِ اقدس پہ جب پہنچا تو اندازہ ہوا

خود بخود کس طرح ہو جاتی ہیں آساں مشکلیں
جب لبوں پر ان کا نام آیا تو اندازہ ہوا

ان کے در پر کیسے ہوتی ہیں دعائیں مستجاب
ابرِ رحمت جھوم کر آیا تو اندازہ ہوا

کیا بتاؤں راہِ طیبہ میں ہیں کیا کیا راحتیں
خود تمازت بن گئی سایہ تو اندازہ ہوا

آمدِ جانِ چمن کی برکتیں ہیں کس قدر
رشکِ جنت بن گیا صحرا تو اندازہ ہوا

مدحتِ محبوبِ خالق کا صلہ اور یہ صلہ
اوج پر نامِ قمر چمکا تو اندازہ ہوا



جمال نقوی

لیا جو نام تو خوشبوسی جسم و جان میں ہے
بفیض شاہِ اُمم زندگی امان میں ہے

خدا ہے ان کا شاخواں یہ عظمتیں ان کی
کلامِ پاک قصیدہ انھیں کی شان میں ہے

الہی نورِ بصیرت عطا ہو ہم سب کو
اندھیرا کفر کا پھیلا ہوا جہان میں ہے

انھیں سے پوچھو عجب ان کو ہی ہے خبر اس کی
کہ جو نجوم و قمر میں ہے آسمان میں ہے

عمل سے آپ نے آقا ﷺ دکھا دیا ہم کو
دلوں کو جیت لے تاثیر وہ زبان میں ہے

دکھا دیا اسے کردارِ مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں
خدا کا حکم جو لکھا ہوا قرآن میں ہے

ضیائے سید کونین ﷺ راہبر ہے جمال
یہ وہ ضیا ہے کہ پھیلی جو دو جہان میں ہے



خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

نعتِ رسول مقبول ﷺ

ترجمہ منظوم سیفی فرید آبادی نور اللہ مرقدہ

در جاں چو کرد منزل جانانِ ما محمد ﷺ
صد در کشاد در دل از جانِ ما محمد ﷺ
ما بلبلیم نالاں در گلستانِ احمد ﷺ
ما لولویم و مرجانِ عمانِ ما محمد ﷺ
مستغرق گناہیم ہر چند عذر خواہیم
پڑمردہ چون گیاہیم بارانِ ما محمد ﷺ
از درد زخمِ عصیان ما را چہ غم چو سازد
از مرہم شفاعتِ درمانِ ما محمد ﷺ
امروز خونِ عاشق در عشق اگر ہدرشد
فرد از دوست خواهد تاوانِ ما محمد ﷺ
ما طالبِ خدائیم بر دینِ مصطفائیم
بر در گہش گدائیم سلطانِ ما محمد ﷺ
از اُمتانِ دیگر ما آمدیم برسر
و آں را کہ نیست باور برہانِ ما محمد ﷺ
ای آب و گل سرودی جان و دل درودے
تا بشنود بہ یثرب افغانِ ما محمد ﷺ
در باغ و بوستانم دیگر مخواں معینی
باغم بست قرآنِ بتانِ ما محمد ﷺ

جب سے مقیم جاں ہے، جانانِ رسولِ برحق
سو در کھلے ہیں دل سے تا جاں رسولِ برحق
ہم عندلیبِ نالاں گلزارِ مصطفیٰ ﷺ ہیں
ہم لولیانِ مرجان، عمانِ رسولِ برحق
مستغرق گنہ ہوں، توبہ بھی کر رہا ہوں
پڑمردہ مثلِ سبزہ، بارانِ رسولِ برحق
عصیاں کے زخم سے ہم بے غم ہوئے جب اس کا
مرہمِ نبی شفاعت، درمانِ رسولِ برحق
عاشق کا عشق میں خون گر آج بہہ رہا ہے
لے لے گا دوست سے کل تاواں رسولِ برحق
طالب ہیں ہم مدد کے دینِ دارِ مصطفیٰ ہیں
اس در پہ آپڑے ہیں سلطانِ رسولِ برحق
سب اُمتوں سے افضل رتبہ ہمیں ملا ہے
وہ بے وسیلہ اپنا برہاں رسولِ برحق
اے آب و گل سرودے، اے جان و دل درودے
یثرب میں تاکہ سن لے افغانِ رسولِ برحق
اس باغ و بوستان میں کچھ بھی معنی نہ مانگو
قرآن ہے باغِ دنیا، بتانِ رسولِ برحق



ظہیر غازی پوری

بساط بھر ترے لفظ و بیاں سمجھتا ہوں
مگر میں واقعی تجھ کو کہاں سمجھتا ہوں

نصیب جس کو ہوا لمس تیرے قدموں کا
اسے زمیں نہیں میں آسماں سمجھتا ہوں

خیال و فکر پہ میرے ہے سلطنت اس کی
جسے میں سرور کون و مکاں سمجھتا ہوں

ملی ہے راحتِ جاں مجھ کو تیری نسبت سے
میں دھوپ دھوپ تجھے سائباں سمجھتا ہوں

بقدر ظرف تجھے میں نے جانا پہچانا
کہ اپنی ذات کے سود و زیاں سمجھتا ہوں

تصویرات میں تو منعکس ہوا جب سے
میں تجھ کو ذہن کا عکس رواں سمجھتا ہوں

جو لفظ لفظ ہیں وابستہ نعت و سیرت سے
انہیں میں فکر و نوا کا جہاں سمجھتا ہوں

ظہیر یاد سے اس کی جو کر دے بے پروا
ہر ایسے وقت کو میں رائیگاں سمجھتا ہوں



محمد فیروز شاہ

سامنے اہلِ محبت کے، مدینہ آیا
اور ہر آنکھ میں ساون کا مہینہ آیا

روشنی ہے یہ فقط آپ ﷺ سے نسبت والی
ورنہ کب آنکھ کو ہے دید قرینہ آیا

آپ ﷺ کے آنے سے یوں سب گئی دنیا ساری
جیسے انگوٹھی میں اُن مول نگینہ آیا

میں تھی دست جو مخلوق میں اشرف ٹھہرا
آپ ﷺ کے دم سے مرے ہاتھ خزینہ آیا

آپ ﷺ کے اسمِ گرامی کا تبرک لے کر
کامرانی کی طرف زینہ بہ زینہ آیا

دوڑ کر آئی صبا نکبت و خوش بو لینے
میرے آقا ﷺ کو جو فیروزِ پسینہ آیا



مقصود احمد تبسم

غارِ حرا

ہم اہلِ ولا جب بھی گئے غارِ حرا میں لوٹے تیری خوش بو کے مزے غارِ حرا میں
انوار و تجلی کا یہ ہے آج بھی مرکز اسرار یہ ہم پر بھی کھلے غارِ حرا میں
آتے تھے نظر سامنے مینارِ حرم بھی اللہ کو سجدے بھی کیے غارِ حرا میں
اعلانِ نبوت سے بھی پہلے تھے روابط دونوں میں حجاب اٹھتے رہے غارِ حرا میں
طالب ہی کو معلوم ہے کیا جانے کیا کیا مطلوب سے انعام ملے غارِ حرا میں
خلوت کی عبادت نے عجب رنگ دکھایا جلوت کے حسیں پھول کھلے غارِ حرا میں
تنہائی کے اُن رازوں پہ ہے آج بھی پردہ محبوب و محبت ملتے رہے غارِ حرا میں
مغلوب تھی ظلمت سے زمانے کی بصارت روشن تھے بصیرت کے دیے غارِ حرا میں
قرآن کا آغازِ نزول اُن پہ ہوا جب جبریل گلے لگ کے ملے غارِ حرا میں
ویسے تو بہاتا ہوں تری یاد میں آنسو اُن مول تھے جو اشک گرے غارِ حرا میں
میں آپ کے قدموں کے نشاں ڈھونڈ رہا تھا اُس فرش کے جب بوسے لیے غارِ حرا میں

حسان نے منبر پہ کھڑے ہو کے پڑھی نعت
مقصود نے اشعار پڑھے غارِ حرا میں



اقبالِ حیدر نعتیہ ہائیکو

دھڑکن سینے میں
صرف حرم کا منظر ہے
دل آئینے میں

پاک شپنے میں
گنبدِ خضر روشن ہے
وقت نگینے میں

دھیان مدینے میں
دل میں بیٹھا بیٹھا درد
لطف ہے جینے میں

مرنے جینے میں
سب پورے ہو جاتے

سبز مہینے میں

خواب مدینے میں

ہیں
گم ہے میری تشنہ روح
زم زم پینے میں

نور ہے سینے میں
دھڑکن دھڑکن کعبہ ہے
دل ہے مدینے میں

روح مدینے میں
ازل ابد کی آہٹ ہے
وقت کے زینے میں

خاک دینے میں
میری مٹی مل جائے
کاش مدینے میں

ابد خزینے میں
اُن ﷺ کی ذات میں ڈھلتا ہے
علم مدینے میں



مختار علی

مدح سرکار ﷺ

اک نئی طرز کا معیارِ سخن جاگتا ہے
مدح سرکار ﷺ سے سویا ہوا من جاگتا ہے

نام لیتا ہوں تو ماحول مہک اٹھتا ہے
میری آواز میں وہ مشکِ سخن جاگتا ہے

چشمِ حیرت پہ کھلے جب تری سیرت کا طلسم
دل کے صفحات پہ قرآن کا سخن جاگتا ہے

جو بھی ہو جاتا ہے ناموسِ رسالت ﷺ پہ شہید
پھول بن کر وہ سرِ باغِ عدن جاگتا ہے

کیسے بے نور ہو اندوہِ زمانہ سے دماغ
دل کے صحرا میں کسی یاد کا بن جاگتا ہے

جب بھی کرتا ہوں رقمِ نعتِ رسالت ﷺ مختار
میرے اشعار میں بے ساختہ پن جاگتا ہے



فیض رسول فیضان

زندگی کی جان کی بنیاد نورِ آنحضور ﷺ
زندگی کے حسن کا مخزن ظہورِ آنحضور ﷺ

جب تک ہر اُمتی کی ہو نہ جائے مغفرت
مطمئن کیسے ہو قلبِ ناصبورِ آنحضور ﷺ

کہنے کو اُمی مگر دانائیاں جو طواف
دانش و حکمت کا گنجینہ شعورِ آنحضور ﷺ

سید کونین ہیں وہ خواجہ دارین ہیں
ہر بلندی سرخمدہ ہے حضورِ آنحضور ﷺ

لہلہا اُٹھتے ہیں لب اور جگمگا اُٹھتے ہیں دل
کرتے سنتے وقت ذکر پر سرورِ آنحضور ﷺ

شاعری ویسے ہی اُن کی شان کے شایاں نہ تھی
ورنہ کیا مشکل تھا اس فن پر عبورِ آنحضور ﷺ

میری معصیت کا قد فیضان کم ہونے لگا
دیکھ کر بے کس نوازی میں وفورِ آنحضور ﷺ



تابش دہلوی

غمِ زندگی سے فراغت ملی ہے
 ہمیں دین و دنیا کی دولت ملی ہے
 مدینے میں اپنا قیام اللہ اللہ
 زہے گرم بازارِ عشقِ محمد ﷺ
 پس انداز اسے بھی کراے عمرِ باقی
 ہر ایک نقشِ طیبہ نہ کیوں دل نشیں ہو
 نہیں ہے مجھے خوفِ تردامنی کا
 دیارِ نبی ﷺ ہو کہ بیتِ الحرم ہو
 کہیں دل فروزاں کہیں جاں فروزاں
 مدینے میں کچھ ایسی راحت ملی ہے
 یہ دولت انھی کی بدولت ملی ہے
 گناہ گار ہوں پھر بھی جنت ملی ہے
 مجھے آنسوؤں تک کی قیمت ملی ہے
 سرِ کوائے طیبہ جو ساعت ملی ہے
 مری ہر تمنا کو صورت ملی ہے
 کہ عشقِ نبی ﷺ کی حرارت ملی ہے
 ہمیں حاضری کی سعادت ملی ہے
 تجلی بقدرِ ضرورت ملی ہے

مبارک ہو سرکارِ طیبہ سے تابش
 تجھے نعت گوئی کی خدمت ملی ہے



منظر ایوبی

خواہشیں ہوں حرف کی صورت بیاں کیوں کر حضور ﷺ
ترجمانِ حالِ دل ہے جب یہ چشمِ تر حضور ﷺ

خاندانوں اور گروہوں میں بیٹی جس روز سے
آپ کی اُمت کی حالت ہوگی، ابتر حضور ﷺ

مطمئن ہیں کس قدر یہ سوچ کر ہم ہجرتی
جہل کے ہاتھوں ہوئے تھے آپ بھی بے گھر حضور ﷺ

جس کے سائے میں ملی کتنے غلاموں کو اماں
کاش بخشش مجھ سے عاصی کو بھی وہ چادر حضور ﷺ

سرفروشی، حق پرستی کے تقاضے بھول کر
مصلحت کی اوڑھ لی اس قوم نے چادر حضور ﷺ

دل کو تڑپاتی ہے اکثر اس حسیں منظر کی یاد
آپ ہیں، بابِ حرم ہے اور میرا سر حضور ﷺ



احمد صغیر صدیقی

کیا اُن کی طرف آئی یہ بہکی ہوئی دنیا
قربِ نفسِ پاک سے، اُجلی ہوئی دنیا

الفاظ تھے اُن کے کہ اُجالوں کے گجر تھے
پُر نور ہوئی دھند میں ڈوبی ہوئی دنیا

یہ بال و پری اس کی، عنایت ہے انھی کی
اُن کی ہی نوازش ہے یہ اُڑتی ہوئی دنیا

یہ فکر انھی کی ہے کہ ہر فکر ہے گلِ رنگ
ہے اُن کے ہی اعجاز سے مہکی ہوئی دنیا

یہ اُن کے قدم تھے کہ بنے باعثِ رحمت
سمٹی ہوئی دنیا ہوئی پھیلی ہوئی دنیا

کیسی تھی نہیں آئے تھے جب تک شہِ والا
وہ آئے تو پھر دیکھیے کیسی ہوئی دنیا



ظہور الاسلام جاوید

مدینہ دیکھ کر مجھ کو بڑی خوشی ہوگی
یہی خوشی میری معراجِ زندگی ہوگی

حبیبِ حق کے ذریعے سے حق رسی ہوگی
بغیر عشقِ نبی ﷺ کیسے بندگی ہوگی

خوشا وہ شخص مبارک ہے اس کی مرگ و حیات
جسے محبتِ سرکار ﷺ مل گئی ہوگی

اسے سکون ملے گا فقط مدینے میں
جسے ضرورتِ امن و سلامتی ہوگی

کرو دلوں میں ذرا اہتمامِ ذکرِ رسول ﷺ
بجھے بجھے سے چراغوں میں روشنی ہوگی

تمام اُمتِ عاصی کو بخش دے گا خدا
جو بات آپ ﷺ نے فرمائی ہے وہی زندگی

نسیم کوئے شہِ دیں سے جس کا ہے ناتا
وہیں وہیں پہ خرد ہوگی آگہی ہوگی

جو منسلک ہے غلامیٰ شاہِ بطحا ﷺ سے
اسی کے حصے میں جاوید ہر خوشی ہوگی



سعدیہ روشن

خوش بخت ہوں کہ مجھ کو حضوری کی عطا ہوئی
فرقت کے ہر عذاب سے دُوری عطا ہوئی

جاں تھی مری حصارِ میں اور خوں فشارِ میں
سب ناصبوریوں کو صبوری عطا ہوئی

شہرِ نبی ﷺ کی ٹھنڈی ہواؤں کے فیض سے
تسکینِ قلب و روح سروری عطا ہوئی

”خضرا“ کے سائے میں کبھی ”جنت کے باغ“ میں
”صفہ“ پر اک نشست عبوری عطا ہوئی

میں خواب دیکھتی تھی حقیقت میں یہ ہوا
مجھ کو بھی ایک چادرِ نوری عطا ہوئی

اب سعدیہ کو ہوگئی معراج یہ نصیب
آقا ﷺ کے در سے فوزِ شعوری عطا ہوئی



یعقوب تصور

وحدانیت کی شان بھی، تائیدِ لالہ بھی
کرنوں سے ان کی مستند، تنویرِ مہر و ماہ بھی

نورِ مجسمِ حسین، محبوبِ ربِّ العالمین
ان کے لیے ہی لفظِ کن، تحسین و واہ واہ بھی

ان کی گلی کی رفعتیں اور یہ ادب کی عظمتیں
چلتی ہے ایک شان سے، بادِ سبکِ پگاہ بھی

چڑیاں پیہے بلبلیں، نغمہ سرا ہیں دم بدم
توصیفِ برزباں ہیں سب، برگ و گل و گیاه بھی

ان ہی کی تمکنت کی ضو، انھی کے نور کا بھرم
شانِ طلوعِ آفتاب، حسنِ کمالِ ماہ بھی

تسبیحِ رب کے ساتھ ہی ذکرِ نبی ﷺ میں منہمک
حلقہِ بگوشِ اہل بیت، درویشِ خانقاہ بھی

محکمِ یقین دے دیا، وحدانیت کے باب میں
زائلِ دلوں سے کر دیے، تشکیک و اشتباہ بھی

ان کے در عطا سے ہے عالم تمام فیض یاب
جن و ملائکہ سبھی، بندے گدا و شاہ بھی

مال و منال وسیم و زر، عزو و وقار و فہم و درک
انھی کے در کی ہے عطا حسن و جمال وہ جاہ بھی

جرم و خطا کے باوجود، جو در سخا کی انتہا
ہم عاصیانِ دہر کی جانب کرم نگاہ بھی

توبہ جو ان کے در پہ کی رو کر خلوص قلب سے
مژدہ ملا بہشت کا، بخشے گئے گناہ بھی

جالی سے لگ کے قلب تو، مینار نور بن گیا
اشکوں نے پاک کر دیا شیشہ گہ نگاہ بھی

خاکِ درِ رسول پر، سجدوں کا ہے یہ معجزہ
لمحوں میں جگمگا اٹھی، پیشانی سیاہ بھی

تسکین قلب و ذہن و روح پائی تصور آپ نے
یعنی مثالِ خلد ہے، مولا کی بارگاہ بھی



محمد علی صدیقی شیدا بستوی

نبی کا نور ہوا یوں جہاں میں جلوہ گر
تھا جبر و ظلم کے سائے میں نیم جان بشر
جو ان کے زیر تصرف رہے ہیں شمس و قمر
وہ لوگ سمجھیں گے کیا رتبہ شہ کونین
زمین سے تابہ فلک جو سفر میں گزرا تھا
فلک کو گرچہ سعادت ہے میزبانی کی
خوشا کہ شاہ رسولاں جہان میں آئے
بیان یوں کیا رب نے رسول کی عظمت
نہ کیوں ہو نشہ توحید ہر طرف غالب

کہ اس کے روبرو ہر روشنی ہوئی کم تر
حضور ایسے میں آئے حیاتِ نو بن کر
ہے عقل دنگ تو حیرت میں ہے ہر ایک نظر
جو دار کرتے ہیں قدرت پہ ان کی رہ رہ کر
وہ ایک لمحہ تھا دراصل قرن سے بڑھ کر
زمین کو فخر کہ آقا کو ہے پسند یہ گھر
وہ جن کا ذکر رہا ہر رسول کے لب پر
انہیں خطاب دیا آخری ہیں پیغمبر
پلانے والے ہیں یہ جام صاحب کوثر

وہی شفیع ہیں خیر البشر بھی وہ شیدا
گناہ گاروں کا دارالامان ان کا در



امام شرف الدین بوسیریؒ

منظوم ترجمہ: حکیم سر وسہارن پوری

ہمارے سید و مولا ﷺ

سحر طاری ہوئی ہے آپ کے ماتھے کی طلعت سے
یہ رونق رات نے پائی ہے زلفوں کی عنایت سے
بزرگی میں وہ سبقت لے گئے سارے رسولوں پر
کہ رستے دین کے روشن ہوئے ان کی ہدایت سے
خزانے بخششوں کے رحمتوں کے ملک ہیں ان کی
ہدایت یاب ساری امتیں ان کی شریعت سے
نسب ان کا حسب ان کا بہت ارفع، بہت اعلیٰ
شرف پایا ہے سارے عالموں نے ان کی خدمت سے
شجر خدمت میں آئے، پتھروں نے بات کی ان سے
قمر شق ہو گیا ہے ان کی انگشت شہادت سے
شب معراج ان کے پاس جبریل امین آئے
بلایا رب نے ان کو عرش پر اپنی عنایت سے
انہی کے واسطے سے سب شرف پائے ہیں لوگوں نے
گناہ سب دور فرمائے ہیں رب نے ان کی امت کے
ہمارے سید و مولا ﷺ محمد ﷺ ہیں محمد ﷺ ہیں
کہ عزت ہے ہمارے واسطے ان کی اطاعت سے

الصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِهِ
وَاللَّيْلُ دَجَى مِنْ وَفْرَتِهِ
فَاقَ الرُّسُلَا فَضْلًا وَ عِلْمًا
أَهْدَا السُّبُلَا لِدَا لِيَتِهِ
كَتَبَ الْكَرَمَ مَوْلَى النِّعَمِ
هَادِي الْأُمَّمِ لِشَرِيْعَتِهِ
أَزْكَى النَّسَبِ أَعْلَى الْحَسَبِ
كُلُّ الْعَرَبِ فِي خِدْمَتِهِ
سَعَتِ الشَّجَرُ، نَطَقَ الْحَجَرُ،
شَقَّ الْقَمَرُ، بِإِشَارَتِهِ
جِبْرِيلُ آتَى لَيْلَةَ أُسْرَتِي
وَالرَّبُّ دَعَى لِحَضْرَتِهِ
نَالَ الشَّرْفَا وَ اللّٰهُ عَفَا
عَنْ مَا سَلَفَا مِنْ أُمَّتِهِ
فَمُحَمَّدٌ نَا هُوَ سَيِّدُنَا
وَالْعَزُّ لَنَا لَا جَا بَتِهِ



احسانِ دانش

شاہی کی آرزو نہ امارت پسند ہے
مجھ کو حضور ﷺ کا درِ دولت پسند ہے

محشر میں اپنی فکر کریں گے سبھی ... مگر
تو ایک وہ نبی جسے اُمت پسند ہے

قرآن کے نزول کو جبریل کم نہ تھے
حق کو ترے لبوں کی حکایت پسند ہے

کعبہ ہے اک بلوغِ معما مرے لیے
مجھ کو تو ان کے در کی زیارت پسند ہے

اے چشمِ شوقِ خونِ جگر لا اُچھال کر
سنتا ہوں ان کو اشکِ ندامت پسند ہے

توفیق ہو تو عرضِ تمنا انھی سے کر
حق کو پسند ہے تو یہ صورت پسند ہے

دانشِ درِ رسول ﷺ پہ پھر حاضری کو چل
اللہ کو یہ طرزِ عبادت پسند ہے



محشر بدایونی

آ کے طیبہ سے طلب اور ہے تشنہ تشنہ
دھڑکنیں دل کی صدا دیتی ہیں طیبہ طیبہ

کسی دیوار کا سایہ بھی کوئی سایہ ہے
آپ کے دامنِ رحمت کا ہے سایہ سایہ

خلقِ معجز یہ ہے، جو آئینہ دل ٹوٹا
آئینہ کر دیا پھر جوڑ کے ریزہ ریزہ

کار دیں سخت کٹھن اور یہ رضائے شہہ دیں
لوگ پتھر ہیں، پکھل جائیں گے رفتہ رفتہ

آپ کے سائے میں آجائے تو یہ حال ہو کیوں
آدمی عقل کے زرعے میں ہے تنہا تنہا

حرم و طیبہ میں گزریں جو مرے شام و سحر
خلد ساماں ہو مری زیت کا لمحہ لمحہ

امتی جائیں کہاں جائے اماں پائیں کہاں
یہ غلام آپ کے آپ ان کے ہیں آقا آقا



فدا خالد دہلوی

نعتیہ رباعیات

عالم انھیں محبوبِ خدا کہتا ہے
اک آئینہ صدق و صفا کہتا ہے
کیا شانِ محمد ﷺ ہے کہ اللہ اللہ
جو نام نے صلِّ علیٰ کہتا ہے



اللہ کی مخلوق میں چیدہ وہ ہیں
سردارِ رُسل ہیں برگزیدہ وہ ہیں
قرآن کی تفسیر ہے اُن کا کردار
سرچشمہ اوصاف حمیدہ وہ ہیں



آگاہ سرشتِ نور ہو جاتا ہے
غیب اس کے لیے حضور ہو جاتا ہے
وہ دل جو ترے ذکر سے روشن ہو جائے
صد رشک چراغِ طور ہو جاتا ہے



رحمت ہو ہوا نزولِ رحمت تم پر
ہے خاص کرم خاص عنایت تم پر
تم جیسا نبی اور نہ ہوگا کوئی
اللہ نے کی ختم نبوت تم پر



وقار صدیقی اجمیری

نعتیہ رباعیات

شائستہ توصیفِ مشیت تم ہو
سرِ رشتہٴ انوارِ نبوت تم ہو
جبریل کے عجزِ شبِ اسریٰ کی قسم
انسان کی عظمت کی ضمانت تم ہو



عیدین کا بھی رنگِ طرب دیکھا ہے
ہر ایک مسرت کا سبب دیکھا ہے
میلا محمد ﷺ کا ہے کچھ اور ہی کیف
یہ کیف کسی عید میں کب دیکھا ہے



دریا میں روانی کی طرح زندہ ہیں
ادوارِ زمانی کی طرح زندہ ہیں
اب بھی ہیں بہر طور محمد ﷺ موجود
قرآن میں معانی کی طرح زندہ ہیں



ہر کدورت سے قلب صاف کرو
اپنے دشمن کو بھی معاف کرو
نسبتِ رحمتِ دو عالم ﷺ کا
عملاً بھی تو اعتراف کرو



قمرِ عینی

نعتیہ رباعیات

اُن جیسا کوئی فخرِ اب و جد نہ ہوا
 اُن کا کوئی ہم پایہ و ہم قد نہ ہوا
 آنے کو تو کتنے ہی پیمبر آئے
 لیکن کوئی محمود و محمد ﷺ نہ ہوا



اللہ جنہیں عرش پہ بلواتا ہے
 ایک ایک نبی جن کے گن گاتا ہے
 اُس مہر جہاں تاب کا تُو ہے مداح!
 سورج کو قمر چراغ دکھلاتا ہے!



گھمبیر ہوا جب بھی غم کا سایہ
 جب قلب پریشاں نے مجھے تڑپایا
 جب کوئی بھی تسکین کی صورت نہ رہی
 بے ساختہ نام آپ ﷺ کا لب پہ آیا



ظہیر غازی پوری

نعتیہ رباعیات

عرفان کے دریا کی طرف جاتی ہے
فیضانِ سراپا کی طرف جاتی ہے
اعجاز کی دنیا کی طرف جاتی ہے
ہر راہ جو آقا ﷺ کی طرف جاتی ہے



اک نور کے مکتوبِ رسول ﷺ اکرم
کونین میں ہیں خوب رسول ﷺ اکرم
ثانی نہیں نبیوں میں کوئی بھی ان کا
خود رب کے ہیں محبوب رسول ﷺ اکرم



ہر چیز ہے ناگفتہ نوائی کے سوا
ہر فیض ہے دنیا کا برائی کے سوا
تُو خالقِ دنیا کا ہے محبوب تو پھر
سب کچھ ہے ترے بس میں خدائی کے سوا



احمد صغیر صدیقی

نظروں میں بسی ہے کسی مہتاب کی صورت
دیکھے چلے جاتے ہیں جسے خواب کی صورت

اک شمع کی مانند ہیں ہم تیز ہوا میں
وہ ذاتِ گرامی کہ ہے محراب کی صورت

وحشت کے سوا کیا تھا سروں میں کہ وہ آیا
پھر اس نے نکالی ادبِ آداب کی صورت

پتھر تھا یہ دل موم ہوا اُس کی نظر سے
اس دشت نے دیکھی تھی کہاں آب کی صورت

شاہا ترے قدموں کی مجھے ڈھول عطا ہو
اوڑھوں میں اسے اطلس و کم خواب کی صورت



عزیز احسن

تڑپ تو رکھتا ہوں زادِ سفر نہیں رکھتا
کرم حضور ﷺ کہ میں بال و پر نہیں رکھتا

میں عرضِ حال کے قابل کہاں مرے آقا!
سوائے عجزِ بیاں، میں ہنر نہیں رکھتا

ستم زدہ ہوں نگاہِ کرم کا طالب ہوں
میں بے اماں ہوں گہیں کوئی گھر نہیں رکھتا

مجھے بھی عشق کی سچائیاں میسر ہوں
نثار کرنے کے قابل میں سر نہیں رکھتا

وہ نالہ کھینچتا رہتا ہوں روز و شب آقا ﷺ
جو شور رکھتے ہوئے بھی اثر نہیں رکھتا

زکوٰۃ سیرتِ اطہر کی چاہتا ہے عزیز
گدائے خلق ہے آقا ﷺ، یہ زر نہیں رکھتا



حافظ عبدالغفار حافظ

تضمین برکلام حسن بریلوی علیہ الرحمہ

کیا بساؤں سر میں عشقِ شہ کا سودا چھوڑ کر
جاں نچھاور کیوں کروں ادنیٰ پہ اعلیٰ چھوڑ کر
گل چنے میری بلا خارِ مدینہ چھوڑ کر
”سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر“

سوئے جنت کون جائے در تمھارا چھوڑ کر“

حالِ چشمِ نم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کرب کا عالم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
خسروا! ”ارحم“ کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
”سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے“

کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر“

تھی ازل ہی سے جو دل میں اُلفتِ خیرالبشر
اس لیے رکھتے تھے پیہم خود کو سرگرم سفر
اک مقامِ فکر ہے یہ بہر اربابِ نظر
”بے لقاے یار اُن کو چین آجاتا اگر“

بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر“

ہے مجھے اچھی طرح معلوم کیا ہے خوب چیز
 دل میں یادِ سرورِ ہر دوسرا ہے خوب چیز
 عشقِ محبوبِ خدا صلِ علیٰ ہے خوب چیز
 ”کون کہتا ہے دلِ بے مدعا ہے خوب چیز
 میں تو کوڑی کو نہ لوں اُن کی تمنا چھوڑ کر“

مجھ مریضِ عشق کو سامانِ راحت ہے بہم
 اُن کی یادوں سے ہے قائمِ زندگانی کا بھرم
 اے مرے تیماردارو ربِّ اکبر کی قسم
 ”مر ہی جاؤں میں اگر اُس در سے جاؤں دو قدم
 کیا بچے بیمارِ غم قربِ میجا چھوڑ کر“

حالِ دل کس کو سنائیں عندلیبانِ نفس
 رہ گئے گھٹ گھٹ کے سارے نغمہ سنجانِ نفس
 جس کے عالم میں ہیں محبوسِ مرغانِ نفس
 ”کس تمنا پر جنیں یارب اسیرانِ نفس
 آچکی بادِ صبا خاکِ مدینہ چھوڑ کر“

جا کے میں ڈکھڑا سناؤں اے مرے مولا کے
 چارہ گر ٹھہرائے آخر مجھ سا بے چارہ کے
 جز تمہارے ہے شفاعت کا مری یارا کے
 ”بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کے
 کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر“

اب یہی خواہش ہے چوموں ان کے نقشِ پا کو میں
جاگتی آنکھوں سے دیکھوں گنبدِ خضریٰ کو میں
نذرِ جان و دل کروں بے ساختہ مولا کو میں
”خلد کیسا، نفسِ سرکش! جاؤں گا طیبہ کو میں

بدچلن! ہٹ کر کھڑا ہو مجھ سے رستا چھوڑ کر“

کیسے بوٹے، کیسے غنچے، کیسے گل، کیسی بہار
روشِ خلد بریں ارضِ عرب کے ریگ زار
دل لبھا سکتے نہیں فردوس کے لیل و نہار
”ایسے جلوؤں پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار

کیا غرض، کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑ کر“

بے خبر سمجھے تھے ہوں گے پیشِ خالق سرخ رو
لیکن اب آیا نظرِ بیلِ نحوست چار سو
موجِ دریائے شقاوت آگئی ہے تا گلو
”حشر میں ایک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدو

آفتوں میں پھنس گئے اُن کا سہارا چھوڑ کر“

دیکھ حافظِ زندگی کا گر بتاتے ہیں حسن
رازِ ہست و بود سے پردہ اٹھاتے ہیں حسن
مقطعِ نعتِ پیمبر یوں سناتے ہیں حسن
”مر کے جیتے ہیں جو اُن کے در پہ جاتے ہیں حسن

جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر“



تنویر پھول

(سانیت)

حامد و محمودِ ربِّ العالمین سرکار ﷺ ہیں
ذاتِ حق کا ہے تعارف ذاتِ سرور ﷺ سے عیاں
”کنت کنزاً مخفياً“ کارمز اس میں ضوفشاں
تا ابد روشن سراجِ اولیں سرکار ﷺ ہیں



آپ ﷺ نے رحمت لٹائی سنگِ باری کے عوض
آپ ﷺ ہیں غمِ خواہِ انساں حاملِ خلقِ عظیم
عبدِ حق ہیں آپ ﷺ لیکن ہیں رؤف اور ہیں رحیم
مٹ گئیں میری خطائیں آہ و زاری کے عوض



آپ ﷺ نے درسِ اخوت ساری دنیا کو دیا
آدم و حوا کے رشتے سے ہیں بھائی بھائی سب
خاکساری کا سبق دیتے رہے شاہِ عرب ﷺ
آدم و حوا کو رب نے خاک سے پیدا کیا



آپ ﷺ نورِ اولیں ہیں افتخارِ انبیا
پھول پر چشمِ کرم ہو تاجدارِ انبیا



ڈاکٹر ہلال جعفری

(تضمین برکلامِ رضا)

اللہ اللہ ! تری شان، یہ رتبہ تیرا
 موجزن دہر میں ہے بحر عطایا تیرا
 سب امیروں میں غریبوں میں ہے چرچا تیرا
 ”واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
 نہیں، سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا“
 کاش پہنچوں جو ترے روضہ اقدس کے قریب
 میری قسمت بھی بدل جائے، سنور جائے نصیب
 جالیاں تھام کے روضے کی کہوں والا مجیب
 ”میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
 یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا“
 تیرے جلووں سے منور ہوئے چاروں اطراف
 ختم ہیں ذاتِ مقدس پہ تری کل اوصاف
 ہے زمانے سے نرالی تری شانِ الطاف
 ”چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
 تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا“
 جانے والو ! مرے آقا سے یہ کہنا احوال
 کہ تری قوم ہوئی جاتی ہے آقا پامال
 گو، بُروں سے بھی بُرے ہیں مگر اے نیک خصال
 ”تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
 جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا“

ہوں یہ کار نہ کھل جائے حقیقت میری
اپنے دامن میں چھپا فردِ ندامت میری
رحمتِ خاص ذرا دیکھ عقیدت میری

”تجھ سے دور، دور سے ہے سگ، سگ سے ہے نسبت میری

میری گردن میں پڑا دور کا پٹا تیرا“

مجھ سے پوچھے کوئی آقا تری رحمت کیا ہے

تیرے اکرام ہیں کیا، تیری عنایت کیا ہے

تیرے قربان، مجھے فکرِ قیامت کیا ہے

”تیرے آگے مرے عصیاں کی حقیقت کیا ہے

مجھ سے سو لاکھوں کو کافی ہے اشارہ تیرا“

آرزو ہے کہ شہِ کون و مکاں والا سمیع

یہ ہلالِ آپ کا ہو اور ہو فردوسِ بقیع

اے شہِ ختمِ رسل اے ہمہ اوصافِ رفیع

”تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اُس کو شفیع

جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا“



بشیر حسین ناظم (تضمین برکلامِ رضا)

پیکرِ نور و شیم، مظہرِ منان گیا مطلعِ بدرِ کرم، منتِ دیان گیا
اے خوشا ساتھ لیے محضرِ غفران گیا ”نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلم دان گیا“

علم و دانش ہوئے مفقود مرا گیان گیا نالہ شب کی رسائی گئی، ایقان گیا
المدد شاہِ حرم ہاتھ سے عرفان گیا ”لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
میرے مولا مرے آقا ترے قربان گیا“

چشمِ رویت مری، انوار کی شیدا ہی رہی ڈھونڈتی جلوۂ محبوبِ دل آرا ہی رہی
عینِ جاں کرتی پئے دید تقاضا ہی رہی ”آہ وہ آنکھ کہ ناکامِ تمنا ہی رہی
ہائے وہ دل جو ترے در سے پُر ارمان گیا“

لطفِ منظارِ عنایات سے کیا دور رہا دہر میں مجمعِ اخیار میں مشہور رہا
خوشِ مقدر ہی ترے وصف پہ مامور رہا ”دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا“

اُن کے مستوں نے ہمیشہ ہی رکھا خیر سے کام جنسِ احسان لٹائی نہ رکھا بیر سے کام
کعبہٴ عشق میں بیٹھے نہ رکھا دیر سے کام ”انھیں جانا انھیں مانا، نہ رکھا غیر سے کام
لہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا“

تم کو مرغوب شہِ دیں کی محبت نہ سہی کامِ دل کے لیے الفت کی حلاوت نہ سہی
مجمعِ حشر میں درکار شفاعت نہ سہی ”اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا“

آج ہی جامِ کرم، عبدِ صمد مانگ اُن سے آج گلہائے نوازش کی سبد مانگ اُن سے
 آج ہی بخشش و غفراں کی سدا مانگ اُن سے ”آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
 پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا“

تیرا مقدور رہا حق سے تجبِ آخر خود کو تو کر کے رہا نذرِ تعقبِ آخر
 تجھ کو لے ڈوبا ترا شوقِ تذبذبِ آخر ”اُف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصبِ آخر
 بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا“

جن کو بلوایا بصدِ لطفِ نبی ﷺ نے، پہنچے ساحلِ شوق پہ الفت کے سفینے پہنچے
 بلدۂ نور میں ناظم سے کینے پہنچے ”جان و دل، ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
 تم نہیں چلتے رضا! سارا تو سامان گیا!“



منیرِ قصوری

اٹھو کہ سُوے شہرِ رسالت سفر کریں
 خود کو قریبِ روضہ خیرالبشر ﷺ کریں
 کیوں فکر مشکلات رہ پُر خطر کریں
 ہر مرحلہ خیالِ مدینہ میں سر کریں
 جو سرزمینِ غیرتِ عرشِ عظیم ہے
 اُس سرزمین پہ تیز روی سے حذر کریں
 قدموں کی آہٹیں بھی سنائی نہ دیں وہاں
 ایوانِ مصطفیٰ ﷺ میں کچھ ایسے گزر کریں
 ہر صفحہٴ جبیں پہ ہو ان کی ثنا لکھی
 اس بار اُن ﷺ کی دید بطرزِ دگر کریں
 اس کارِ خیر کا کوئی نعم البدل نہیں
 مدحِ حضور ﷺ خوب کریں، عمر بھر کریں
 اتنے ہی ماورا ہیں وہ فکر و خیال سے
 سمجھو کہ اس غریب کی دنیا سنور گئی
 لاریب اصل کعبہٴ مقصود ہے ادھر
 کیا جانے کب مرادِ نظر پالے آدمی
 سرکارِ کائنات سے کیا شے ملی انھیں
 یوں تو حضور ﷺ صاحبِ لطفِ عمیم ہیں
 اُن ﷺ کے لیے یہ کوئی بڑی بات بھی نہیں
 ”بد ہیں تو آپ ﷺ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ ﷺ کے
 سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں
 آقا ﷺ حضور اپنے کرم پر نظر کریں

پروردہٴ رسولِ حرم ہیں منیر ہم
 پھر کس طرح ہم اُن کی ثنا سے حذر کریں



افضال احمد انور

جو بھی ہاتوں میں لیے نعتیہ دیوان گیا
حشر میں بن کے وہ حسان کا مہمان گیا

جس کے دل میں رہی تا عمر نبی کی اُلفت
بزمِ ہستی سے وہی صاحبِ ایمان گیا
جان پائے نہ تھی بخت ہی کوئی، تو کیا؟
اُن کی عظمت کو تو ہر سنگ و شجر جان گیا
کھل گیا مرکزِ الطاف و عنایات ادھر
”نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا“ ☆
قبر میں حشر میں فردوس میں تھا وہ فرحاں
اُن کی نسبت کا لیے تمغہ جو انسان گیا
نقشِ پائید عالم کا تھا کندہ دل پر
مجھ کو جبریلِ امیں دُور سے پہچان گیا
مل گئی اُن کے غلاموں کی غلامی، جس کو
اُس کی آقائی کو ہر شاہِ شہاں مان گیا
اک اشارہ تھا اُنہی کا جو گیا میں بخشا
گرچہ میزان پہ میں بے سروسامان گیا

عرش سے فرش کو رجعت نہ تھی آساں انور
یاد، اُمت تھی جو آقا کا ادھر دھیان گیا



سید نصیر الدین نصیر گولڑوی

(تضمین برکلامِ رضا)

دل کے آنکھن میں یہ اک چاند سا اُترا کیا ہے
 موج زن آنکھوں میں یہ نور کا دریا کیا ہے
 ماجرا کیا ہے یہ آخر یہ معما کیا ہے
 ”کس کے جلوے کی جھلک ہے، یہ اُجالا کیا ہے“

ہر طرف دیدۂ حیرت زدہ تکتا کیا ہے“
 زائرِ مگدِ خضریٰ، تجھے اب فکر ہے کیا
 سامنے وہ بھی ہیں، اللہ کا در بھی ہے کھلا
 چپ نہ رہ، کھول زباں، دامنِ مقصد پھیلا
 ”مانگ من مانتی، مانگی مرادیں لے گا“

نہ یہاں ناں ہے، نہ منگتا سے یہ کہنا، کیا ہے؟“
 عرصۂ حشر میں ناسازی احوال کے وقت
 دل کی دیوار میں اُٹھتے ہوئے بھونچال کے وقت
 لمن الملک کی آواز پر اجلال کے وقت
 ”بے بسی ہو مجھے جب پرش اعمال کے وقت“

دوستو کیا کہوں، اُس وقت تمنا کیا ہے“
 بات اُمت کی جب اللہ سے منوائیں حضور
 جس گھڑی مسدِ محمود پہ آجائیں حضور
 جب گنہ گاروں کو سرکار میں بلوائیں حضور
 ”کاش فریاد میری سن کے یہ فرمائیں حضور“

ہاں کوئی دیکھو، یہ کیا شور ہے، غوغا کیا ہے“

خود نگر ہے، نہ وہ گستاخ، نہ وہ ظالم ہے
 بد عقیدہ ہے نہ وہ چرب زباں عالم ہے
 نسلِ خدام سے منسوب کوئی خادم ہے
 ”یوں ملائک کریں معروض کہ اک مجرم ہے
 اُس سے پرسش ہے بتاؤ نے کیا کیا کیا ہے“

زور و داورِ محشر کے ہے اک عصیاں کیش
 ہے ادھر مالکِ کل اور ادھر یہ درویش
 معصیتِ کار، خطاوار، گنہ بیش از بیش
 ”سامنا قہر کا ہے دفترِ اعمال ہے پیش
 ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سنا تا کیا ہے“

نوحہ زن ہے دلِ برباد کہ یا شاہِ رُسل
 اب کہاں جائے یہ ناشاد کہ یا شاہِ رُسل
 وقتِ امداد ہے، امداد! کہ یا شاہِ رُسل
 ”آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہِ رُسل
 بندہ بے کس ہے شہا! رحم میں وقفہ کیا ہے“

ہے عنایت، جو میں مصروفِ ثنا ہوتا ہوں
 ورنہ اوقاتِ مری کیا ہے، میں کیا ہوتا ہوں
 غم تو بس یہ ہے کہ محرومِ نوا ہوتا ہوں
 ”اب کوئی دم میں گرفتار بلا ہوتا ہے
 آپ آجائیں تو کیا خوف ہے، کھٹکا کیا ہے“

عرصہ حشر میں تھا یم و رجا کا عالم
 سخت مشکل میں گھری تھی مری جانِ پرِ غم
 ہاتھ میں تھامے ہوئے حمدِ الہی کا علم
 ”لو! وہ آیا مرا حامی، مرا غمِ خوارِ اُمم
 آگئی جاں تن بے جاں میں، یہ آنا کیا ہے“

یوں مرے سر سے بلا خوف کی ٹالیں سرور
حشر کی بھیڑ میں چپکے سے بلا لیں سرور
پہلے قدموں میں ذرا دیر بٹھالیں سرور
”پھر مجھے دامنِ اقدس میں چھپالیں سرور“

اور فرمائیں ہٹو! اس پہ تقاضا کیا ہے“

ہمیں کہتے ہیں ملک، طبقہ معصوم ہیں ہم
بلکہ قرآن میں اسی نام سے موسوم ہیں ہم
مگر اس پر بھی نہ حاکم ہیں، نہ مخدوم ہیں ہم
”چھوڑ کر مجھ کو فرشتے کہیں، محکوم ہیں ہم“

حکمِ والا کی نہ تعمیل ہو زہرہ کیا ہے“

جب چلے حشر کے میدان میں اُمت کی سپاہ
سرورِ جیش ہو وہ مطلعِ کونین کا ماہ
اہل بیت اور صحابہ بھی رواں ہوں ہم راہ
”یہ سماں دیکھ کے محشر میں اُٹھے شور کہ واہ“

چشمِ بددور ہو، کیا شان ہے، رُتبہ کیا ہے“

باغِ جنت ترے تطہیر کے گلشن پہ نثار
آبِ تسنیم ترے پاؤں کے دھوون پہ نثار
حسنِ یوسف کی ادائیں تری چتون پہ نثار
”صدقے اس رحم کے، اس سایہِ دامن پہ نثار“

اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے“

تیرے اشعار میں ہے عشقِ نبی کی مہکار
نعت کے باغ میں آئی ہے ترے دم سے بہار
تجھے کرتا ہے نصیرِ اہلِ ولایت میں شمار
”اے رضا! جانِ عنادل ترے نغموں کے نثار“

بلبلِ باغِ مدینہ! ترا کہنا کیا ہے“



محمد قاسم حسین ہاشمی مصطفائی

مرتے دم ایمان کی پیاری فضا کا ساتھ ہو
 شمعِ لولاکِ نورِ کبریا کا ساتھ ہو
 قبر میں اور حشر میں تیری رضا کا ساتھ ہو
 ”یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
 جب پڑے مشکل، شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو“

بھول جاؤں تیری اُلفت میں ہر اک تکلیف کو
 جھیل جاؤں تیری رحمت سے ہر اک تکلیف کو
 جیتے جی آرام سمجھوں میں ہر اک تکلیف کو
 ”یا الہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
 شادی دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو“

جز گناہوں کے، نہیں اعمال میں کچھ کائنات
 سن لیا ہے نام تیرا میں نے حل المشکلات
 میں وہ مجرم ہوں کہ مجھ کو کچھ نہ بن آئے گی بات
 ”یا الہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
 ان کے پیارے منہ کی صبح جاں فزا کا ساتھ ہو“

کیسی طاعت ہے یہ دنیا کی محبت میں اسیر
 خاک پڑ جائے ذرا جرموں پہ اے روشن ضمیر
 لو لگائے ہے کسی کی شانِ رحمت پر فقیر
 ”یا الہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر

امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو“

حشر میں مجرم ترے تسکین پائیں پیاس سے
 مخزنِ جود و عطا گھبرا نہ جائیں پیاس سے
 تشنگی غالب ہو جب وہ منہ بنائیں پیاس سے
 ”یا الہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے

صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو“

دل کو پہنچائے نہ گرمی بے سبب خورشیدِ حشر
 اور اونچا چمکے میرے سر سے رب خورشیدِ حشر
 اے خدا آئے سوانیزے پہ جب خورشیدِ حشر
 ”یا الہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر

سید بے سایہ کے ظنِ لوا کا ساتھ ہو“

روح ٹھنڈک پائے اور دل کو نہ ہو رنج و محن
 تیری رحمت آڑے آئے اس جگہ اے ذوالہمن
 آتشِ عصیاں سے جب جلنے لگیں یہ جان و تن
 ”یا الہی گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن

دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو“

روزِ محشر جب عمل میزان میں تلنے لگیں
 پردہِ رحمت کے پردے جس گھڑی کھلنے لگیں
 سارے افرادِ معاصی فیض سے دھلنے لگیں
 ”یا الہی نامہ اعمال جب کھلنے لگیں
 عیب پوش خلق، ستارِ خطا کا ساتھ ہو“

سربہ سر مجرم ہوں کس کوشک ہے اپنے جرم میں
 پھنس گیا ہوں بے طرح اے شانِ رحمت جرم میں
 واسطہ پیارے کا رُسا ہوں نہ میں اس جرم میں
 ”یا الہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
 ان تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو“

نامہ اعمال عصیاں جب مجھے آنکھیں دکھائے
 یا الہی تیری ستاری مری بگڑی بنائے
 دست گیری کے لئے شانِ کرم اس وقت آئے
 ”یا الہی جب حسابِ خندہ بے جا رُلانے
 چشمِ گریانِ شفیع مرتجے کا ساتھ ہو“

خود سری میں سر اٹھائیں جب مری بے باکیاں
 صدقہِ محبوب دب جائیں مری بے باکیاں
 عفو کے پانی سے دھل جائیں مری بے باکیاں
 ”یا الہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
 اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو“

روزِ محشر جب کہ ہو نزدیک راہِ پلِ صراط
 آپ کے صدقے میں طے ہو ٹھیک راہِ پلِ صراط
 دھار سے تلوار کی باریک راہِ پلِ صراط
 ”یا الہی جب چلوں تاریک راہِ پلِ صراط
 آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو“

نفسِ رہزن کی نہ ہر تدبیر پر چلنا پڑے
 اس سے بہتر ہے کسی شمشیر پر چلنا پڑے
 صبر کا حصہ ملے تقدیر پر چلنا پڑے
 ”یا الہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
 ربِّ سلم کہنے والے غم زدہ کا ساتھ ہو“

حبِ دنیا چھوڑ کر میں تیرے در پر آ پڑوں
 روزِ افزوں ہو، ترقی ہو، عطا صبر و سکون
 خوبیِ تقدیر سے مولیٰ نہ میں خالی پھروں
 ”یا الہی جو دُعائے نیک میں تجھ سے کروں
 قدسیوں کے لب سے آئیں ربنا کا ساتھ ہو“

بارِ عصیاں سے نہ دب کر یہ کوئی سختی اٹھائے
 مدحتِ محبوب کا اتنا صلہ محشر میں پائے
 اُس کے دامن سے بندھا قاسم نہ پیچھے چھوٹ جائے
 ”یا الہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
 دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو“



مرزا عزیز فیضانی

اٹھایا،	جگایا،	سکھایا،	پڑھایا	رسولِ دو عالم نے کیا کر دکھایا
بتایا،	بجھایا،	دکھایا،	دلایا	مسلمانوں کو انعامِ دنیا و عقبی
لگایا،	اُگایا،	بنایا،	سجایا	نئے سرے سے پھر گلستانِ جہاں کو
لٹایا،	لنڈھایا،	چھکایا،	پلایا	شرابِ حقیقت سے بھر بھر کے ساغر
ہٹایا،	گھٹایا،	بھگایا،	مٹایا	طریقِ حقیقت سے باطل کو بل میں
ہٹایا،	دبایا،	مٹایا،	چُکایا	زمانے سے ظلم اور عصیاں کا جھگڑا
ڈرایا،	ہٹایا،	بچایا،	چھڑایا	عذابِ جہنم سے خلقِ خدا کو
شفایا،	سجایا،	ہدایا،	عطایا	خدا سے پے خلق لایا ہے دیکھو

عزیز ایسے غافل کو اُلفت کی رہ پر
 بلایا، لگایا، چلایا، بڑھایا



اقبالِ عظیم

ظہور کرتی ہے جس دم سحر مدینے میں
 اذانیں دیتے ہیں دیوار و در مدینے میں
 گلی گلی میں وہ سیلاب نور ہے جیسے
 اتر کے آگے شمس و قمر مدینے میں
 ہوا کے جھونکوں میں خوش بو بسی ہوتی ہے وہاں
 درود پڑھتا ہے اک اک شجر مدینے میں
 نہا کے خوش بو میں کوثر سے باوضو ہو کر
 ادب سے آتی ہے شام و سحر مدینے میں
 حریمِ پاک کی تا صبح پاسبانی کو
 فرشتے جاگتے ہیں رات بھر مدینے میں
 دیارِ پاک کا موسم بہشت کا موسم
 ریاضِ خلد ہے ہر رہ گزر مدینے میں
 ادب شناس ہے موسم بھی اس دبستاں کا
 کہ محو خواب ہیں خیرالبشر مدینے میں

اسی اُمید پہ جاری ہے اب سفرِ اقبال
 کہ ہو خدا کرے ختم سفرِ مدینے میں



احمد فراز

مرے رسول کہ نسبت تجھے اُجالوں سے
 نہ میری نعت کی محتاج ذات ہے تیری
 تو روشنی کا پیمبر ہے اور مری تاریخ
 ترا پیامِ محبت تھا اور میرے یہاں
 یہ افتخار ہے تیرا کہ میرے عرشِ مقام
 مگر یہ مفتی و واعظ، یہ محتسب، یہ فقیہ
 خدا کے نام کو بچیں مگر خدا نہ کرے
 نہ میری آنکھ میں کا جل، نہ مشک بو ہے لباس
 ہے ترش رو مری باتوں سے صاحبِ منبر
 مرے ضمیر نے قابیل کو نہیں بخشا
 میں تیرا ذکر کروں صبح کے حوالوں سے
 نہ تیری مدح ہی ممکن مرے خیالوں سے
 بھری پڑی ہے شبِ ظلم کی مثالوں سے
 دل و دماغ ہیں پُر نفرتوں کے جالوں سے
 تو ہم کلام رہا ہے زمین والوں سے
 جو معتبر ہیں فقط مصلحت کی چالوں سے
 اثر پزیر ہوں خلقِ خدا کے نالوں سے
 کہ میرے دل کا ہے رشتہ خراب حالوں سے
 خطیبِ شہر ہے برہم مرے سوالوں سے
 میں کیسے صلح کروں قتل کرنے والوں سے

میں بے بساط سا شاعر ہوں پر کرم تیرا
 کہ باشرف ہوں قبا و کلاہ والوں سے



سحرِ انصاری

مری آنکھوں کے آگے گنبدِ خضرا کا منظر ہے
میں اک قطرہ ہوں لیکن مہرباں مجھ پر سمندر ہے

کہاں میں اور کہاں طیبہ کی گلیوں کا طواف اے دل
ہوں اپنے بخت پر نازاں کہ یہ لطفِ پیمبر ہے

مدینے کی فضائیں کس قدر ایمان پرور ہیں
ہر اک لب پر یہاں صلِ علی، اللہ اکبر ہے

سلیقہ حمد کا سکھلا دیا ہم بے زبانوں کو
محمد کا یہی سب سے بڑا احسان ہم پر ہے

دعا مانگو درِ اقدس پہ آ کر دردمندی سے
یہاں جو اشک آنکھوں سے گرے قیمت میں گوہر ہے

سہے ہیں جو رِ اعداء، دینِ حق کو عام کرنے میں
جبھی تو رحمت للعالمین کا تاج سر پر ہے

کسی کی سمت جانے کا گماں تک کر نہیں سکتے
انھی کے در سے وابستہ سحر اپنا مقدر ہے



اختر لکھنوی

حضور نے شجر سایہ دار میں رکھا
مجھے بلایا اور اپنے دیار میں رکھا

میں جتنا فخر کروں کم ہے میرے آقائے
مجھے بھی اپنے حساب و شمار میں رکھا

پہنچ کے شہر مدینہ یہ کام پہلے کیا
خزاں کے درد کو شہر بہار میں رکھا

وہی وکیل ہوا بارگاہِ عالی میں
وہ اک یقین جو دل بے قرار میں رکھا

مرے حضور نے کیا کیا نہیں دیا مجھ کو
سکون جان میں دل کو قرار میں رکھا

پڑھا درود بہت اور اس طرح خود کو
جوار رحمت پروردگار میں رکھا

کرم تو دیکھئے احساں تو دیکھئے ان کا
مجھے خزاں سے نکالا بہار میں رکھا



حامد امر و ہوی

حق غلامی کا ادا کیوں نہ کریں
 مدح ممدوحِ خدا کیوں نہ کریں
 بھیج کر اُن پر درود اور سلام
 اپنے خالق کا کہا کیوں نہ کریں
 ہم متاعِ دل و جاں رکھتے ہیں
 آخر انور پہ فدا کیوں نہ کریں
 کیوں تصور نہ کریں طیبہ کا
 دردِ ہجراں کی دوا کیوں نہ کریں
 داغ دھونے ہیں گناہوں کے ہمیں
 اشک آنکھوں سے بہا کیوں نہ کریں
 جو مدینے کی طرف جاتی ہیں
 اسی راہوں پہ چلا کیوں نہ کریں
 اُن کو پایا تو ملا ہم کو خدا
 اس وسیلے سے دعا کیوں نہ کریں
 حق نے مختار کیا ہے اُن کو
 جس کو جو چاہیں عطا کیوں نہ کریں
 اُن کے بھروسے پہ رہا کیوں نہ کریں
 نعت کی بزم میں شرکت کر کے
 اپنے ایماں کی جلا کیوں نہ کریں
 اپنے ایماں کی جلا کیوں نہ کریں

ہم کہ حامد ہیں عقیدے کے کھرے
 شعر پھر ایسے کہا کیوں نہ کریں



مہر وجدانی

بے مثل و لاجواب ہو یکتا تمہی تو ہو بعد از خدا، خدائی میں تنہا تمہی تو ہو
 ارض و سما میں انجمن آرا تمہی تو ہو تخلیقِ کائنات کا منشا تمہی تو ہو
 غم ہائے دو جہاں کا مداوا تمہی تو ہو نازِ خلیل و فخرِ مسیحا تمہی تو ہو
 میری اُمید میرا سہارا تمہی تو ہو میرا یقین میرا بھروسا تمہی تو ہو
 ذرہ تا آفتاب تمہارا جمال ہے شمعِ حریمِ حق کا اُجالا تمہی تو ہو
 خیرالبشر ہو رحمتِ کل کائنات ہو جاری ہے جس کے فیض کا دریا تمہی تو ہو
 میں خسروانِ دہر کو ٹھوکر پہ مار دوں میں ہوں غلامِ جس کا وہ آقا تمہی تو ہو
 مطلوبِ ذوالجلال، والا کرام کون ہے سردارِ دو جہاں شرِ والا تمہی تو ہو
 رب کے حضور ہوگی کسے تابِ گفتگو محشر میں عاصیوں کا سہارا تمہی تو ہو
 تم مل گئے تو دولتِ کونین مل گئی جانِ مراد روحِ تمنا تمہی تو ہو

کل انبیا میں تمہر رسالت ہے اور کون
 خاصانِ خاص، اشرف و اعلیٰ تمہی تو ہو



شوکتِ عابد

پروانہ جو بھی شمعِ رسالت سے دُور ہے
منزل سے دُور نورِ ہدایت سے دُور ہے

ذکرِ نبی سے چشم ہی روشن نہیں فقط
دل کا یہ آئینہ بھی کدوت سے دُور ہے

جس دل میں آرزوے مدینہ نہیں، وہ دل
مولائے کائنات کی رحمت سے دُور ہے

ہے جس کے سر پہ سایہِ دامانِ مصطفیٰ
سمجھو کہ وہ ہر ایک مصیبت سے دُور ہے

عابد ہوا ہے جب سے درِ شاہ کا غلام
دنیاے مال و زر کی محبت سے دُور ہے



افضل خاکسار

کیا بھلے دن تھے کہ ہم شغلِ نثار رکھتے تھے
 فرصتِ شوق کے لمحات میسر تھے ہمیں
 اسمِ سرکارِ دو عالم تھا وظیفہ اپنا
 حرم و دیر کی تفریق میں تقسیم نہ تھے
 کفشِ بوسی کی سعادت تھی تصور میں نصیب
 نقشِ باطل کی طرح، حرفِ غلط کی صورت
 پس در ماندگی شوق تھے ارماں کیا کیا
 ”بست“ میں وجہ سکون تھی کوئی اُمید ”کشاد“
 گریہ شوق کی رم جھم تھی محیطِ دل و جاں
 آنکھ کی جھیل میں کھلتے تھے عقیدت کے کنول
 اتباعِ شہِ مظلوم تھا مسلک اپنا
 حق پہ مٹنے کی تمنا لیے پھرتی تھی ہمیں
 لب پہ جاری تھا شب و روز درود و سلام
 فکرِ امروز کو فردا پہ اٹھا رکھتے تھے
 روز و شب مشغلہ حب و ولا رکھتے تھے
 گنبدِ جاں میں یہی ایک صدا رکھتے تھے
 معتبر یار کا نقشِ کفِ پا رکھتے تھے
 قدیم شہِ کونین میں جا رکھتے تھے
 اپنے ہونے کا گماں دل سے مٹا رکھتے تھے
 خاک ہو کر بھی مدینے کی ہوا رکھتے تھے
 ماورا پر کسی امکاں کی بنا رکھتے تھے
 چشمِ پُر آب میں تاروں کی ضیا رکھتے تھے
 روح میں تشنگیِ کرب و بلا رکھتے تھے
 یوں بھی ہم شیوہ تسلیم و رضا رکھتے تھے
 جذبہٴ پیرویِ آلِ عبا رکھتے تھے
 دل و جاں آلِ محمدؐ پہ فدا رکھتے تھے

صحبتِ لختِ دل مہرِ علی حاصل تھی نازِ خوبیِ تقدیر بجا رکھتے تھے
 چشمِ وجدان پہ روشن تھا ضمیرِ ہستی بے خودی میں بھی دو عالم کا پتا رکھتے تھے
 زرِ الطافِ سمٹنے میں نہیں آتا تھا اپنی کوتاہیِ داماں سے گلہ رکھتے تھے
 رمِ خوش بو تھا رہِ نعت میں خامے کا حرام ضبطِ تحریر میں اندازِ صبا رکھتے تھے
 زیست بے کیف نہ تھی وقت پر آشوب نہ تھا ذہن میں روشنیِ صلِ علی رکھتے تھے
 اے خنک دورِ سعید اور وہ عہدِ فرح یادِ محبوب میں جو خود کو بھلا رکھتے تھے
 لے اڑی طرفگیِ رنگِ سخن فکرِ معاش ورنہ ہم سب سے جدا طرزِ نوا رکھتے تھے
 اب وہ رُوداد سنا میں تو سنا میں کس کو اب کسے یاد کہ ہم کون تھے کیا رکھتے تھے
 کرم اے پشتِ پناہ ہمہ خستہ حالاں کرم اُن پر جو ترا درد سوا رکھتے تھے
 پھر سے کر دے اُسے سینوں میں ہمارے زندہ تجھ سے نسبت جو ہم اے شاہِ ہدیٰ رکھتے تھے
 کر ہی دے اب تو کرم ربِ دو عالم ہم پر ”ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے“

پھر وہی دورِ پلٹ آئے کہ جس میں افضل
 خود کو وابستہ داماں عطا رکھتے تھے



ماجدِ خلیل

قلم کو توفیق دیں کہ لکھے اک ایسی تحریر میرے آقا
مرے لیے جو بروزِ محشر ہو وجہِ توقیر میرے آقا

نہ آسکے اب کبھی ہماری خطا مزاجی کی دسترس میں
خطا کے پیروں میں ڈال دیجے اک ایسی زنجیر میرے آقا

عطا ہو مجھ معصیت گزیدہ کو خاک و آب و ہوائے طیبہ
کہ میرے امراض کو یہی ہیں دوائیں اکسیر میرے آقا

سکھا کے خالق نے اس جہاں میں سلیقہٴ انتظار پہلے
نبی آخر بنایا تم کو، بہ حسنِ تاخیر میرے آقا

وہ کیسے نکلیں وہ کیسے ڈھلکیں انھیں سنبھالے ہوئے ہیں آنکھیں
بسی ہے جن آنسوؤں کے دل میں تمھاری تصویر میرے آقا

زندھا گلا، اشک بار آنکھیں، دل پر اُمید اور ماجد
دکھا دی تم نے دعا سے پہلے دعا کی تاثیر میرے آقا



قمر وارثی

روشنی کی فضا پانے والے گئے اور میں رہ گیا
در پہ سرکار کے جانے والے گئے اور میں رہ گیا

دیدہ تر لیے سبز گنبد کے پُر نور آفاق پر
پرچم دید لہرانے والے گئے اور میں رہ گیا

بارگاہِ نبیؐ میں بہ حسنِ ادبِ حالِ دل کے سبب
پھول آنکھوں سے برسانے والے گئے اور میں رہ گیا

اُس درِ پاک سے کتنے پہلے پہل کتنے بارِ دگر
زندگی کی سند لانے والے گئے اور میں رہ گیا

اس برس میری تقدیر کھوٹی رہی یعنی سوتی رہی
ناز قسمت پہ فرمانے والے گئے اور میں رہ گیا

اے شہِ دوسرا، دل پہ قابو رہے بھی تو کیسے رہے
ہم سفر میرے کہلانے والے گئے اور میں رہ گیا

رحمتوں کا نگر، شہرِ محبوبِ رب ہے جہاں سے قمر
جھولیاں بھر کے لوٹ آنے والے گئے اور میں رہ گیا



نور امر و ہوی

دلوں میں عشقِ محمد اگر نہیں ہوتا
دعائیں لاکھ کرو کچھ اثر نہیں ہوتا

اگر رسول کی عظمت نہیں نگاہوں میں
وہ چاہے کوئی ہو اہلِ نظر نہیں ہوتا

مجھے مدینے میں دیکھا تو ہو گئے قائل
جو کہہ رہے تھے دعا میں اثر نہیں ہوتا

جو ان کے نقشِ کفِ پا کو ڈھونڈ لیتا ہے
جہاں میں اُس سے بڑا دیدہ ور نہیں ہوتا

جو اُس نے درس دیا تھا وہ ہم بھلا بیٹھے
اسی لیے تو دعا میں اثر نہیں ہوتا

شفیعِ روزِ جزا کے جو ہیں غلام انھیں
حسابِ روزِ قیامت کا ڈر نہیں ہوتا

کٹے ہوئے ہیں جو حبتِ نبی کے موسم سے
یہ وہ شجر ہیں کہ جن پر ثمر نہیں ہوتا



عرش ہاشمی

ایسا بھی نہیں ہے کہ وہ منظر نہیں دیکھا
 یوں عفو و کرم کا کوئی خوگر نہیں دیکھا
 الطاف و عنایات و عطا، جود و سخا میں
 یکتا کے وہ محبوب ہیں، اور خود بھی ہیں یکتا
 آقا کی اطاعت کے سفر میں جو چلے ہم
 کیا شانِ فصاحت ہے رسولِ عربی کی
 قرآن کی طرح جس کا سخن دل میں اتر جائے
 دیکھا کہ ہیں لب ہائے مبارک پہ دعائیں
 مائل بہ کرم رحمت مولا تو سدا ہے
 اغیار سے شفقت کے طلب گار ہوئے ہم
 کی جس پہ نظر سرورِ عالم نے، پھر اُس نے
 ان بھیکتی پلکوں کی گزارش ہے تو اتنی
 دیکھا تو ہے لیکن وہاں جا کر نہیں دیکھا
 اخلاق کا ایسا کوئی پیکر نہیں دیکھا
 دنیا نے کوئی آپ سے بڑھ کر نہیں دیکھا
 سایہ بھی کوئی اُن کے برابر نہیں دیکھا
 ”رستے میں کبھی میل کا پتھر نہیں دیکھا“
 ایسا کہیں کوزے میں سمندر نہیں دیکھا
 اک اُن کے سوا کوئی سخن ور نہیں دیکھا
 کیا کیا انھیں اعدا نے ستا کر نہیں دیکھا
 ہم نے ہی کبھی ہاتھ اٹھا کر نہیں دیکھا
 اُس دامنِ رحمت میں سما کر نہیں دیکھا
 دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا
 سرکار، مدینہ کبھی آکر نہیں دیکھا

ہم عرش ہیں خوش بخت کہ اُس در پہ ہیں سائل
 محروم گدا کوئی جہاں پر نہیں دیکھا



عباس رضوی

یہ عالموں پہ جو اک سلسلہ کرم کا ہے
یہ فیض نورِ ازل سیدِ اُمم کا ہے

وہ جن کے در سے فرشتے مراد پاتے ہیں
یہ رحمتوں کا چلن، ان کے دم قدم کا ہے

مرا شرف ہے کہ میں ہوں غلام ابنِ غلام
خوشا نصیب یہ رشتہ جنم جنم کا ہے

نبی کے روضے پہ پہنچے تو باوضو ہو جائے
یہ افتخار، یہ اعزاز چشمِ نم کا ہے

جنہیں نبی نے چھپایا تھا اپنی چادر میں
یہ کائنات ظہورا انھی کے دم کا ہے

غبارِ گوے مدینہ سے جا ملے، مری خاک
یہ جسم و جاں کا حوالہ تو کوئی دم کا ہے

وہ بادشاہِ دو عالم، کرم کی حد نہ حساب
میں کم سواد، سو میرا سوال کم کا ہے

ہے ایک سانس کی دُوری پہ رہ گزارِ نجات
وجود سے بھی یہی فاصلہ عدم کا ہے



عبدالغنی تائب

اکتسابِ نورِ خورشیدِ حرا کرتے ہوئے سانس چلتی ہے ثنائے مصطفیٰ کرتے ہوئے
 شہپرِ جبریلؑ کا لاؤ قلم، مدحتِ گرو! ابتداءے نعتِ ممدوحِ خدا کرتے ہوئے
 منزلِ مقصود کو حاصل کریں گے ہم ضرور رہنما سرکار کا ہر نقشِ پا کرتے ہوئے
 آپ ہی کے نور کو تخلیقِ خالق نے کیا خلقتِ کون و مکاں کی ابتدا کرتے ہوئے
 خود خدا نے ہے اتارا سارا قرآنِ حکیم مدحت و توصیفِ شاہِ انبیا کرتے ہوئے
 سادگی کو دیکھ کر ششدر ہیں شاہانِ جہاں زیبِ مسند آپ کو اک بوریا کرتے ہوئے
 میرے آقا کی ذرا شانِ کریمی دیکھیے وسعتِ دامن بھی دیتے ہیں عطا کرتے ہوئے

ہوں کھڑا تائب سرِ ایوانِ نعتِ مصطفیٰ

لوگ کیوں ڈرتے ہیں میرا سامنا کرتے ہوئے



کوثر علی

شاملِ نعت ہر اک لفظ کے ابجد پہ شمار
سارے اصحابؓ پہ اور آلِ محمدؐ پہ شمار

میرا ہر اوج ترے نقشِ کفِ پا کے تلے
میری معراجِ تخیل ترے گنبد پہ شمار

ترے نعلین کا صدقہ ہیں سلاطین کے تاج
تختِ ہر شاہ ترے پایۂ منبر پہ شمار

تری مدحت کے ہر اک لمحے پہ میں یوں قربان
جس طرح اہلِ مدینہ تری آمد پہ شمار

جس کے پاؤں میں ہے جنت تری اس ماں پہ فدا
اس کے فرمائے ہوئے اسمِ احمدؐ پہ شمار

میری بھی آتشِ امید کو گلزار بنا
میں نسب پر ترے قربان ترے جد پہ شمار

اک دریچہ مری تربت کا تری سمت کھلے
ترا کوثر ہے تری رحمت بے حد پہ شمار



نور محمد جبرال

ہجومِ عاشقان ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں
بڑا دل کش سماں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

ادھر ہے روضہ جنت ادھر ہے دل کشا جالی
زمیں بھی آسماں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

کہیں محراب و منبر ہیں کہیں حٹانہ و صفہ
ہر اک روشن نشاں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

نصیبِ طائرانِ خلد قرباں اس کبوتر پر
کہ جس کا آشیاں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

مرے آقا کی رحمت اور ان کی شانِ محبوبی
ہر اک دل پر عیاں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

فدا اللہ اکبر کی اُترتی ہے دل و جاں میں
عجب لطفِ ازاں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

خدا ہے سایہِ طوبیٰ بھی اس گنبد کی نسبت پر
در شاہ جہاں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

دل حسرت زدہ کو نور، چھوڑ آیا ہوں طیبہ میں
بہت ہی شادماں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں



ذکیہ غزل

کیا اذنِ حضوری ہو سرکارِ مدینے میں
منکوں کا بھی لگتا ہے دربارِ مدینے میں

کچھ اشکِ ندامت کے آنکھوں سے گرے اور پھر
مت پوچھیے کیا پایا، اس بارِ مدینے میں

ہے وردِ درودوں کا اور لب پہ ثناخوانی
رہتا ہے کہاں کوئی بے کارِ مدینے میں

ہر زخمِ شفا پائے بس خاکِ مدینہ سے
انگار بھی ہوتا ہے، گلزارِ مدینے میں

جب ڈوبنے لگتی ہے کشتی مرے جیون کی
ہوتا ہے ہر اک بیڑا پھر پارِ مدینے میں

بس خواب میں آقا کا دیدار کرا دے جو
اک نعت لکھوں ایسی اس بارِ مدینے میں



صاحبزادہ ابوالحسن واحدرضوی

تا ابد مثلِ حبیبِ کبریا ممکن نہیں
دوسرا میں اُن سا کوئی دوسرا ممکن نہیں

مرتبے بخشے ہیں حق نے ان کو سب سے منفرد
کوئی ان سا دل رُبا و دل کشا ممکن نہیں

اس سے بڑھ کر اور کیا ہو قربِ حق کی انتہا
”نقطہٴ قوسین سے کم فاصلہ ممکن نہیں

ہے درِ شاہِ دنیٰ ہی ہر سعادت کا نشان
چھوڑ کر اس کو خدا سے رابطہ ممکن نہیں

رحمتِ حق اس پہ رہتی ہے سدا سایہ کناں
خیر سے محروم ہو ان کا گدا ممکن نہیں

اپنے لفظوں کو فقط کرتا ہے وہ معمورِ نعت
کر سکے واحدِ ثنائے مصطفیٰ ممکن نہیں



مدثر سرور چاند

مل جائے مجھ کو نقشِ کفِ پا حضور کا
سر پر رکھوں گا چوموں گا تحفہ حضور کا

ہر اک معاملے میں ہے رہبر انھی کی ذات
سب کے لیے مثال ہے اسوا حضور کا

سب کو برابری کا سبق آپ نے دیا
سب کے لیے چراغ ہے خطبہ حضور کا

ان کے لیے ہی خلق ہوئی ساری کائنات
بتا ہے دو جہان میں صدقہ حضور کا

یہ مہر و ماہ و تارے منور انھی سے ہیں
ہر ایک میں ہے نور سراپا حضور کا

لکھتا رہوں گا نعت میں رب کہ حبیب کی
پڑتھا رہوں گا دل سے قصیدہ حضور کا

وہ دن بھی زندگی میں مدثر کی آئے گا
پلکوں سے چوم لے گا وہ روضہ حضور کا



نعت پڑھئے، سنئے، سنائیے، اپنائیے اور پہنچائیے

نعت مرکز

- اگر آپ کسی بھی نعت گو یا نعت خوان سے نسبتِ ذریت و تلمذ رکھتے ہیں اور اپنے ان اکابرین نعت کی سوانحی، ادبی و فنی خدمات کو لوگوں سے متعارف کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ فرمائیں۔
- اگر آپ کے پاس نعت کا قدیم، نادر و نایاب کلام موجود ہے جو آج کے دور میں امتِ مصطفوی ﷺ کے دلوں کو مصطفوی ﷺ حرارت دے سکے تو متعلقہ مسودہ کو شائع کروانے کیلئے ہم سے رابطہ فرمائیں۔
- اگر آپ نعتیہ انتخاب، مجموعہء کلام، تنقیدی، تحقیقی و تخلیقی، تالیفی و تدوینی کتب کے مصنف یا نعت میگزین، مجلہ، ماہنامہ کے ایڈیٹر ہیں تو فروخت کیلئے ہم سے رابطہ فرمائیں۔
- اگر آپ حمد و نعت پر مشتمل انتخاب و مجموعہ کلام یا ادبی و فنی، تحقیقی و تخلیقی کتب و مقالہ جات شائع کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ فرمائیں۔
- آئیں! دنیا بھر سے حمد و نعت پر مشتمل تحقیقی کتب و مقالہ جات اور مجموعہ و انتخاب کلام، سی ڈیز یا کیسٹ کی آسان نرخوں پر خریداری کے لئے رابطہ کریں۔ صرف دس روپے کا ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے تفصیلی فہرست حاصل کریں اور اپنے پسندیدہ نعت نگار، نعت گو اور نعت خوان کو پڑھئے، سنئے اور دیکھئے۔

المدینہ دارالاشاعت (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38 اردو بازار لاہور 7320682-7312801-042